

محبت زندگی ہے

از اینجل عروج

محبت زندگی ہے

از اینجل عروج

سورج اپنے آبتاب سے چمک رہا تھا۔ پرندے اپنے اپنے آشیانوں سے نکل کر کھلے آسمان تلے چہچہاتے پھر رہے تھے۔

لیکن ان میں کوئی تھی جو دنیا جہاں سے بے خبر اپنے کمرے میں خواب خرگوش کے مزے لے رہی تھی۔

عروہ یار اٹھ جاؤ امی کب سے تمہارے اٹھنے کا انتظار کر رہی ہیں پتہ ہے آج کتنا کام ہے: مسکان کمرے میں داخل ہوتی انچی آواز میں بولی۔

مگر عروہ میڈم کے توکان پر جوں تک نہیں رینگے گی۔

عروہ کوٹس سے مس ناہوتے دیکھ مسکان سمجھ گئی کہ وہ ایسے نہیں اٹھے گی وہ ڈریسنگ کے پاس گئی اور وہاں سے ہیر برش اٹھا کے زور سے زمین پر پھینکا اور ساتھ تیز سے چلائی،

عروہ تمہارا فون۔۔۔۔۔

ایک یہی تو کمزوری تھی اسکی، اسکا جان سے عزیز فون جس کو اگر ایک خروج بھی آجائے تو وہ پورا گھر سر پہ اٹھا لیتی تھی۔

پھر بس یہ سننے کی دیر تھی اور عروہ میڈم کی ساری نیند بھگ سے اڑ گئی۔ 120 کی اسپید سے بیڈ سے نکل کے مسکان کے پاس پہنچی۔

کہاں ہے میرا فون، کیسے پھینک دیا، کہاں سے پھینک دیا اس معصوم کو: وہ زمین پر فون تلاش کرتے ہوئے بولی۔

یہ لو اپنا فون اور اب تم آٹھ گئی ہو تو نیچے آ جاؤ امی انتظار کر رہی ہیں: مسکان نے نیچے گرا ہوا برش اٹھا کے اس کے ہاتھ میں تھما یہ

اور کمرے سے باہر دوڑ لگادی۔

عروہ نے ہاتھ میں پکڑا برش اس کی طرف مارا لیکن بروقت اس کے روم سے نکل جانے پر اس کی بچت ہو گئی۔

گھڑی پر ایک نظر ڈال کے مسکان پر دو حرف بھیجتی اپنے کپڑے لے کے ہاتھ روم میں گھس گئی۔



جمیل صاحب آپ چاہتے ہیں کہ یہ کونٹرک ہمیں ہی ملے: وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے سنجیدگی سے سوال کر رہا تھا۔

اوف کورس سر میں یہی چاہتا ہو کہ یہ ہمیں ہی ملے: جمیل صاحب بغیر اس کے لہجے پر غور کیے مسکرا کے بولے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہ کونٹرک ہمیں ہی ملے تو وہ اس پرنٹیشن سے تو نہیں مل سکتا: وہ فائل ان کے سامنے کرتا آہستہ مگر سخت لہجہ میں بولا۔

جب انہوں نے فائل پڑھی تو انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

سوری سر غلطی سے ہو گیا میں ابھی ٹھیک کر دیتا ہوں: انہوں نے اپنی غلطی تسلیم کی۔

ہمممم دھیان سے اسی غلطی پھر نہیں ہونی چاہیے اب آپ جاسکتے ہیں: انہوں نے جانے کہ کے وہ لیپ ٹاپ کھول کے بیٹھ گیا۔

وہ ایسا ہی تھا غصہ کم کرتا تھا۔ لیکن جب غصہ کرتا تھا تو سب کا پ جاتے۔

جمیل صاحب کو گئے ابھی تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی جب دروازہ کھولا اور واصف سکندر بارعب شخصیت کے مالک اندر آئے۔

ارے بابا آپ یہاں: وہ اپنے باپ کے احترام میں کھڑا ہوا۔

کیوں صاحبزادے ہم نہیں آسکتے یہاں: مسنوی غصہ سے گھورتے ہوئے اس کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھے۔

بابا یہ آپ کا اپنا ہی آفس ہے آپ کو بھلا کون روک سکتا ہے: وہ مسکرایا۔
ہممم بس اپنے ایک دوست سے مل کے جا رہا تھا تو سوچا اپنے بھلکڑ بیٹے کو یاد دلاتا جاؤ
کے آج تمہارے چاچو کے گھر ڈنر پر جانا ہے تو جلدی گھر آ جانا: انہوں نے آنے کی
وجہ بتائی۔



اوہاں اچھا کیا آپ نے یاد دلا دیا ورنہ میرے تو دماغ سے ہی نکل گیا تھا: اسنے ہاتھ سر
پر مارا۔
میں جنتا تھا: وہ کھڑے ہوئے۔
ارے بابا آپ جا رہے ہیں بیٹھے تو میں کچھ کھانے کے لیے منگواتا ہوں: وہ بھی ساتھ
کھڑا ہوا۔

برخوردار ہم مہمان نہیں ہیں: انہوں نے آئی برو اچکائی۔

سوری بابا: چہرے پر وہی مسکراہٹ جو اپنوں کے لیے آتی تھی۔

اچھا اب میں چلتا ہوں اور ہاں شام کو یاد سے آجانا جلدی: وہ جاتے ہوئے پھر سے یاد کرانا نہیں بھولے۔

او کے بابا: اسنے سر ہلایا۔

ایک کپ چائے بھیجو: ان کے جانے کے بعد چائے کا بول کے سر کرسی کی پشت سے ٹکا کے آنکھیں موند لیں۔



حیاروک جاؤ اور میرا ڈریس واپس کرو: گھر میں ایک شور مچا ہوا تھا حیا آگے آگے اور مہر پیچھے پیچھے بھاگ رہی تھی۔

میں نہیں دوں گی آج یہ ڈریس میں پہن کے جاؤ گی: مدثر صاحب جو صوفے پر بیٹھے چائے پی رہے تھے حیا انکے پیچھے کھڑی ہوئی۔

بابا اس سے بولیں کہ میرا ڈریس مجھے واپس کرے یہ میں نے اپنے لیے نکالا تھا: مہر
انکے پاس رونی صورت بنا کے بیٹھ گئی۔

نہیں بابا یہ ڈریس میں پہنوں گی: وہ باضد ہوئی۔

بیٹا یہ تو آپ پر اچھا بھی نہیں لگے گا اس لیے یہ آپ آپ کی کو دے دو: مدثر صاحب نے
اپنی چھوٹی شہزادی کو اپنے پاس بٹھاتے ہوئے پیار سے بہلایا۔

سچی بابا کیا یہ واقعی مجھ پہ اچھا نہیں لگے گا: اسنے ڈریس اپنے ساتھ لگایا۔

بلکل سچ بلکہ آپ پر تو وہ لیمن والا ڈریس بہت پیارا لگے گا جو آپ کی آپ نے آپ کو برتھ
ڈے پہ دیا تھا: ویسے تو وہ ہر سوٹ میں ہی گڑیا لگتی تھی لیکن انہیں وہ اس سوٹ میں
کانچ کی گڑیا لگتی تھی۔

ہممم آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں میں اس میں زیادہ پیاری لگوں گی۔ یہ لیں آپ کی آپ کا ڈریس یہ
مجھ سے زیادہ آپ پر ہی اچھا لگے گا: وہ مہر کے گال کھینچ کر اپنے کمرے میں بھاگ
گئی۔

اسکے گال کھینچنے پر مہر اور بابا مسکرا دیے۔

وہ دونوں ایسی ہی تھیں بڑی خاموش تو چھوٹی چلبولی سی۔

کچن کے دروازے پہ کھڑی شاہیں بیگم اپنی چھوٹی سی دنیا کو دیکھ کے مسکرا دیں اور اس سب کے لیے دعا گو ہوئی۔

امی امی، جلدی سے ناشتہ دے دیں: وہ تیزی سے کچن میں آ کے وہاں رکھی کرسی پر بیٹھی۔

محترمہ آپکی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ یہ کھانے کا وقت ہے ناشتہ کا نہیں: مسکان جو نورین بیگم کے ساتھ کام کر رہی تھی، اسنے اسے بتانا ضروری سمجھا۔
اوہو میرے لیے سب برابر ہوتا ہے: عروہ نے ایک ادا سے کہا۔

اچھا بس مسکان جاؤ زربینہ (ماسی) کو دیکھو، اور تم فرج میں بریانی رکھی ہے وہ گرم کر کے کھا لو کھانا بنے میں ابھی ٹائم ہے: مسکان کچھ کہتی اسے پہلے نورین بیگم بول پڑی۔

مسکان خاموشی سے واک آؤٹ کر گئی۔

امی رات کھانے میں کیا بنے گا: عروہ نے بریانی اوون میں رکھی۔

یہ رات کو پتہ چل جائے گا: مصروف انداز میں کہا۔

امی احد کہا ہے: اسکی زبان پھر چلی۔

.....: دوست کی طرف گیا ہے

کس کے: وہ گال پر انگلی رکھ کر سوچنے لگی۔

جواب نہ پہ کے اسنے انہیں دیکھا جو اسے ہی گھور رہیں تھیں۔ وہ سمجھ گئی انکی گھوری
کو اور پہلی فرصت میں اپنی پلیٹ لے کے کچن سے غائب ہوئی۔

اس کے جاتے ہی نورین بیگم کے چہرے پہ مسکراہٹ آگئی۔

وہ اسی ہی تھی سب کے چہروں پر مسکراہٹیں بکھیرنے والی، سب کے دکھ درد کو اپنا
سمجھنے والی، بہت سمجھدار، اپنا درد چھپانے والی، سب کی لاڈلی۔



وہ اپنے آفس میں بیٹھا کوئی کیس ریڈ کر رہا تھا جب اس کا فون بجا۔

عادل اسپیکنگ: اس نے نام پڑھے بغیر فون کان سے لگایا۔ S.P. ہیلو

کی آواز پہ وہ D.I.G عادل ہمیں آپ سے یہ امید نہیں تھی: فون سے آتی S.P۔
اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔

صاحب جیسے جیسے بتاتے جادے تھے ویسے ویسے اسکی آنکھیں D.I.G اور پھر جب
بڑی ہوتی جا رہی تھیں۔

عادل واصف سکندر یہ آپکی پہلے اور آخری غلطی سمجھ کے معاف کر رہا ہو ورنہ S.P۔
آپ جانتے ہیں اسکی کیا سزا ہوتی ہے: انہوں نے اس کی سنے بغیر اپنی کہ کے فون بند
کر دیا۔ اس نے بند فون دیکھ کے لب بھیجے اور کانسٹیبل کو بتاتا گھر کے لیے نکل گیا۔ اسکا
غصہ سے برا حال ہو رہا تھا اس کے بے داغ رکوڈ پر آج داغ لگ جاتا۔ وہ جلدی گھر
پہنچ کر اسکی کلاس لینے والا تھا۔



عادل غصہ سے بھرا گھر میں داخل ہوا سامنے ہی وہ اسے اپنے بابا کے ساتھ بیٹھا نظر آگیا جو عادل کی طرف پشت کیے بیٹھا ہوا تھا۔

عادل نے زور سے مکہ اس کی کمر پہ مارا تو بیچارہ عاقل اس اچانک حملے پہ کرہ کرہ گیا۔
عادل یہ کیا حرکت ہے: واصل صاحب نے سخت لہجہ میں پوچھا۔

بابا پوچھیں اس سے کیا کیا ہے اسنے: عادل نے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔
می۔۔ میں نے کیا کیا: وہ جنتا تھا اس کی شامت آئے گی لیکن اتنی جلدی آئے گی یہ نہیں سوچا تھا۔

تمہیں نہیں پتہ: اسنے ضبط سے مٹھیاں بھیجی۔

نہیں: عاقل نے اب کافی سکون سے کہا جس نے جلتی پر تیل کا کام کیا تھا۔

تجھے تو میں۔۔۔۔۔ بس دونوں چپ ہو جاؤ اور عاقل سچ سچ بناؤ کیا کیا ہے تم نے۔



واصف صاحب سمجھ گئے تھے کہ ضرور کوئی بڑی بات ہے ورنہ عادل غصہ کم کرتا تھا لیکن جب کرتا تھا تو سب ہی اسکی زد میں آتے تھے۔

بابا میرے دوستوں کو پولیس والوں نے روک لیا تھا بانک فل اسپید میں چلانے کی وجہ سے تو میں نے: اسنے ایک نظر سب کو دیکھا زینب بیگم بھی باہر شور سن کہ آگئی تھیں۔

عادل بن کے ویڈیو کال پر بات کی تھی اور انہیں چھوڑ دینے کو بول دیا تھا: اسنے سر جھکائے اپنی غلطی تسلیم کی۔

وہ سب ہی جانتے تھے کہ عادل اپنی جاب کو لے کہ بہت سیریس ہے۔ وہ اپنی جاب پوری ایمانداری سے کرتا تھا اسکا رکوڈ بے داغ تھا لیکن عاقل کی اس حرکت سے اس کا رکوڈ خراب ہو سکتا تھا وہ تو شکر ہے جو سرنے اسے معطل نہیں کیا۔

سوری برو!!... شکل نہیں دیکھنا اپنی: عاقل آگے بڑھا تو عادل اسے دور کرتے ہوئے اپنی رسم میں چلا گیا۔

اما کیا یہ اپنی شکل بھی نہیں دیکھے گا کیوں کہ اسکی شکل بھی تو میرے جیسی ہے: عاقل نے رازداری سے اپنی ماں سے چوچھا۔

جو واصل صاحب نے سن لیا اور اسے ایک گھوری سے نوازا جس کا اسنے اثر نہ لیا۔

ناراض کر دیا نہ اسے: زینب بیگم نے اپنے خوب رویے کو کہا۔

میں منالوں گا اما: اسنے مسکراتے ہوئے اپنی ماں کو ساتھ لگایا تو وہ بھی مسکرا دیں۔

واصل صاحب ماں بیٹے کو دیکھتے ہوئے اپنے کمرے میں چلے گئے۔



جہان سکندر اور یتون بیگم کی تین اولادیں تھیں۔ دو بیٹے اور ایک بیٹی۔

بڑے بیٹے واصف سکندر اور انکی بیگم زینب۔ جن کے تین بیٹے تھے۔ بڑا بیٹا شہاب سکندر جو سنجیدہ مزاج تھا اور باپ کا بزنس سنبھالتا تھا۔ پھر دو جوڑوا عادل سکندر اور عاکل سکندر دونوں ایک جیسے بس آنکھیوں کا رنگ الگ تھا۔ عادل کی ہزل براؤن اور عاکل کی گرے آنکھیں تھیں۔

اس کے بعد آتے ہیں دوسرے بیٹے عالم سکندر اور انکی بیگم نورین۔ جن کی تین اولادیں تھیں۔ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا۔ بڑی بیٹی عروہ سکندر شوخ، چنچل سی، باتونی اور سب کی لاڈلی۔ پھر آتی ہے مسکان کم گو لیکن جب بولنے پر آئے تو سب کی نانی یاد کرا دے۔ اور پھر آتے ہیں احد سکندر جو ابھی پڑھ رہا ہے اور بہنوں کے ساتھ مل کر جو بشارتیں کرتا تھا۔

پھر جہاں صاحب کی چھوٹی بیٹی آتی ہیں شاہین اور انکے شوہر مدثر شاہ انکی دو بیٹیاں ہیں۔ بڑی مہر مدثر شاہ خاموش طبیعت، ڈرپوک، جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر روجاتی !!! ہے۔ جب کے چھوٹی بیٹی حیا مدثر شاہ بہادر، چلبولی، لا ابالی سی جو ابھی پڑھ ہے۔



اس وقت عالم ہاؤس میں مسکراہٹوں اور قہقروں کا سما تھا۔ کہنے کو تو سب آمنے سامنے ہی رہتے ہیں لیکن مصروفیات کی وجہ سے سب کم ہی اکٹھے ہوتے تھے لیکن بچے آتے جاتے رہتے تھے۔

اس ٹائم سب کھانے کے ساتھ ساتھ جوش گیوں میں مصروف تھے۔

کھانا پر سکون ماحول میں کھایا گیا اسکے بعد چائے کا دور چلا تو سب نے لان میں بیٹھ کر چائے پی۔ بڑے سارے کرسیوں پر جب کے بچہ پارٹی نیچے گھاس پہ چادر بچا کے اپنی باتیں کر رہے تھے۔

بڑے ماموں آپ شہاب بھائی کی شادی کر دیں۔ اتنے دنوں سے کوئی ہلا گلہ نہیں ہوا اس بہانے، میں بہت ساری شوپنگ بھی کر لوں گی: حیانے واصف صاحب کو کہا جو اسکی بات سن کہ مسکرا رہے تھے۔

ان میں کوئی تھا جس کا دل شہاب کی شادی کا سن کے بہت زور سے دھڑکا تھا اور دل سے ایک ہی دعا نکلی تھی!!! یا اللہ اسے میرا محرم بنادے۔۔۔

واہ بھی صرف اس وجہ سے میں بلی کا بکر ابن جاؤ: شہاب نے مسنویٰ عضہ سے کہا۔
صحیح کہا بھائی نے اچھے خاصے انسان ہیں۔۔۔ کوئی ضرورت نہیں ہے انکو بکر ابنانے
کی انسان ہی ٹھیک ہیں: عاکل نے سیریس انداز میں کہا تو سب کا قہقہہ چھوٹا جب کہ
شہاب بس اسے گھور ہی سکا۔

تھوڑی دیر بعد سب اپنے اپنے گھر نکل گئے
ایسے ایک خوش گوار شام اپنے اختتام کو پہنچی۔



گڈ مورنگ: عروہ جو آج جلدی آٹھ گئی تھی سبھی اسے حرا نگی سے دیکھ رہے تھے۔
بابا آج سورج کہا سے نکلا ہے: احد پوچھے بغیر نہ رہ سکا۔

عالم صاحب نے کندے آچکا کے لاعلمی کا اظہار کیا جب کہ عروہ کا بہس کا کوئی موڈ نہیں تھا اس لیے ناشتے میں لگی رہی۔

ویسے جنتو میں بھی چاہتی ہوں کہ سورج کہا سے نکلا ہے: نورین بیگم نے شرارت سے کہا

بابا دیکھ رہے ہیں اپنی بیوی کیسے مجھ معصوم کو طعنہ مار رہی ہیں: منہ بنا کہ باپ سے شکایت کی۔

بیگم آپ میری بچی کو کچھ نہ بولیں اس کی مرضی ہے وہ دیر سے اٹھے یا جلدی: انہوں نے بیٹی کی سائڈلی۔

ہمہم میں کچھ نہ بولوں تو یہ بالکل ہی ہاتھ سے نکل جائے گی یہاں تو مرضی چل جائے گی لیکن سسرال جا کہ کیا کرے کی: قومی طعنہ جو پر لڑکی کو پڑتا ہے عروہ کو بھی پڑھا۔

اچھا بابا چھوڑیں سب کو آپ مجھے اپنا کاڈ دیں میں شوپنگ پر جاؤ گی اپنی دوست کا برتھ
ڈے گفٹ لینے: اس نے سب کو انور کیا۔

یہ لوں مٹا۔۔۔۔۔

میری طرف تو دیکھے گا بھی نہیں میں آپ کے ساتھ تو بالکل بھی نہیں جاؤ گا۔ آپ ایک چیز کے لیے پورا مال گھومادیتی ہیں اور لیتی وہی چیز ہیں جو سب سے پہلے دیکھی ہوتی ہے: احد نے عروہ کہ صرف دیکھنے پہ ہی فرست سے انکار کیا اور وہاں سے غائب ہوا۔

احد ٹھیک کہ رہا ہے اس لیے میری طرف بھی نہیں دیکھو میں بھی نہیں جاؤ گی
تمہارے ساتھ: اسے پہلے عروہ مسکان کو بولتی اس نے بھی ہری جھنڈی دکھادی۔
اچھا بیٹا ایسا کرنا تایا ابو کے گھر دیکھ لینا وہاں کوئی ہو گا اسکے ساتھ چلی جانا: واصف
صاحب نے اسکی رونی صورت دیکھ کے کہا۔

جی بابا اور اب دیکھیں یہ دونوں بھی مجھ سے کوئی کام بولیں میں بھی صاف انکار کر دوں گی: عروہ ایک نظر مسکراتے ہوئے ناشتہ کرتی مسکان پر ڈال کہ آٹھ گئی۔
صحیح سے کرو ناشتہ بیٹا،،، نہیں بابا بس ہو گیا: باپ کو کہتی اپنے کمرے میں چل دی۔



امی میں جاری ہوں: عروہ نے ہال میں بیٹھی اپنی ماں کو آگاہ کیا اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

اسلام و علیکم تائی امی: جیسے ہی وہ گھر میں داخل ہوئی سامنے ہی زینب بیگم چائے پیتی نظر آ گئی۔

و علیکم السلام بیٹا: انہوں نے جواب دیا۔

تائی امی عاقل گھر پر ہی ہے نہ: اسنے اسکی گاڑی باہر دیکھ لی تھی پھر بھی کنفوم کر رہی کیا۔

ہاں وہ گھر پر ہی ہے کوئی کام ہے کیا: انہوں نے چائے کا سپ لیتے ہوئے پوچھا۔

!!!!!! جی مجھے شوپنگ پر جانا تھا

اچھا وہ اپنے کم۔۔۔۔۔ ارے لو آگیا: انہوں نے اسے نیچے آتے دیکھ کہا۔

جی بلکل شیطان کا نام لیا اور شیطان حاضر: عروہ نے ہنسی دبا کر کہا۔

اوہو بس بس میڈم آپ بھی کسی چڑیل سے کم نہیں ہیں: عاقل نے گھورا۔

ارے بیھو نہیں چلو جلدی میرے ساتھ: عروہ نے اسے بیٹھتے دیکھ جلدی سے ٹوکا۔

کہا جانا ہے: اس نے ایک آئبر و اچکائی۔

شوہنک پہ: اسنے مزہ سے کہا۔

میں تو نہیں جا رہا تم بہت گھوماتی ہو: اسنے صاف انکار کیا کیوں کہ سب جانتے تھے

عروہ کی شوینگ کو۔

تائی امی دیکھ رہی ہیں آپ، کاش میں لڑکا ہوتی ہو کم سے کم میں اکیلی تو جاسکتی اج

عاکل لے کے جاؤ پچی کو: انہوں نے سخت لہجہ میں کہا۔

مگر امی یہ۔۔۔۔۔ بس لے کے جاؤ اسے: انہوں نے اسکی بات کاٹی۔

تو چلے عاقل: اس نے معصومیت کی انتہا کی اور عاقل اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔

ویٹ کر رہا ہو باہر آؤ: وہ اسے گھورتے ہوئے باہر نکل گیا۔

اللہ حافظ تائی امی: وہ جلدی سے ان کے گلے لگ کے باہر بھاگی تو اسکی جلد بازی پر وہ بھی مسکرا دیں۔



وہ آج جلدی گھر جا رہا تھا جب راستہ میں اسے جانا پہچانا چہرہ نظر آیا اس نے گاڑی اس کے پاس روکی۔

عائشہ تم یہاں کیا کر رہی ہو: اسنے خوش گوار لہجے میں پوچھا۔

صاحب آپ: عائشہ کا چہرہ کھل اٹھا۔ S.P ارے

تم یہاں کیا کر رہی ہو کوئی پر اہلم ہے: عادل گاڑی سے اتر۔

ہاں میں گھر جا رہی تھی لیکن راستے میں میری گاڑی خراب ہو گئی: اسنے مسئلہ بتایا۔

اچھا آؤ میں تمہیں چھوڑ دیتا ہوں: اسنے آفر کی۔

ارے نہیں میں چلی جاؤ گی، آپ پریشان نہ ہوں: اسنے انکار کیا۔

پریشانی والی کون سی بات ہے دوست دوست کے ہی تو کم آئے گے نہ:- مسکرا کہ
دروازہ کھولا۔

اس بار اسے انکار نہیں کیا اور گاڑی میں بیٹھ گئی۔

عادل اور عائشہ کی ملاقات ایک کیس کے دوران ہوئی تھی۔ جس یونیورسٹی میں وہ
پڑھتی تھی اس میں کچھ ٹیچر اور اسٹوڈنٹل کے ڈرکس بیچتے تھے۔ جب عائشہ کو اس
بات کا علم ہوا تو اس نے پولیس کو بتایا اور یہ کیس عادل کے ہاتھ آیا۔ کیس کے دوران

عائشہ نے عادل کی بہت مدد کی، اور ایک اچھا انسان ہونے کا فرض نبھایا۔ اس دوران ان دونوں کی اچھی دوستی ہو گئی۔۔۔

عائشہ نے ایک نظر ڈرائیونگ کرتے عادل کی طرف دیکھا،،۔ گندومی رنگت، کھڑی ناک، ہلکی سی برڈ، عنابی لب، کسرتی جسم، اور جو چیز اسے سب سے الگ بناتی ہیں وہ ہیں اسکی گہری آنکھیں، عائشہ نے جلدی سے نظروں کا زاویہ بدلہ۔
لوجی آگیا گھر: اسنے گاڑی روکی۔

اندر آؤ نہ امی آپ سے مل کے بہت خوش ہوں گی: وہ گاڑی سے اتری

نہیں یار پھر کبھی آؤ گا: عادل نے سہولت سے انکار کیا۔

اوکے بائے: اسنے کہا اور گاڑی آگے بڑھالی۔

جب گاڑی نظروں سے اوجھل ہوگی تو وہ کہری سانس خارج کر کے اندر قدم بڑھائے۔



یار اگر تمہیں یہی لینا تھا تو دو گھنٹے پہلے کیوں نہیں لیا: عاقل سخت جھنجھلایا۔ آخر ایسا ہوتا بھی کیوں نہیں عروہ میڈم نے وہی چیز لی جو اس نے سب سے پہلے دیکھی تھی۔
اوہو بھی کوئی دودھ، دہی تھوڑی ہے جو کیس بھی دوکان سے لے لو۔ اچھے سے دیکھ کے لینا پڑتا ہے کیا پتہ اس سے اچھی چیز مل جاتی تو: وہ سکون سے بولی۔
اچھا اب لے لیا نہ تو چلو اب: وہ باہر کی جانب بڑھا۔
تم یہ لے کے گاڑی میں جاؤ میں آئس کریم لے کہ آتی ہوں۔ لاؤ پیسے دو: وہ سامان اسے دیتے ہوئے بولی۔

میں کیوں دوں: وہ حیران ہوا۔

کنجوس کیا تم اپنی پیاری سی کزن کو آئسکریم بھی نہیں کھلا سکتے: اس نے معصوم شکل بنائی۔

لو اور جلدی آنا: اس نے پتہ تھا بہس کا کوئی فائدہ نہیں ہے اس لیے جلدی سے پیسے تھما دیے۔

وہ جلدی سے فوڈ کوڈ کی طرف بڑھ گئی۔



ارے اور کو: وہ آئسکریم لے کے ابھی نکلی ہی تھی کہ کوئی اس سے ٹکرمار کے گیا جس کی وجہ سے آئسکریم اب زمین کو سلامی دے رہی تھی۔

وہ فون کان سے لگائے اپنے ہی دھیان میں جا رہا تھا۔ فون سننے میں اتنا مگن تھا کہ یہ تک نہ پتا چلا کہ وہ کسی سے ٹکرایا ہے۔

لیکن جب اسے نے اپنے پیچھے سے کسی لڑکی کی غصہ سے بھری آواز سنائی دی تو پیچھے مڑا اور اپنے سامنے کھڑی اس نازک لڑکی کو دیکھا جس کا سفید چہرہ غصہ کی وجہ سے لال ہو رہا تھا۔

نظر نہیں آتا کیا آنکھوں کی جگہ فیوز بلب فٹ کرے ہوئے ہیں جو اتنی بڑی لڑکی نہیں دیکھی، ہائے میری آنسکریم گرا دی اور بلکہ سوری بولنے کی بجائے سیدھے چلے جا رہے ہو۔۔۔ نہیں بندے میں تھوڑی سی شرم ہوتی ہے کہ کسی کا نقصان کر کے سوری بولے، نقصان کی بھرپائی کرے لیکن تم میں تو وہ بھی نہیں ہے: وہ تو نون اسٹوپ شروع ہی ہو گئی تھی۔

وہ جب بھی کچھ کہنے کے لیے منہ کھولتا وہ پھر کچھ بولنا شروع ہو جاتی اور وہ اسکا منہ دیکھتا رہ جاتا۔

توبہ دیکھو تو کیسے بے شرموں کی طرح گھورے جارہے ہو کچھ بولتے کیوں نہیں ہو
کہی گونگے تو نہیں ہو یا زبان کی چار جنگ ختم ہو گئی ہے: وہ آنکھیں بڑی کر کے پوچھنے
لگی۔

اوشٹ اپ محترمہ کب سے آپکی سنے جارہا ہوتا ہو مجھ سے غلطی ہوئی ہے اور میں
اسکی بھرپائی کرنے کے لیے بھی تیار ہو لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ مجھے
کچھ بھی بولیں گی: وہ سخت سنجیدگی سے گویا ہوا۔

ایک تو وہ لڑکی سمجھ کے کچھ کہہ نہیں رہا تھا تو وہ محترمہ تو چپ ہی نہیں ہو رہی تھی۔
اوشکر ہے کہ تم بولتے بھی ہو اور رہی بات بھرپائی کی تو۔۔۔ وہ تو تم کرو گے ہی وہ بھی
جرمانے کے ساتھ، آخر تم نے میری آنسکریم اور وقت دونوں جو برباد کیا ہے: وہ بنا
اس کی بات کا پر لیے پھر شروع ہو گئی۔

اچھا ٹھیک ہے ٹھیک ہے چلیں میں آپ کے نقصان کی بھرپائی کر دیتا ہوں: وہ اسے
لے کے آگے بڑھا جب اسکا فون بجا۔

آپ چلیں میں آتا ہوں: فون پر ضروری کال دیکھتے ہوئے کہا۔
ایسے کیسے میں چلو اگر تم بھاگ گئے تو: اس نے شکی نظروں سے دیکھا۔
اوہو کہا پھس گیا: وہ سخت جھنجھو لایا۔

دیکھیں میں نہیں بھاگتا بلکہ ایک کام کریں یہ میرا بیگ آپ پکڑیں اس میں میری
اکسپنس و اج ہے اگر میں بھاگ گیا تو آپ یہ بیچ دینا۔ آپکو آپکی آئسکریم سے زیادہ
پیسے مل جائے گے، اوکے: اس نے بغیر سوچے سمجھے بیگ اسے پکڑا یا اور فون کی
طرف متوجہ ہوا جہاں ضروری کال آرہی تھی۔

ہمممم یہ بھی ٹھیک ہے: وہ ہمکلام ہوئی اور فوڈ کوڈ کی طرف بڑھ گئی۔

یہ آپکا آرڈر میم: لڑکے نے اسے اسکا آرڈر دیا۔

تھنکیو، وہ جو وہاں کھڑے ہیں نہ میں انکو بھیجتی ہو وہ پیمنٹ کریں گے: اسنے کہا اور فون
پہ بات کرتے شخص کی طرف بڑھ گئی۔

یہ آپکا بیگ اور وہاں پیمٹ کر دیں، ہمم اللہ حافظ: وہ بیگ پکڑا کے چلتی بنی۔

چلو جلدی۔۔۔۔۔ کہاں تھیں اتنی دیر لگادی: وہ گاڑی میں بیٹھتے ہی بولی تو عاقل نے
چوچھا اور گاڑی آگے بڑھائی۔

بہت رش تھا اس لیے دیر ہو گئی:۔۔۔۔۔

وہ کونٹر کی طرف گیا اور بل لے کہ دیکھنے لگاتا کہ پیمٹ کر سکے لیکن جب بل دیکھا تو
آنکھیں حیرت سے بڑی ہو گئی۔

مجھے ان میڈم کا بل چاہئے جو ابھی آئسکریم لے کے گئی تھی: اس سے لگا شاید غلط بل
دے دیا ہے۔

یہ انہی کا بل ہے: لڑکے نے کہا۔

اسنے ایک بار پھر بل دیکھا جہاں 9 برگر، 4 شوارمہ، 6 آئسکریم، 2 لارج پزا اور
کولڈرنک کا بل تھا۔ یہ سب کیا انہوں نے لیا ہے: اسنے حیرت سے پوچھا۔

نہیں سرانہوں نے تو بس ایک آئسکریم لی ہے باقی جو لوگ یہاں کھڑے تھے میم نے کہا آج انکی برتھڈے ہے تو وہ بل دیں گی: لڑکے نے تفصیل بتائی۔

وہ تو سن کہ بے ہوش ہونے کو تھا۔ اسنے جلدی سے پیمینٹ کی اور وہاں سے نکلا۔

وہ لڑکی تو بہت چالاک نکلی: وہ صرف سوچ ہی سکا اور سر جھٹک کر اپنی گاڑی میں بیٹھا۔



دیکھ رہی تھی جب اسکا فون بجا۔۔۔۔۔ T.V مہر

اسنے اسکرین پہ چمکتے نام کو دیکھا تو دل زور سے دھڑکا مگر اسنے کال نہیں اٹھائی۔۔۔۔۔

ایک بار، دوبار، تین بار اسنے اگنور کیا لیکن شاید فون کرنے والا بھی ڈھیٹ تھا جواب

بھی فون کر رہا تھا۔۔۔۔۔ آخر اسنے تنگ آ کے کاپتے ہاتھوں اور دھڑکتے دل سے کال

رسیو کی۔۔۔۔۔

تمہاری زبان بھی تمہارا ساتھ نہیں دے رہی مہر۔ میں دیکھ سکتا ہوں تم مجھ سے بھاگ
نے لگی ہوں مگر کیوں اگر تمہیں کوئی شکوہ یا شکایت ہے تو بولو میں اسے دور کر دوں گا
مگر پلیز ایسے چپ رہ کے مجھ سے بھاگ کے مجھے اذیت نہ دو: وہ بے بس ہوا۔۔۔
مہر نے فون بند کر دیا اور اپنے ہاتھ پہ گرے ہوئے آنسوؤں کو دیکھا جو ناجانے کب
نکلے۔۔۔۔

اس کی آنکھوں کے سامنے وہ منظر لہرائے وہ باتیں یاد آئیں جو دل تو نہیں مان رہا تھا
لیکن آنکھوں دیکھا جھٹلایا بھی نہیں جا رہا تھا۔
لیکن کہتے ہیں نہ کہ کبھی کبھی آنکھوں دیکھا اور کانوں سنا سچ نہیں ہوتا "!!!۔۔۔۔"
فون بند ہونے پہ وہ غصہ ضبط کر کے رہ گیا۔

وہ اسے بات کرنا چاہتا تھا لیکن وہ اسکی کوئی بات سن ہی نہیں رہی تھی۔



شہاب آفس میں بیٹھا کوئی فائل ریڈ کر رہا تھا جب بغیر اجازت کوئی اندر داخل ہوا۔
اسنے آنے والے کو دیکھا تو اس سے ملنے کے لیے کھڑا ہوا۔

شکر ہے تم آج کی تاریخ میں آگئے: دونوں گرم جوشی سے ملے۔

بس یار نہ پوچھ آج کیا ہوا ہے میرے ساتھ: اسے اپنا دکھ یاد آیا۔

اچھا ایسا بھی کیا ہو گیا: شہاب نے تجسس سے پوچھا۔

پھر جیسے جیسے وہ بتاتا گیا تو شہاب کو اپنی ہنسی کنٹرول کرنا مشکل ہو گیا۔۔۔

یار دانی تو اتنا سمجھدار ہو کے بے وقوف بن گیا وہ بھی: اسنے قہقہہ لگایا۔

اچھا بس زیادہ ہنس نہیں یہ لے اور میں چلتا ہوں کل شام میں جلدی آ جانا: اسنے ایک

گفٹ اسکی طرف بڑھایا اور آٹھ کھڑا ہوا۔

ارے بیٹھ تو صحیح یا کچھ کھاپی تو لے: وہ بھی ساتھ کھڑا ہوا۔

پھر کبھی ابھی جلدی جانا ہے: اسنے ہاتھ ملا یا وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اور ہاں یاد سے کل جلدی آجانا سب کے ساتھ: اس نے دروازے پر روک کہ ایک بار پھر یاد دلایا۔

ہممم اوکے: شہاب سر ہلاتا بیٹھ گیا۔



اس نے عشاء کی نماز پڑھ کہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے آنسوؤں آنکھوں سے جاری تھیں۔

وہ لبوں سے کچھ نہیں بول رہی تھی کیوں کہ وہ جانتی تھی اللہ سب جانتا ہے وہ خاموش لبوں کی بھی سنتا ہے۔ اس کے لیے کچھ ناممکن نہیں ہے وہ اسکے دل کے حال سے واقف ہے اسے اپنے رب پہ پرپورا یقین تھا، وہ اسکی ضرور سنے گا۔۔۔۔۔۔۔۔

دعائانگ کے اٹھی، جائے نماز رکھ کھی اور بستر پر لیٹ گئی۔

رات کا وقت تھا، چار سواندھیرا تھا، تنہائی تھی، اور وہ اپنے رب سے گفتگو کر رہی تھی۔

یہاں بھی نہیں ہیں۔۔۔ شاید لان میں ہوں گے: وہ لان کی طرف بڑھ گئی۔

جب سامنے ہی احد کان میں ہینڈ فری لگائے بیٹھا نظر آیا۔ وہ فورن اس کے سے پر پہنچی اور ہینڈ فری کھینچی۔

وہ جو اپنے میں ہی مگن تھا ایک دم گڑبڑا گیا۔

بجو یہ کیا۔۔۔۔ کہاں ہیں سب: عروہ نے اسکی بات کاٹ کہ اپنا سوال دگا۔

ابو آفس، مسکان امی کے ساتھ گئی ہے امی کی کیسی دوست کی طرف انکی عیادت کرنے: اسنے تفصیل سے بتایا۔

عروہ اور مسکان میں زیادہ فرق نہیں تھا لیکن عروہ نے بچپن سے ہی احد سے بجو کہلوایا تھا جب کہ وہ مسکان کو نام سے ہی بولاتا تھا۔

اور میں کب سے آوازیں دے رہیں ہوں یہ لگا کے بیٹھنا ضروری ہے جب پتہ ہے کی گھر پر کوئی نہیں ہے: اس نے ڈنٹا۔

سوری غلطی ہو گئی مجھ سے: اس نے جان چھڑائی۔

اور ہاں یاد آیا می بول کے گئی ہیں کہ کپڑے استری کر دیگا سب کے کیوں کہ شام کو حاکم انکل (عالم صاحب کے دوست) کی طرف جانا ہے: بول کہ دوبارہ ہینڈ فری کان میں لگائی۔

کیوں جانا ہے: اس نے ہینڈ فری کھینچی۔

اوہو بجوانکا بیٹا واپس آ گیا ہے لندن سے ہمیشہ کے لیے اس لیے انہوں نے ڈنر رکھا ہے اپنے گھر پہ اور کوئی سوال: احد نے پوچھنا ضروری سمجھا۔

اچھا ااا۔۔ کیا تم نے دیکھا ہے ان کے بیٹے کو: سوال حاضر تھا۔

دو سال پہلے آئے تھے نا گھر جب آپ گھر پر نہیں تھیں اپنی دوست کی شادی میں گئی ہوئی تھیں بس جب کا ہی دیکھا ہوا ہے: اس نے جواب دیا۔

اچھا ٹھیک ہے میں جاری ہوں اور تم اس میں گم نہیں ہو جانا آس پاس کا بھی ہوش رکھنا: وہ بول کہ اندر چلدی تو وہ بھی سر جھٹک کر اپنے میں مصروف ہو گیا۔



وہ آج جلدی گھر آگیا تھا اور اب تیار ہو کے نیچے آرہا تھا۔ بلیک پینٹ کے ساتھ وائٹ شرٹ، ہاتھ میں ریسٹ وائچ، نفاست سے بنائے ہوئے بال وہ ہمیشہ کی طرح بہت ہنڈ سم لگ رہا تھا۔۔۔

ماما بابا کہاں ہے کیا وہ نہیں جارہے: حال میں بیٹھی زینب بیگم سے پوچھا جو تیار ہو کے بیٹھی ہوئی تھیں۔

جائے گے بیٹا لیکن پہلے تیار تو ہو جائیں۔۔۔

عادل نہیں جارہا ماما: اس نے عادل کو نہ پا کے پوچھا۔

نہیں وہ بڑی ہے دیر سے آئے گا اور عاقل کسی دوست کی طرف گیا ہے اور اپر سے تمہارے بابا بھی اتنی دیر لگا رہے ہیں جب کہ بھائی صاحب نے جلدی آنے کا کہا تھا: انہوں نے کہا۔

زوجہ محترمہ آپ بھول گئیں جب آپ اتنی دیر کرتیں تھیں تو ہم کچھ بولتے تھے اور آج ہم نے تھوری سی دیر کر دی تو آپ ناراض ہو رہیں ہیں: واصف صاحب نے کمرے سے نکلتے ہوئے کہا۔

توبہ کر ہیں میں کہاں دیر کرتی تھی: انہوں نے حیرت سے کہا جب کہ شہاب اپنے ماں باپ کی نوک جھوک پر مسکرائے جا رہا تھا۔

بیگم آپ لڑکی تھیں جب اب عمر کہ ساتھ آپکی یادداشت کمزور ہوتی جا رہی ہے اس لیے آپ بھول گئیں ہیں لیکن ہم ابھی بھی جوان ہیں اس لیے ہمیں سب یاد ہے: وہ مسکراہٹ دبا کہ بولے۔

شہاب دیکھ رہے ہو تم اپنے بابا کو: انہوں نے خفگی سے کہا۔

بابا میری ماما بھی بھی جوان ہیں اس لیے آپ انہیں کچھ نہ کہیں: شہاب نے ماں کے گرد گہرا بنایا۔

اب دیر نہیں ہو رہی دونوں ماں بیٹے کو: واصف صاحب نے دونوں کو سکون سے بیٹھے دیکھ کہا۔

ہو رہی ہے آپ دونوں جلدی سے باہر آجائے میں جب تک گاڑی نکال رہا ہوں: وہ باہر نکلا۔

تو وہ دونوں بھی باہر چل دیے۔

ایک منٹ ایک منت میرا فون تو اندر ہی رہ گیا بابا چابی دیں میں لے کے آتی ہوں: وہ جو حاکم صاحب کے گھر جانے کے لیے گاڑی میں بیٹھ چکے تھے اور بس نکلنے ہی والے تھے عروہ کہہ رہے۔

رہنے دو بس کون سا ہم وہاں رکنے جارہے ہیں اور کون سا تمہیں کوئی ضروری فون آنا ہے جو فون لینا لازمی ہے۔ پہلے ہی بہت دیر ہو چکی ہے: اس سے پہلے عالم صاحب چابی اس سے دیتے نورین بیگم نے انکار کیا۔

ماں کی بات پہ اس نے رونی صورت بنا کے باپ کو دیکھا جیسے کہہ رہی ہو کہ آپ کو تو پتہ تو ہے میں موبائل کے بغیر سانس بھی نہیں لے سکتی!!!۔۔۔۔

اور باپ تو باپ ہوتا ہے کب اپنے بچوں کو روتا دیکھ سکتا ہے۔

اچھا یہ لو چابی اور جلدی آنا: عالم صاحب نے چابی اس سے دیں جو اس نے جلدی سے لے لی اور ہاں میں سر ہلاتے ہوئے گاڑی سے اتر رہی۔۔۔

دروازہ کھول کے جلدی سے گھر میں داخل ہوئی۔۔۔

شہاب جو ابھی گھر سے باہر نکلا تھا عالم صاحب کی گاڑی دیکھ کے انکی طرف بڑھا۔

چاچو اب ابھی تک گئے نہیں: گاڑی پہ ہاتھ رکھ کے تھوڑا نیچے ہو کے عالم صاحب سے پوچھا۔

نکل ہی رہے تھے بیٹا کہ عروہ اپنا فون بھول گئی اب لینے گئی ہے بس اسکا ہی انتظار کر رہے تھے: انہوں نے وجہ بتائی۔

اچھا آپ لوگ نکل جائے ہم بھی بس نکل ہی رہے ہیں تو عروہ کو ہم ساتھ لے آئے گے: اسنے مسکرا کے کہا۔

ہاں مجھے بھی شہاب کی بات درست لگ رہی ہے ویسے ہی دیر ہو رہی ہے ہم نکلتے ہیں: نورین بیگم شہاب کی بات سے متفق ہوئی۔

ہممم ٹھک ہے یہ بھی اچھا بیٹا پر ہم نکلتے ہیں تم اسے لے آنا: عالم صاحب نے کہا اور گاڑی آگے بڑھادی۔

شہاب گاڑی کے پاس آیا جہاں واصف صاحب اور زینب بیگم کھڑی تھیں۔ کیا ہوا بیٹا سب ٹھیک ہے نا: زینب بیگم نے فکر مندی سے چوچھا۔

جی امی سب ٹھیک ہے عروہ اپنا فون گھر پی بھول گئی تھی تو میں نے چاچو سے کہا کہ ہو نکل جائیں عروہ کو ہم اپنے ساتھ لے آئیں گے: اس نے رسائیت سے کہا۔ ہم یہ ٹھیک کیا: واصف صاحب کہا اور گاڑی میں بیٹھ گئے۔

امی آپ بھی گاڑی میں بیٹھیں می۔ عروہ کو لے کہ آیا: وہ انہیں کہ کے عالم صاحب کے گھر کی طرف بڑھ گیا جہاں عروہ دروازے کو لاک لگا رہی تھی۔

بس آگئی آگئی۔۔۔ ایک تو اتنی دیر لگ گئی فون ڈھونڈنے میں: وہ جلدی سے باہر نکلی اور گھر کو لاک کرنے لگی اس نے جلدی میں یہ بھی نہیں دیکھا کہ وہاں تو گاڑی ہی نہیں کھڑی۔

وہ لاک لگا کے جیسے ہی پلٹی شہاب کو اپنے پیچے دیکھ ڈر گئی۔
ایسے کون ڈراتا ہے: اسنے دل تھما۔

میں نے تو کچھ نہیں کیا تم خود ہی بہت ڈر پوک ہو: وہ پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے کھڑا رہا۔

میں ڈر پوک نہیں ہوں اب اگر کوئی ایسے اچانک پیچھے آ کے کھڑا ہو گا تو ڈر ہی جاؤ گی
نہ۔۔۔ اب میری چار آنکھیں تو ہیں نہیں جو دو پیچھے ہو تو میں پیچھے کا بھی دیکھ سکوں:
اسنے اسکی انفورمیشن میں اضافہ کیا۔

پوئنٹ اب چلیں: اس نے گاڑی کی طرف اشارہ کیا۔

کہاں چلیں اور بابا کہاں گئے مجھے چھوڑ کے چلے گئے: اس نے اب غور کیا تو روہانی ہوئی۔

نہیں میں نے ہی بولا تھا انکو کے دیر ہو رہی ہے تو وہ لوگ ن جائیں تم ہماری ساتھ آ جاؤ گی: اس سے رونے کی تیاری کرتے دیکھ وہ جلدی سے بولا۔

وہ بغیر کوئی جواب دیے جا کے گاڑی میں بیٹھ گئی۔

کیا ہوا بیٹا: نورین بیگم نے اس کی شکل دیکھ کہ کہا۔

بابا مجھے چھوڑ گئے تائی امی: وہ قدرے آہستہ بولی۔

انہیں شہاب نے ہی کہا تھا اور کیا ہماری بچی ہمارے ساتھ نہیں جانا چاہتی: واصف صاحب جو فرنٹ سیٹ پر بیٹھے تھے پیچھے مڑے۔

اتنے میں شہاب نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور گاڑی چلائی۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے مجھے بہت اچھا لگتا ہے آپ کے ساتھ جانا: اسنے انہیں دیکھ کے کہا۔

اسکے بعد باقی کا سفر چھوٹی موٹی باتوں میں گزرا۔



اسلام و علیکم: وہ سب گھر میں داخل ہوئے۔

و علیکم اسلام۔۔۔ او آؤ تم لوگوں کا ہی انتظار تھا: حاکم صاحب عالم صاحب سے بغلگیر ہوئے۔

کیسے ہیں آپ انکل آئے نہ تشریف رکھیں: دانیال نے انہیں بیٹھنے کا کہا اور حال پوچھا۔

ہم ٹھیک ہے بر خودار تم سناؤ بوڑھے باپ کہ پاس آہی گئے: عالم صاحب نے اپنے بہترین دوست کو دیکھ شرارت سے کہا۔

دانیال جس نے باہر ہی پڑھائی کی تھی اور وہی اپنا بزنس اسٹاٹ کر لیا تھا اب کافی سال بعد وہاں سے سارہ بزنس یہاں شفٹ کر لیا تھا۔

وہ اکلوتا بیٹا ہونے کی وجہ سے اب اپنے ماں باپ کو اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔ وہ انہیں وہی اپنے پاس بولانا چاہتا تھا لیکن انہیں نے جانے سے ساق انکار کر دیا تھا۔ اس لیے وہ یہاں آ گیا۔

چپ بوڑھا ہو گا تو: حاکم صاحب نے مصنوعی غصہ سے کہا تو سب نے قہقہہ لگایا۔
ارے بھئی ہماری دوسری بیٹی کہا ہے کہی گھر تو نہیں چھوڑ آئے اس سے: آسیہ بیگم
(دانیال کی ماں) نے عروہ کو ناپا کہہ پوچھا۔

آئی وہ تالیا ابو کے ساتھ آرہی ہے: مسکان نے مسکرا کے کہا۔
ابھی تھوری دیر ہی ہوئی تھی کہ واصف صاحب بھی آگئے سب نے ہم آواز سلام کیا۔

دانیال جس کی پشت ان لوگوں کی طرف تھی سلام کہ جواب دیتے ہوئے مڑا تو حیران رہ گیا۔

جب کہ دوسری طرف عروہ کا بھی یہی حال تھا۔
تم۔۔۔: دونوں نے بیک وقت کہا۔

ارے آپ دونوں مل چکے ہو پہلے کیا: واصف صاحب نے دونوں کو حیرت میں ڈوبا دیکھ پوچھا۔

نہیں تایا ابوبس غلطی سے ملاقات ہو گئی تھی: عروہ نے دانت پیسے۔ اس سے اپنی آسکریم یاد آگئی تھی لیکن اپنا بعد کا کارنامہ یاد کر کہ سکون سے صوفہ پہ آسید بیگم کے ساتھ بیٹھ گئی۔

جبکہ اسے دیکھ کہ دانیال کو اپنے پیسے یاد آ گئے۔

تمہاری حیرت ختم ہو گئی ہو تو مجھ سے بھی مل لو: شہاب نے مسکراہٹ دبا کہ اس سے کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا عروہ ہی وہ لڑکی تھی جس نے دانیال کو بے وقوف بنایا تھا۔

تو یہ محترمہ تمہاری کزن ہیں تم لوگ اس کو برداشت کیسے کرتے ہو: دانیال اسے لے کہ بیٹھا۔

ہم سمجھدار لوگ ہیں: شہاب کی بات پہ وہ اس سے گھور کہ رہ گیا۔

شہاب اور دانیال ایک بزنس میٹنگ میں ملے تھے تب یہ خود بھی نہیں جانتے تھے کہ انکے والد دوست ہیں جب پتہ چلا تو ان کی دوستی گہری ہو گئی۔

بیگم کھانے کا اہتمام کیجئے: حاکم صاحب نے اپنی زوجہ کو کہا تو وہ ہاں میں سر ہلاتیں کھانا لگانے چلیں۔

سب اپنی باتوں میں مگن تھے اور عروہ بیٹھی بیٹھی بور ہو رہی تھی تو وہ اٹھ کے لان میں چلی آئی۔۔۔۔۔ تازی ہوا، پھولوں کی خوشبو، نرم گھاس پر وہ ننگے پاؤں چل رہی تھی۔

اسکوزمی: دانیال نے فون پر کال آتی دیکھ کہا اور آٹھ کے باہر آ گیا۔

ابھی وہ کال سن کی مڑا ہی تھا کہ اسکی نظر عروہ پر گئی جو آسمان پر ناجانے کیا تلاش کر رہی تھی۔۔۔۔

وہ اسکے پیچھے آ کے کھڑا ہو گیا۔ اپنے پیچھے کیسی کہ موجودگی محسوس کر کہ اس نے مڑ کے دیکھا جو اس سے مسکرا کہ دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

کیسی ہیں آپ مس عروہ۔۔۔۔۔ خیر ٹھیک ہی ہونگی آپ کیوں سہی کہانا: وہ زبردستی مسکرایا۔۔

جی بلکل ٹھیک کہا ویسے آج آپکی آنکھیں اور زبان صحیح کام کر رہی ہے اگر ایسا ہی کام اس دن مال میں کر لیتی تو آپکو جرمانہ نا بھرنا پڑتا: اس نے دل جلا دینے والی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائی۔

بدلہ ادھار رہا مس عروہ: اسنے گھور کہ کہا۔

شوق سے لینا: اسنے ناک سے مکھی اڑائی۔۔۔

کھانا لگ گیا ہے اندر بلارہے ہیں۔۔۔ سب: ابھی دانیال کچھ کہتا اس سے پہلے مسکان نے آکے کھانے کی عطا دی۔۔۔

!!! عروہ بغیر دانیال کو دیکھے اندر چل دی۔

سنیں: مسکان ابھی جانے ہی لگی تھی کہ دانیال کی آواز پہ رک کے اس سے دیکھا۔
جی۔۔۔

آپ کم بولتی ہیں: دانیال کو اپنا ہی سوال سمجھ نہیں آیا۔۔۔

جیسی میں سمجھی نہیں: مسکان نے نا سمجھی سے کہا۔

وہ میرا مطلب ہے کہ اپنی بہن تو کافی بولتی ہے اس لیے پوچھا لگتا نہیں ہیں کہ آپ دونوں بہنیں ہو ایک کم بولتی ہے تو دوسری چپ نہیں ہوتی: وہ مسکرایا۔۔۔

آپ نے کب اسے زیادہ بولتے ہوئے دیکھا: مسکان کو یاد دانا آیا کہ یہاں آنے کے بعد عروہ نے زیادہ بولا کب ہے۔۔۔۔۔

وہ مال۔۔۔۔۔ آخر چھوڑیں چلیں کھانے پرویٹ کر رہے ہوں گے سب: اسنے
بات بدلی۔۔۔

تو وہ بھی اندر بڑھ گئی۔۔۔۔۔۔۔

کیوٹ۔۔۔۔۔: وہ اسکی پشت کو دیکھ کہ دلکشی سے مسکرایا۔۔

ہیں میں کیوں مسکرا رہا ہوں: اسے خود بھی سمجھ نہیں آیا۔۔۔ وہ سر جھٹکتا اندر بڑھ
کیا۔۔۔

!!!! کھانا پر سکون ماحول میں کھایا گیا

وہ لوگ مزید تھوڑی دیر بیٹھ کہ اپنے گھر آنے کا کہ کے روانہ ہو گئے۔۔۔۔



وہ بستر پر لیٹا کب سے سونے کی کوشش کر رہا تھا لیکن جب بھی آنکھیں بند کرتا ایک
ہی چہرہ نظر آتا۔۔۔۔۔ تو وہ جلدی سے آنکھیں گھول دیتا۔۔

گندومی رنگت، کرلی بال، چھوٹے سے ہونٹ، گہری آنکھیں جو ہر بار اسکی آنکھیں
بند کرنے پر سامنے آجاتی تھیں۔۔۔۔

افففف دانیال کیا ہو گیا ہے یار تجھے کیوں وہ بار بار آنکھوں کے سامنے آرہی ہے: وہ
بڑبڑایا۔

وہ اپنی ہی کیفیت سمجھنے سے انجان تھا اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے یا
وہ سمجھ کہ بھی نہیں مجھ رہا تھا۔

وہ لندن میں رہا تھا اسنے ایک سے ایک خوبصورت لڑکی دیکھی تھی لیکن کبھی ایسا
نہیں ہوا تھا جواب اس کے ساتھ ہو رہا تھا۔

اس نے تکیہ میں منہ دیا اور سونے کی کوشش کرنے لگا جس میں وہ کامیاب بھی ہو
گیا۔۔۔۔

اس سے پتہ نہیں تھا کہ وہ ایک ایسے راستے پہ نکل آیا ہے جس کی منزل ہے بھی یا
نہیں۔۔۔۔



اس کی آنکھ کھولی تو گھڑی پر نظر گئی۔

بچ گئے اور میں اتنی دیر تک سوتی رہی: وہ جلدی سے اٹھی اور باتھ روم گھس گئی۔ 9
منہ دھو کے چہرہ شیشے میں دیکھا تو آنکھیں رونے کی وجہ سے سو جی ہوئی تھیں۔۔۔۔
وہ رات کو اس ستمگر کو یاد کرتے کرتے کب سو گئی اسے پتا ہی نہیں چلا۔
وہ سب باتیں بھول جانا چاہتی تھی لیکن وہ منظر جو اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا وہ
کیسے بھول تھی۔۔ وہ چاہ کے بھی نہیں بھول پارہی تھی۔۔۔۔۔ وہ معصوم سی لڑکی
شاید محبت کو سمجھی ہی نہیں تھی۔۔۔

ٹاول سے منہ صاف کر کے وہ روم سے باہر نکلی اور رخ ڈانگ روم کی طرف کیا جہاں
سے شاہین بیگم اور حیا کی باتوں کی آواز آرہی تھی۔
ارے تم یونی نہیں گئیں: وہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھی۔

فٹ لیکچر اوف تھا تو آج دیر سے جا رہی ہوں۔۔۔۔۔ آپ کی آنکھیں کو کیا ہوا
اتنی سوچی ہوئی کیوں لگ رہی ہیں: حیا نے فکر مندی سے پوچھا۔

ہاں بیٹا کیا ہوا تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے: شاہین بیگم بھی فکر مند ہوئیں۔

جی امی میں ٹھیک ہوں بس رات کو سر میں درد تھا تو صبح سے سو نہیں پائی ایسی لیے
بس: مہر نے نظریں چرائیں۔

تو آرام کرنا تھا نا بیٹا نیچے کیوں آگئی۔۔۔۔۔ اور اگر ابھی بھی سر میں درد ہے تو دوائی لے
لو: انہوں نے پیار سے کہا۔

انکے پیار سے کہنے پر مہر کی آنکھیں نم ہوئیں جنہیں وہ جلدی سے چھپا گئی۔

وہ جانتی تھیں وہ سب کا خیال رکھتی تھی پر اپنے معاملے میں بہت لا پرواہ تھی۔

امی میں اب بالکل ٹھیک ہوں آپ پریشان نہ ہوں: مہر نے ماں کو مسکرا کہ تسلی دی۔

اچھا امی میں چلتی ہوں: حیا نے اٹھ کے اپنا بیگ اٹھایا۔

کیس کہ ساتھ جاؤ گی: شاہین بیگم نے پوچھا۔

ویسے تو وہ وین میں جاتی تھی یا پھر کبھی کبھی مدثر صاحب چھوڑ آتے تھے لیکن آج وہ دیر سے جارہی تھی تو مدثر صاحب بھی جا چکے تھے۔

امی اپنے سنا تو ہو گا کہ وقت پڑھنے پر گدھے کو بھی باپ بنانا پڑتا ہے بس ایسی گدھے کے ساتھ جاؤ گی: اسنے افسوس سے کہا۔

کتنی بار کہا ہے ایسے نہیں بولتے۔۔۔ ویسے بھی وہ بہت اچھا بچہ ہے: شاہین بیگم نے اس سے جھڑکا۔

وہ اتنا بڑا اونٹ آپکو بچہ لگتا ہے خیر چھوڑیں میں اسکی تعریف وہ نہیں کر سکتی اس لیے اللہ حافظ: شاہین بیگم کچھ کہتی وہ جلدی سے انکے پھر مہر کہ گلے لگ کہ باہر بھاگی۔۔۔

پتہ نہیں کب سدھرے کی یہ لڑکی: وہ بھی سر جھٹک کہ کام کہ طرف متوجہ ہوئے۔
مہرانکی بات پر پھیکا سہ مسکرائی۔



وہ سب میٹنگ میں شریک تھے آج اسکی شہاب کے ساتھ میٹنگ تھی۔۔۔۔۔ عاکل پریزنٹیشن دے رہا تھا سب کی نظریں اسکرین پر تھیں لیکن وہ اپنے ہی خیالوں میں گم تھا۔۔۔۔۔ نظریں سامنے تھیں لیکن دماغ کہی اور تھا۔۔۔۔۔

وہ اپنے دل کی کیفیت سمجھ چکا تھا۔۔۔۔۔ اس کے دل نے عتراف کر لیا تھا کہ اسے محبت ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ ہاں پہلی نظر کی محبت۔۔۔۔۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ محبت کے بغیر اسکی زندگی ادھوری ہے۔۔۔۔۔

جب کچھ دن پہلے اسکی ماں نے اسے شادی کا پوچھا تو اسنے کے دیا کہ جیسے آپکی مرضی۔۔۔۔۔ جب وہ خود میں اپنی کیفیت سمجھ نہیں پارہا تھا۔ اور یہیں اسکی غلطی تھی۔

وہ میٹنگ کی سلسلے میں اسلام آباد جا رہا تھا اسنے سوچ لیا تھا کہ وہاں سے آتے ہی وہ اپنی امی کو مسکان کے بارے میں بتائے گا اسے یقین تھا کہ اسکی ماں کبھی انکار نہیں کریں گی۔

میٹنگ ختم ہوئی تو شہاب نے اسے ایک ہی پوزیشن میں بیٹھے کب سے مسکراتے دیا تو اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔ تو وہ ہوش کی دنیا میں واپس آیا۔۔۔

تم جویوں بے وجہ مسکرا رہے ہو"

!!!!" کچھ تو ہے جو ہم سے چھپا رہے ہو

عاکل نے معنی خیز نظروں سے دیکھا۔۔

ارے یار ایسا کچھ نہیں ہے بس ایسی پرانی بات یاد آگئی تھی: اس نے بہانا بنایا۔۔

اچھا اااا: عاکل نے اچھا کو کہنچا۔۔

اچھا اسکو چھوڑو یہ بتاؤ اسلام آباد کب جا رہے ہو: شہاب نے میٹنگ روم سے باہر نکلتے

ہوئے پوچھا۔

آج شام کو: دانیال نے جواب دیا اور وہ عاکل کے ساتھ باہر نکلا

ہممم او کے: شہاب کے روم میں آ کے کچھ کام کی باتوں کے بعد شہاب اپنے آفس کے لیے نکل گیا



اسلام و علیکم ممافی جان: اسنے حال میں بیٹھی نورین بیگم کو سلام کیا اور انکے پاس بیٹھ گئی۔

وعلیکم اسلام۔۔۔ آج صبح صبح یہاں کیسے اور یونی نہیں گئیں: انہوں نے پیار سے پوچھا۔

یونی جانے کے لیے ہی تو آئی ہوں: اسنے آنے کی وجہ بتائی۔

مطلب۔۔۔۔۔

مطلب یہ کہ میرا فسٹ لیکچر اوف تو میں نے سوچا دیر سے جاؤ گی لیکن ویں اور بابا تو چلے گئے ہیں تو میں سوچہ احد تو دیر سے ہی جاتا ہے تو اسکے ساتھ چلی جاؤ گی: اسنے تفصیل سے بیان کیا۔

ہم پھر تو بالکل ٹھیک وقت پر آئی ہو کیونکہ وہ بس ابھی نکلنے ہی لگا ہے: انہوں نے کہا۔
اوہ صبح صبح کس کی شکل دیکھ لی پورا دن برا گزرے گا: حال میں حیا کو دیکھ اُحد نے برا
سامنہ بنایا۔

تم نے منہ نہیں دھویا: حیا نے حیرت سے کہا۔

دھویا ہے کیوں: اُحد نے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا۔

شیشا نہیں دیکھا: حیا نے اسی انداز میں کہا۔

نورین بیگم اسکی چالاکی سمجھ کے زیر لب مسکرائیں۔

دیکھا ہے: اُحد کو سمجھ نا آیا کہ وہ کہنا کیا چاہتی ہے۔

پھر تو واقع دن برا گزرے گا تم نے صبح صبح اپنی شکل جو دیکھی ہے: حیا مزح سے بولی تو
اسکی بات سمجھ کہ اُحد کو آگ لگی۔۔۔

تمہیں

اچھا ہم بعد میں لڑ لیں گے ابھی دیر ہو رہی ہے یونی سے جلدی چلو: حیا مدے پر آئی۔

اوہیلو میں تو نہیں لے کی جا رہا تمہیں۔۔۔۔۔ رکشہ میں جلی جاؤ: اسنے صاف انکار کیا۔

ممائی جان دیکھیں یہ اگر مجھے اپنے ساتھ لے جائے گا تو اسکا پیٹرول زیادہ لگ جائے گا

کیا۔۔۔ ایک ہی جبکہ جانا ہے۔۔۔۔۔ اب گھر کے لوگوں کے ہوتے ہوئے میں

رکشوں میں جاتی اچھی لگوگی: اسنے معصومیت کے تمام رکود توڑے۔

احد نے اپنا ہاتھ سر پر مارا۔۔۔

نورین بیگم جو پہلے ہی اسے گھور رہی تھیں حیا کی بات سن کہ اسے کھا جانے والی

نظروں سے دیکھا۔

احد تم بچی کو اپنے ساتھ لے کے جاؤ گے: نورین بیگم نے سخت لہجہ میں کہا۔

لیکن امی یہ زبان چلاتی ہے: احد نے ایک کوشش اور کی۔

تو تم اسے چھیڑنا نہیں تو وہ بھی کچھ نہیں کہے گی: انہیں نے یہاں بھی اسکی ہی غلطی بتائی۔۔۔۔

چلو اب جاؤ دیر ہو رہی ہے: احد کچھ کہتا وہ بات ختم کر کے اندر کچن کی طرف بڑھ گئیں۔

چلو میڈم یا آپ کو الگ سے انویٹیشن کاڈ دینا پڑے گا: صوفے پر بیٹھی حیا کو دیکھ کہ احد نے دانت پیسے۔۔۔

ارے نہیں۔۔۔ تم نے کہ دیا یہی بہت ہے چلو چلتے ہیں: حیا شانے بے نیازی سے باہر نکل گئی۔

وہ بھی جلتا بھنتا اسکے پیچھے ہی نکلا۔



گاڑی کو ٹرین سمجھ کہ نہیں چلانا: اسنے فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے ٹوکا۔

وہ جو پہلے ہی جلا ہوا تھا اسکی بات سے تو آگ ہی لگ گئی۔

اگر اتنا ہی مسئلہ ہے میری ڈرائیونگ سے تو خودی چلی جاؤ: وہ گاڑی میں بیٹھا۔

حیا نے اسکی بات کا جواب دینا مناسب نہیں سمجھا۔۔۔۔ اور باہر دیکھنے لگی۔۔۔۔

اپنی بات کے انگور ہونے پر وہ ضبط کر کے رہ گیا۔۔۔

صبح کا وقت ہونے کی وجہ سے سڑک پر گاڑیاں اکاؤکا تھی۔۔۔ احد جانتا تھا کہ حیا کو تیز

اسپیڈ سے ڈر لگتا ہے اسلیے اسے ڈرانے کے لیے اس نے اسپیڈ تیز کی۔۔۔۔

لیکن وہ تو سکون سے سیٹ سے سرٹکائے سامنے دیکھنے میں مصروف رہی۔۔۔۔

اسنے اسپیڈ تھوڑی اور تیز کی لیکن اس بار بھی وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔۔۔۔

وہ تو جتنا حیران ہوتا کم تھا۔۔۔۔۔

وہ جانتی تھی وہ صرف اسے ڈرانے کے لیے ایسا کر رہا ہے اس لیے وہ بھی ڈھیٹ بنی

رہی مگر اندر سے دل 240 کی اسپیڈ سے دھڑک رہا تھا۔

اسکے سکون میں کوئی کمی محسوس نہ کر کہ احد نے گاڑی روکی اسے زیادہ اسپید میں تو احد کو بھی ڈر لگتا تھا۔۔۔۔۔

ہااں کیا ہم پہنچ گئے: وہ ادھر ادھر دیکھ کر انجان بنی

ایک پل کے لیے مجھے ایسا لگا کہ تمہارا انتقال ہو گیا ہے: احد نے حیرانگی سے کہا۔۔۔

نہیں تو میں تو زندہ ہوں۔۔۔ خدا کا شکر ہے۔۔۔ لیکن تم نے ایسا کیوں کہا۔۔۔۔۔
کہیں میں واقع تو نہیں مر گئی: اس نے ڈرامائی انداز میں اپنی نس چیک کی۔

میری ڈرائیونگ سے سڑک چنچیں مار رہی تھی لیکن تم بالکل بت بن کے بیٹھی تھی تو مجھے لگا جیسے تم اوپر پہنچ گئی: احد نے کندھے اچکائے۔

آہاں اتنی تیز ڈرائیونگ کر رہے تھے تم مجھے تو پتہ ہی نہیں چلا: وہ لا پرواہی سے بولی۔

واہ واہ جانی میرے میٹر کی سوئی ٹوٹ جائے گی پھر تمہیں پتہ چلے گا: آج یہ لڑکی اسے حیران پر حیران کر رہی تھی۔۔۔

دیکھو مسٹرمانتی ہوں میں ایک ڈاکٹر بن رہی ہوں مجھے پتہ ہے زندگی کتنی انمول شے ہے لیکن اسکا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ مجھے اسپید پسند نہیں ہے: وہ گہرا مسکرائی۔

اسے مزح آرہا تھا احد کو حیران دیکھ کے۔۔۔۔

تمہیں کب سے اسپید پسند ہو گئی: احد نے اچھبے سے اسے دیکھا۔

ہم یہ بہس بعد کے لیے رکھتے ہیں ابھی دیر ہو رہی ہے تو چلیں: اسنے گھڑی سامنے کی۔

احد نے ایک نظر گھڑی پر ڈال کہ گاڑی چلا دی۔۔

پھر سارہ سفر خاموشی سے گزرا

وہ ٹیرس پر کھڑا کافی پی رہا تھا نظریں ہنوز اس دشمن جان کے گھر پر تھیں کہ بس ایک جھلک دیکھ جائے آج اسکی۔۔۔۔

وہ اسے کتنی محبت کرتا تھا خود بھی نہیں جانتا تھا۔۔۔۔۔ اسنے بہت پہلے ہی اظہار محبت کر دیا تھا۔۔۔۔۔ جو اسنے بھی خوشی سے قبول کیا تھا لیکن اچانک ایسا کیا ہوا کہ وہ اسے دور رہنے لگی، اسے چھپنے لگی، بہانے بنانے لگی،۔۔۔۔۔ اسنے بہت کوشش کی جانے کی کے کیا وجہ ہے لیکن وہ سہی سے بات کرے تو کچھ پتہ چلے۔۔۔۔۔

آپ کو پتا ہے مجھے آپ سے کوئی محبت و جت نہیں تھی۔۔۔۔۔ آپ بھی سب کزنز کی "طرح ہی تھے میرے لیے۔۔۔۔۔ لیکن جس دن آپ نے اپنی محبت کا اظہار کیا اس دن کے بعد میری پوری دنیا بدل گئی تھی جیسے۔۔۔۔۔

میں اس رات سو نہیں پائی بس یہی سوچتی رہی کے کیا واقعی میں محبت کے لائق ہوں۔۔۔۔۔ کیا سچ میں مجھ سے کوئی محبت کر سکتا ہے: وہ لمحہ بھر کو روکی۔

مجھے نہیں پتہ کے مجھے آپ سے محبت ہے یا نہیں!!!!۔۔۔۔۔ لیکن یہ ضرور جانتی ہو کہ یہ دل جب بھی دھڑکتا ہے صرف آپ کا نام لیتا ہے۔۔۔۔۔ آنکھیں ہر جگہ آپ

کو ڈھونڈتی ہیں۔۔۔۔ آپ کے ساتھ کیسی اور کا خیال ہی میری جان نکل دیتا
"ہے۔۔۔۔: آخری بات کہتے ہوئے اسکی آنکھیں نم ہوئیں!!!۔۔۔۔"

اسکی باتیں اب تک اسکے کان میں گھوم رہی تھی کتنا خوبصورت لمحہ تھا وہ جب وہ جانتی
بھی نہیں تھی کہ محبت کیا ہے اور اظہار بھی کر گئی تھی لیکن پھر کیا ہوا کہ سب بدل
گیا۔۔۔۔۔

وہ ماضی میں گم تھا جب وہ دشمن جان سامنے ہی لان میں کیسی سے فون پر بات کرتی
نظر آئی۔۔۔۔

جامنی رنگ کی قمیض شلوار میں ہم رنگ دوپٹہ جو کندھے پر جھول رہا تھا، لمبے بال
چوٹی میں قید تھے، معصوم چہرہ افسردہ تھا، پھیکی سے مسکراہٹ یہ وہ مسکراہٹ تو نہیں
تھی جو اس کے چہرے پر رہتی تھی، وہ آج کتنے دنوں بعد اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔
اسکی بات کرتے ہوئے جیسے ہی نظر اوپر کی طرف اٹھی وہ ستمگر فرست سے اسے خود
کو دیکھتا ہوا نظر آیا۔۔۔

تھوڑی دیر کے لیے آنکھیں دو سے چار ہوئیں پھر اس نے چہرہ اچھیر لیا اور اندر چلی گئی۔

لیانا تھا آنکھوں میں ایک کی میں بے بسی، التجا، غم، ضبط تو دوسری میں اذیت، تکلیف،
الجھن، تھکن۔۔۔ دونوں کی آنکھیں بولتی تھی دونوں ہی پڑھتے تھے لیکن ایک
بے بس تھا تو دوسرا غلط فہمی کا شکار۔۔۔

اسنے گہری سانس خارج کی اور نیچے کی جانب قدم بڑھائے۔

دیکھتی نظر آئی وہ انکی گود میں سر رکھ کے صوفہ T.V وہ نیچے آیا تو زینب بیگم اسے پرلیٹ گیا۔

کیا ہوا بیٹا کوئی پریشانی ہے کیا: انہوں نے اس کے بالوں میں انگلیاں چلائیں۔

نہیں ماما بس تھک گیا تھا آج اوف تھا تو سوچا آپکے ساتھ ٹائم اسپنڈ کر لوں۔۔۔: اسنے سکون سے آنکھیں موند لیں۔

تھک گئے ہو تو آرام کرو بیٹا: انہوں نے پیار سے کہا۔

ایسے ہی آرام مل رہا ہے پلیز ایسے ہی انگلیاں پھرتے رہیں: اسنے لاڈ سے کہا جب بھی وہ پریشاں ہوتا تھا ایسے ہی ماں کی گود میں سر رکھ کر ساری پریشانیاں دور کر دیتا تھا۔۔۔

اب بھی سکون سے نیند کی وادی میں چلا گیا تھا۔۔۔
ماں تو نام ہی سکون کا ہے جیسے دیکھ کہ سکون ملتا ہے، تھکن اوتر جاتی ہے، درد دور ہو جاتے ہیں۔۔۔، مسکراہٹ آ جاتی ہے۔۔۔



دانیال گاڑی سے اوتر کے جلدی میں گھر میں داخل ہوا۔ اسکی فلائٹ میں کچھ ہی وقت تھا۔۔۔

امی میرا بیگ ریڈی کر دیا تھا آپ نے: اسنے سامنے بیٹھی اپنی ماں سے پوچھا۔ وہ پہلے ہی فون کر کے بیگ ریڈی کرنے کا بول چوکا تھا۔
ہاں بیٹا کر دیا ہے: انہیں نے کہا۔

وہ روم میں جا کے جلدی سے فریش ہوا۔

وائٹ تھیری پیس، بالوں کو جیل سے سیٹ کیے، ہاتھ میں ریسٹ وائچ پہنے وہ بہت ڈیشنگ لگ رہا تھا۔

بیگ لے کے نیچے آیا تو آسیہ بیگم کو اپنا منتظر پایا۔

اچھا امی میں چلتا ہوں پرسوں واپسی ہو گئی: دانیال نے انہیں گلے لگایا۔

بیٹا میں اور تمہارے بابا عالم بھائی کے گھر جانا چاہے ہیں۔: انہوں نے کہا۔

جی تو جلد جائیں۔۔۔ ایک منٹ: اسنے فون پر کال آتی دیکھ کہا۔

اوکے میں آرہا ہوں۔۔۔۔۔

اچھا امی میں چلتا ہوں آپ اپنا اور بابا کا خیال رکھے گا: فون بند کر کے۔۔۔ وہ بیگ اٹھا

کے انکی پوری بات سنے بغیر گاڑی کی طرف چل دیا۔

ابھی اسے گئے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کے حاکم صاحب گھر میں داخل ہوئے۔

آگئے آپ۔۔۔ آپ فریش ہو جائیں میں کھانا لگواتی ہوں: وہ انہیں کہہ کے کچن کی طرف بڑھ گئیں۔

دانیال گیا: حاکم صاحب نے روم میں جاتے ہوئے رک کے پوچھا۔

جی چلا گیا ہے اور میں نے اسے بتایا تھا کہ آپ عالم بھائی کے گھر جانے کا بول رہے تھے تو اس نے کوئی اعتراض نہیں کیا لیکن اس نے پوری بات نہیں سنی: کچن میں جاتیں آئیہ بیگم نے رک کے بتایا۔

ہمم ویسے بھی وہ آپ کو رضامندی دے چکا ہے تو اسے کوئی اعتراض نہیں ہو گا اس لیے میں نے عالم کو فون کر کے بول دیا ہے ہم کل آئے گے: وہ اپنی بات کہہ کے روم میں چلے گئے۔

تو وہ بھی سر ہلاتیں کچن میں کھانا لگوانے چلی گئیں۔



ارے بھئی کہاں ہو سب لوگ: عالم صاحب نے گھر میں داخل ہوتے ہی خاموشی محسوس کر کے کہا۔

وہ جو اپنے روم میں لیٹی موبائل میں ناول پڑھ رہی تھی اپنے بابا کی آواز پر سب چھوڑ چھاڑ کے نیچے بھاگی۔۔

مسکان جو نورین بیگم کے ساتھ انکے کمرے میں بیٹھی باتیں کر رہی تھی وہ دونوں بھی باہر نکلیں۔۔۔

بابا آج آپ اتنی دیر سے کیوں آئے ہیں: عروہ عالم صاحب کے پاس بیٹھی۔

ہاں بیٹا بس کام تھوڑا زیادہ تھا تو دیر ہو گئی لیکن فکر نہیں کرو احد کا یہ لاسٹ ایئر مکمل ہو جائے پھر واہی سب دیکھے گا اور میں زیادہ وقت گھر پر ہی رہوں گا: کمرے سے نکلتے احد کو دیکھ عالم صاحب نے سکون سے کہا۔

آپ نے ٹھک کہا ویسے بھی یہ گھر میں رہ رہ کے کام چور ہو گیا ہے۔ بس جیسے ہی پڑھائی مکمل ہو اسے آفس میں گھسادیے گا: مسکان نے بھی عالم صاحب کے برابر میں جگہ سنبھالی۔

زیادہ نہیں بولوں۔۔۔ بس ایک بار میری پڑھائی مکمل ہو جائے پھر میں سب دیکھ لوں گا اور بابا آپ بس آرام کرے گا: اسنے مسکرا کے کہا۔
ہاں ہمیں پتا ہے تم بہت اچھے ہو۔۔ بابا آپ ایسے چھوڑیں جلدی سے منہ ہاتھ دھو لیں بہت بھوک لگ رہی ہے: عروہ نے مسکین شکل بنا کے پیٹ پہ ہاتھ رکھا۔
کیا مطلب آپ لوگوں نے کھانا نہیں کھایا: انہیں نے حیرت سے پوچھا۔
نہیں آپکے بچوں کو آپ کے ساتھ کھانا تھا اور مجھے آپ سب کے ساتھ اس لیے کیسی نے بھی نہیں کھایا: نورین بیگم نے وجہ بتائی۔

اپنے پہلے کیوں نہیں بتایا ہم ابھی فریش ہو کے آتے ہیں: وہ کہہ کے اپنے کمرے میں چلے گئے۔۔۔۔ تو وہ سب بھی آٹھ کے ڈائنگ ٹیبل کی طرف چل رہے۔

عالم صاحب ڈائنگ ٹیبل روم میں آئے تو کھانا لگ چکا تھا اور وہ سب انکا کی انتظار کر رہے تھے۔

انہوں نے اپنی جگہ سنبھالی تو سب کھانے کی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔۔۔
بیگم کل اچھا سا کھانے کا اتمام کیجئے گا کیوں کے کل حاکم اور بھابھی آئیں گے: عالم
صاحب نے کھانے کے درمیان کہا۔

کیوں: عادت سے مجبور عروہ سوال کیے بغیر نارہ سکی۔
کیا مطلب کیوں اگر کوئی گھر آ رہا ہے تو پہلے اس سے پوچھیں کے کیوں آ رہے ہو:
نورین بیگم نے اس کے بے تکی سوال پر جھڑکا۔
نہیں میں تو ایسی پوچھ رہی تھی: وہ منمنائی۔
دانیال بھائی نہیں آئے گے: احد نے پوچھا۔

نہیں وہ اسلام آباد کیا ہوا ہے کیسی کام کے سلسلے میں: عالم صاحب نے نیوالہ بناتے ہوئے کہا۔
ہمممم۔

کھانے سے فارغ ہو کے سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔

وہ روز کی طرح نماز پڑھ کے اپنے رب سے گفتگو کر کے لیٹی تھی۔۔۔ سوچوں کا بھنور اس شخص کی طرف تھا جیسے پتا ہی نہیں تھا کہ ایک لڑکی اسکی محبت میں گوتے گوتے ڈوب چکی ہے۔۔۔

آنکھیں بند کی تو بچپن کا منظر آنکھوں کے سامنے لہرایا۔ جب وہ اسکے ساتھ کھیلتی تھی کیسی بھی لڑکی کو اسکا دوست نہیں بنے دیتی تھی، اپنی ہر بات شئیر کرتی تھی۔۔۔ اور ان سب میں کب محبت ہو گئی اسے پتا ہی نا چلا کہ کب وہ اسکی بچپن کی محبت بن گیا۔

بچپن کی باتوں کو یاد کر کے مسکرا دی۔۔۔ اور اپنے رب سے دعا کی کہ اسے میرا نصیب کر دے۔



ایک نئی صبح کا آغاز بہت خوبصورت ہوا تھا۔ خوشیوں کے ساتھ، مصروفیات کے ساتھ لیکن کوئی نہیں جانتا تھا کہ اختتام کیسا ہو گا۔

عالم ہاؤس میں اس وقت سب ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے۔ حاکم صاحب اور آسیہ بیگم بھی آگئے تھے۔ جب حاکم صاحب نے بات کا آغاز کیا۔

عالم میں تم سے اور بھابھی سے ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں: انہوں نے کہا۔

ضروری بات کاسن کے نورین بیگم نے مسکان اور عروہ کو باہر جانے کا اشارہ کیا مسکان تو خاموشی سے باہر نکل گئی جب کہ عروہ ڈھیٹ بنی بیٹھی رہی۔ اسکو ڈھیٹ بنے دیکھ انہوں نے آنکھیں دیکھائیں تو وہ منہ بناتی آٹھ گئی۔۔۔ جب کہ احد کو انہوں نے باہر نا بھیجا تھا۔۔۔

انہوں نے ایک عمر گزاری تھی وہ حاکم صاحب کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہیں تھیں۔

عالم آج میں تم سے کچھ مانگنے آیا ہوں۔ مجھے امید ہے تم منا نہیں کرو گے۔۔۔۔

عروہ جو باہر جا کے دروازے کے ساتھ کان لگا کے کھڑی تھی انکی بات سن کے اور دروازے کے ساتھ چپک گئی تاکہ صحیح سے سنائی دے۔ جب کے مسکان آرام سے صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔۔

ہاں ہاں بولو کیا چاہیے تمہیں میرے بس میں ہو اتو ضرور دوں گا تمہیں: عالم صاحب نے مسکرا کے کہا۔

مجھے عروہ بیٹی چاہئے اپنے بیٹے دانیال کے لیے: انہوں نے سکون سے کہا جیسے یقین ہو کے انکا دوست انہیں منا نہیں کرے گا۔

یہ الفاظ تھا یا پگلتا ہوا سیسہ۔۔۔۔۔ عروہ کو اپنے پیر بے جان ہوتے ہوئے محسوس

ہوئے۔۔۔۔۔ چہرے کا رنگ اڑ گیا۔۔۔۔۔ اسے اپنے پاؤں پر کھڑا رہنا مشکل

ہو گیا۔۔۔

عالم صاحب نے ایک نظر نورین بیگم کو دیکھا تو انہیں نے آنکھوں سے ہاں کا اشارہ کیا۔

یار یہ تو ہماری خوش قسمتی ہوگی کہ میری بیٹی تمہارے گھر جائے: عالم صاحب نے خوشی سے کہا۔

تو مطلب میں ہاں سمجھو: حاکم صاحب نے کنفورم کرنا چاہا۔

ہاں بالکل: عالم صاحب کے کہنے پر حاکم صاحب ان سے جوش سے گلے ملے۔

مجھے یقین تھا کہ تم مجھے انکار نہیں کرو گے لیکن میں چاہتا ہوں تم ایک بار عروہ سے بھی پوچھ لو: وہ چاہتے تھے کہ وہ بھی اس رشتے کو دل سے قبول کرے۔۔۔

مجھے پتا ہے میری بیٹی کبھی انکار نہیں کرے گی لیکن تمہاری تسلی کے لیے میں پوچھ لیتا ہوں۔۔۔۔۔ جاؤ احد عروہ کو بولا کہ لاؤ۔: انہوں نے فخر سے کہا پھر احد سے کہا جو خوشی سے آٹھ کے عروہ کو بلانے چل دیا۔۔

عروہ تو اپنے بابا کے الفاظ پہ پتھر کی ہو گئی تھی اسکے بابا نے ہاں کر دی تھی۔۔۔ وہ انکار تو پہلے بھی نہیں کرتی کیونکہ اسکے بابا کی عزت کا سوال تھا۔۔۔۔۔ لیکن دل تھا کہ مان ہی نہیں رہا تھا۔۔۔ آنسو آنکھیں سے نکلنے کو بیتاب تھے۔۔۔۔

وہ ابھی اپنے کمرے میں جانے کے لیے مڑی ہی تھی کہ احد نے عالم صاحب کا پیغام دیا۔۔۔۔

اسنے آنکھیں بند کر کے کھولیں گھر اسانس خارج کر کے خود کو کمپوز کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام ٹھہری۔

مرے مرے قدموں سے اندر داخل ہوئی۔

آؤ بیٹا یہاں میرے پاس بیٹھو: عالم صاحب اسی کے منتظر تھے۔

بیٹا ہم نے ایک فیصلہ کیا ہے کہ آپ کا رشتہ دانیال سے کر دیں: عالم صاحب نے اپنی بات مکمل کر کے اسکی طرف دیکھا جو سر نیچھے کیے بیٹھی تھی۔

مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے بابا جیسی آپکی مرضی: آنسوؤں کا گولہ گلے میں اتارہ۔

مجھے پتا تھا میرا بچہ یہی کہے گا۔۔۔ خوش رہو ہمیشہ !!! انہوں نے نم آنکھوں سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔

اس کے لیے بہت مشکل ہو رہا تھا آنسوؤں کو روکنا اس لیے۔۔۔ کیسی کی بھی طرف دیکھے بغیر اٹھ کے اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔۔

اب تو خوش ہونا۔۔۔۔۔ انہوں نے حاکم صاحب سے کہا۔

ہاں بہت بھابھی ایسی بات پر منہ تو میٹھا ہونا چاہیے نا: انہوں نے کہا تو نورین بیگم اٹھ کے باہر نکل گئیں۔۔۔۔۔

امی کیا ہوا سب خیریت ہے نا۔۔۔ عروہ ابھی بھاگتی ہوئی کمرے میں گئی ہے: مسکان سے فکر مندی سے پوچھا۔

ہاں سب خیریت ہے بل کے خوشی کی بات ہے۔۔۔ عروہ کی بات پکی کر دی ہے دانیال سے اس لیے وہ شرماء کے اپنے کمرے میں بھاگ گئی۔۔۔۔۔ اچھا اب جاؤ اور

کیک لے آؤ منہ میٹھا کروانا ہے سب کا: وہ اسے کہ کے واپس چلی گئی تو وہ بھی خوشی سے کچن کی طرف بڑھ گئی۔

کیا تم نے دانیال سے بات کی ہوئی ہے: عالم صاحب نے پوچھا۔
نہیں اسے نہیں پتا لیکن وہ انکار نہیں کرے گا یہ مجھے پتا ہے: حاکم صاحب نے سکون سے کہا۔

پھر بھی ایک بار اسکی مرضی بھی پوچھ لو۔۔۔۔

عالم صاحب کے کہنے پر انہوں نے دانیال کو فون ملا یا جو تیسری بیل پر ہی اٹھا لیا۔۔۔۔

جی بابا خیریت: وہ میٹنگ میں مصروف تھا جب فون آتا دیکھ معذرت کرتا سائڈ میں آیا۔

ہاں بیٹا سب ٹھیک ہے ہم نے کچھ پوچھنا تھا تم سے۔۔۔۔

جی بابا بولیں: اسنے جلدی سے کہا

ہم نے تمہارا رشتہ عالم کی بیٹی سے پکا کر دیا ہے تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے: انکی آواز میں مان تھا۔۔۔

دانیال تو عالم کہ بیٹی میں ہی گھو گیا تھا۔۔۔ اسکی آنکھوں کے سامنے مسکان کا چہرا لہرایا۔۔۔ وہ اس وقت یہ بھی بھول گیا تھا کہ عالم صاحب کی دو بیٹیاں ہیں۔۔۔ ضروری تو نہیں مسکان کے ساتھ ہی کیا ہو۔۔۔

جیسی آپکی مرضی: اسنے گھوئے گھوئے انداز میں کہا۔۔۔

شاباش میرے بیٹے: انہوں نے فون بند کیا اور عالم صاحب کی طرف متوجہ ہو گئے جو سمجھ گئے تھے کہ اسکو بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔

دانیال نے خوشی سے فون کو دیکھا اور سب کی طرف چل دیا جہاں سب اسکا انتظام کر رہے تھے۔۔۔

وہ بہت خوش تھا۔۔۔ خوشی میں یہ بھی نہیں سوچا کہ عالم صاحب کی کون سی بیٹی سے
رشتہ کیا ہے۔۔۔۔۔

وہ اس وقت صرف مسکان کو ہی سوچ رہا تھا اس کے علاوہ دماغ کچھ اور سوچنے کی
اجازت ہی نہیں دے رہا تھا اور یہ اس کے لیے غلط ثابت ہونے والا تھا۔۔۔۔۔

کمرے میں آ کے دروازہ بند کیا اور وہی بیٹھتی چلی گئی۔۔۔ آنسو تیزی سے نکل کر چہرہ
بھگور رہے تھے۔۔۔ وہ بس بند آنکھوں سے رو رہی تھی کسی طرح اپنا دل ہلکا کرنا چاہتی
تھی۔۔۔ کوئی شکوہ کوئی شکایت نہیں کر رہی تھی۔۔۔ وہ جانتی تھی اللہ نے اس کے لیے
بہترین ہی سوچا ہو گا۔۔۔ بس اسے صبر کرنا تھا۔۔۔۔۔

بجو آپ کو کھانے پر بلا رہے ہیں: احد کے دروازہ کھٹکھٹانے پر آنکھیں گھولی۔۔۔
میں بعد میں کھالوں گی تم جاؤ: بامشکل لہجہ نارمل رکھا۔

وہ بھی بنا کچھ کہے نیچے چلا گیا۔

امی بجو کہہ رہی ہیں وہ بعد میں کھالیں گی: احد کی بات سن کر نورین بیگم کو بہت غصہ آیا۔ وہ اسے ایسی امید نہیں رکھتی تھیں۔ انکے مطابق اسکا ابھی رشتہ ہوا ہے اسنے یہاں سب کے ساتھ ہونا چاہیے تھا۔۔۔۔

کوئی بات نہیں بچی ہے گھبرا گئی ہوگی، آخر ہم بھی تو ایسے اچانک رشتہ لے کر آگئے۔۔۔ ٹھیک ہو جائے گی: آسیہ بیگم فطری شرموں حیا سمجھی۔۔۔ جی ٹھیک کہا آپ نے: نورین بیگم نے کھانا سرف کیا۔



وہ کتنی ہی دیر ایک ہی پوزیشن میں بیٹھی رہی۔۔۔ زیادہ رونے کی وجہ سے سر میں بھی درد ہو رہا تھا۔۔۔ پھر کچھ سوچ کے اٹھی اور وضو کر کے نماز ادا کی کیونکہ سکون تو اس پاک ذات کے ذکر میں ہی ملتا ہے۔۔۔

سلام پھیر کے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو آنسو ایک بار پھر بہ نکلے۔۔۔۔

یا اللہ میں تیری گنہگار بندی، تیری بارگاہ میں ہاتھ اٹھائے تجھ سے صبر مانگتی ہوں۔۔۔ اے میرے مالک میں جانتی ہوں تو اپنے بندوں سے ستر ماوں سے زیادہ پیار کرتا ہے۔۔۔ تو اپنے بندوں کو تھامے رکھتا ہے۔۔۔ اے میرے مولا مجھے پتا ہے تو اپنے بندوں کو بہترین سے نوازتا ہے۔۔۔ تیرے ہر فیصلہ میں ہماری بھلائی ہے۔۔۔۔۔ بس اللہ ہمیں صبر و شکر کرنے کی توفیق عطا فرما: عاد کے بعد کتنی ہی دیروہ چہرے پر ہاتھ رکھے بے آواز روتی رہی۔۔۔

جب دل تھوڑا پر سکون ہوا تو آٹھ کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔

بیک گراؤنڈ سے ٹیک لگائے آنکھیں موند گئی۔۔۔ کیا ہوگی اسکی زندگی، کیسی گزرے گی آنے والی زندگی، کیا وہ اسے بھولا پائے گی، کیا اسکی یادوں، باتوں کو بھول پائے گی۔۔۔۔۔

ہاں اسے بھولنا ہو گا، اسے اپنے محرم کا وفادار ہونا ہے، اسے گنہگار نہیں ہونا، وقت لگے گا لیکن ہاں وہ بھول جائے گی۔۔۔ وہ خود سے بات کرتے کرتے کب سو گئی اسے پتا ہی نہیں چلا۔۔۔



ٹرن ٹرن: وہ شیشے کے سامنے کھڑا بال بنارہا تھا جب فون بجا۔

ہیلو: اسنے فون کان سے لگایا۔

صاحب کیا حال ہیں: اسنے دلکشی سے حال پوچھا۔ S.P. ہیلو

میں ٹھیک ہوں اتنی صبح صبح فون کیا خیریت تو ہے: عادل فکر مندی ہوا۔

ہاں ہاں سب خیریت ہے میں نے تمہیں یہ کہنے کے لیے فون کیا تھا کہ آج رات کا

کھانا تم ہمارے ساتھ کھا رہے ہو اور میں کوئی بہانا نہیں سنوں گی: اسنے حکمانہ انداز

میں کہا۔

یار۔۔۔۔۔ کوئی بہانا نہیں چلے گا: عادل ابھی انکار کرتا کہ وہ اسکی بات کاٹ کے بولی۔

اچھا ٹھیک ہے آ جاؤ گا: عادل نے ہامی بھری۔

میں انتظار کرو گی: اسنے مسکرا کے فون بند کر دیا۔

تو وہ بھی پولیس اسٹیشن کے لیے تیار ہونے لگا۔



شکر ہے تم کمرے سے تو نکلیں ورنہ مجھے تو لگ رہا تھا کہ وہی سے رخصت ہونے کا ارادہ ہے: عروہ کو نیچے آتے دیکھ مسکان نے شرارت سے کہا۔۔۔

عروہ کی آنکھ صبح سویرے ہی کھول گئی تھی لیکن رات رونے کی وجہ سے آنکھیں لال سرخ ہو رہی تھیں اس لیے وہ نیچے بھی دیر سے گی۔۔۔ وہ کیسی کوپتہ نہیں لگنے دینا چاہتی تھی کہ اسکا دل ڈوب رہا ہے، وہ خوش نہیں ہے، لیکن اسے اپنے بابا ماما کے لیے

خوش ہونا تھا، ماں بابا کی خاطر سب بھول کے آگے بڑھنا تھا۔۔۔ جو آسان کام نہیں تھا۔۔۔

فکر نہیں کرو تمہیں رخصت کر کے جاؤ گی: عروہ افسردگی سے مسکرائی۔
ہا ہا میڈم یہ آپ کی بھول ہے 1 ہفتے بعد آپ کی منگنی ہے اور 2 ماہ بعد شادی: مسکان نے اسے آگاہ کیا۔

کیا اااا اتنی جلدی۔۔۔: عروہ کو اتنی جلدی کی امید نہیں تھی۔
تو کیا 30 کی ہو کے پھر شادی کرو گی: نورین بیگم نے حال میں آتے ہوئے اسکی بات سن لی تھی۔

میرا مطلب ہے اتنی جلدی کیا ہے۔۔۔ ایک دو سال تو ہوں۔۔۔ آپ تو مجھے اتنی جلدی نکلنے پر تولی ہوئی ہیں: عروہ کی آواز روندی ہوئی۔

نکال کون رہا ہے جب دل کرے آجانا۔۔۔: انہوں نے پیار سے پچکارا۔۔۔

اسے نکالنا ہی کہتے ہیں: عروہ کو ایک بار بھر نئے سرے سے رونا آیا۔۔ وہ سب کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی۔۔۔ اس لیے آٹھ کے لان میں چل دی۔

لو پاگل ہو گئی ہے یہ تو: نورین بیگم نے سر جھٹکا۔

بس ایسے اچانک سب ہونے پر ایسا رینکٹ کر رہی ہے ٹھیک ہو جائے گی: مسکان نے انہیں تسلی دی۔



دانیال کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ رات میں ہی گھر پہنچ جائے لیکن آج کی میٹنگ بھی اہم تھی جیسے چھوڑ کے وہ آ نہیں سکتا تھا۔۔۔

امی کہاں ہیں: اسنے حال میں کام کرتی ملازمہ سے پوچھا۔

وہ بی بی جی اور صاحب جی دونوں اپنے کمرے میں ہیں: اسنے کہا۔

بابا گھر پر ہی ہیں: حاکم صاحب اس وقت عموماً آفس میں ہوتے تھے۔

جی۔۔۔: اسنے کہا تو وہ سر ہلاتا انکے کمرے کی طرف چل دیا۔

کون: اسنے دستک دی تو آسیہ بیگم نے پوچھا۔

دانیال: اسنے جواب دیا تو انہیں نے اندر آنے کی اجازت دی۔

ارے آؤ نا بیٹا۔۔۔۔

وہ اندر داخل ہوا تو اپنی ماں کو بیڈ پر زیورات پھیلائے بیٹھے دیکھا۔

اسلام و علیکم۔۔۔ امی آپ کہیں جا رہی ہیں: وہ دونوں کو سلام کر کے صوفے پر بیٹھا۔

نہیں جی۔۔۔۔ یہ تو میں نے اپنی بہو کے لیے نکالا ہے۔۔۔ کیسا ہے: انہوں نے ایک

سیٹ اسکی طرف بڑھایا۔

بہت اچھا ہے: اسنے دل سے تعریف کی۔۔۔

بھئی ہماری بہو سے زیادہ اچھا نہیں ہے: حاکم صاحب مسکرائے تو وہ دونوں بھی

مسکا دیے۔

یہ تو ہے: اسنے دل میں کہا۔

بیٹا تمہارے بابا نے ایک ہفتے بعد منگنی رکھی ہے اور پھر دو ماہ بعد شادی ٹھیک ہے نا:
انہوں نے بتایا۔

جیسے ٹھیک لگے: اسکے دل میں تولڈ و پھوٹ رہے تھے۔

کل جلدی آجانا عروہ کو منگنی کا سوٹ بھی دلانے جانا ہے: آسیہ بیگم نے سیٹ الماری
میں رکھتے ہوئے کہا۔

پریں س س عروہ کو کیوں لے کے جانا ہے: اسنے نا سمجھی سے پوچھا۔۔۔۔

لیکن پھر دماغ میں ایک دم دھماکہ ہوا۔۔۔۔ وہ جو سمجھ رہا تھا وہ سمجھنا نہیں چاہتا تھا۔

کیا مطلب بیٹا اسنے پہنا ہے تو اڈ کہ پسند کا ہی ڈریس لیں گے نا: انکو اسے اس سوال کی
امید نہیں تھی۔

امی بابا آپنے میرا رشتہ کس سے کیا ہے: اسکو اپنی آواز ہی سنائی نہیں دے رہی تھی۔

عروہ سے: حاکم صاحب نے اسکا چہرہ دیکھا جس پر اب پریشانی کے آثار تھے۔

مگر بابا آپ نے تو مسکان سے: وہ کہتے کہتے رکا پھر یاد آیا کہ حاکم صاحب نے عالم انکل کہ بیٹی کا کہا تھا کون سی بیٹی یہ نام تو لیا ہی نہیں تھا۔۔۔

مسکان کہا اے آگئی بیٹا۔۔۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو: آسیہ بیگم کو کچھ سمجھ نہیں آیا۔

امی میں مسکان سے شادی کرنا چاہتا ہوں عروہ کا تو خیال بھی میرے دماغ میں نہیں آیا: اسنے ماتھا مسئلہ۔

کیا اگر تم مسکان سے شادی کرنا چاہتے تھے تو پھر ہاں کیوں کی یا پہلے کیوں نہیں بتایا جب میں نے پوچھا تھا: انہوں نے سر تھاما۔

امی اس وقت میں بھی اپنی فیلنگ نہیں سمجھتا تھا لیکن جب آپ نے عالم انکل کی بیٹی کا کہا تو مجھے صرف مسکان کا ہی خیال آیا عروہ تو دور دور تک کہیں بھی نہیں تھی: اسنے وضاحت دی۔

اب کیا کرے گے ہم کیا جواب دیں گے انکو: وہ فکر مندی ہوئیں۔

ہمممم ہمیں جلدی ہی بات کرنی ہوگی۔۔۔ میں سمجھا لوں گا عالم کو وہ سمجھے گا۔۔۔ ہم زبردستی نہیں کر سکتے ورنہ دود و زندگیاں برباد ہو جائیں گی: حاکم صاحب نے سمجھتے ہوئے کہا۔۔۔

دانیال بیٹا جاؤ اپنے کمرے میں فریش ہو جاؤ ابھی آئے ہو اور فکر نہیں کرو ہم کل جاتے ہیں بات کرنے سب ٹھیک ہو گا: انہوں نے سر جھکائے بیٹھے اپنے بیٹے کو کہا۔۔۔

جی بابا مجھے پورا یقین ہے آپ سب ٹھیک کر دیں گے: وہ اپنے باپ کے گلے لگتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔۔۔

حاکم ہم کیسے بات کہیں گے کیا سوچے گے وہ: آسیہ بیگم نے انہیں دیکھ پوچھا۔
فکر نہیں کرو بیگم میں بات کر لوں گا یہ ہمارے بیٹے کی خوشی کا سوال ہے میں منالوں کا عالم کو: انہوں نے آسیہ بیگم کو تسلی دی تو وہ بھی سر ہلا گئی۔۔۔

دانیال اب پر سکون تھا کہ وقت رہتے سب بات پتا چل گئی اب اسکے بابا سب
سنجھالیں گے ورنہ۔۔۔۔۔ اسے آگے وہ سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔۔ مسکان کب
اسکی سانسوں میں بس گئی اسے پتہ ہی نا چلا۔۔۔۔۔



آج کا سورج اپنے ساتھ خوشیوں کی نوید لے کے آیا تھا۔۔۔ خوشیاں بکھیرنے آیا
تھا۔۔۔ کسی کے صبر کا پھل لایا تھا۔۔۔۔۔



وہ ابھی ناشتہ کر کے فارغ ہوئی تھی جب میسج کی بیل ہوئی۔۔۔ اسنے میسج کرنے والے
کا نام پڑھا تو اسی انون نمبر سے میسج تھا جس سے پچھلے کچھ مہینوں سے میسج اور کال
آ رہے تھے جو اسکی تکلیف کا باعث بن رہے تھے یا شاید میسج بھجنے والی بھی یہی چاہتی
تھی۔۔۔۔۔

اسنے کاپتے ہاتھوں سے میسج کھولا۔۔۔ ایک بار پھر اسکو اسی لڑکی کے ساتھ دیکھ کے اسکا دل ڈوب گیا۔۔۔ آنسو باہر نکلنے کو بیتاب ہوئے۔۔۔ اسنے سمجھ نہیں آیا کہ یہ سچ ہے یا وہ باتیں سچ ہیں جو عادل اسے کہتا ہے۔۔۔

مہر زرا دھر آنا بیٹا: شاہین بیگم کی کچن سے آواز آئی۔
جی۔۔۔ جی امی آئی: ہاتھ کی پشت سے بے دردی سے آنکھیں صاف کیں۔۔۔
فون پاور او ف کر کے وہی رکھا اور کچن کی طرف بڑھ گئی۔



آج اتوار تھا تو سب ہی گھر پر تھے۔۔۔
بابا کیا میں آپ کا بچہ نہیں ہوں: احد نے بچوں کی طرح نچلا ہونٹ باہر کو نکل کے آنکھیں پٹپٹائیں۔

نہیں تمہیں ہم نے گود لیا تھا: مسکان نے افسوس سے کہا تو چائے پیتے عالم صاحب مسکرائے۔

ہم تبھی امی مجھ سے اتنے کام کرواتی ہیں: اسنے سوچنے والے انداز میں کہا۔
صحیح کہا تم نے بیٹا سارے گھر کا کام تو تم ہی کرتے ہو میں تو بس یونیورسٹی جاتی ہوں
وہاں سے آ کے کھاپی کے اپنی دوستوں میں نکل جاتی ہوں: انہوں نے طنز کیا۔
جب کے ان سب میں عروہ خاموش بیٹھی بس اپنے گھر والوں کے لیے مسکرا رہی
تھی۔۔۔

بجو آپ بھی تو کچھ بولیں۔۔۔ دیکھ رہی ہیں نا آپ کے معصوم بھائی پر کیسے الزام
لگائے جا رہے نہیں: اسنے عروہ کو دیکھا جو کب سے خاموش بیٹھی تھی۔

ٹھیک کہہ رہی ہیں امی: عروہ نے بھی ماں کی سائڈ لی۔۔۔

بجو آپ بھی۔۔۔ بابا دیکھ رہے ہیں یہ ساری خواتین ایک طرف ہو گئی ہیں لیکن آپ
تو میرے ساتھ ہیں نا: وہ صدمہ سے بولا۔

ہاں بھی میں اپنے بیٹے کے ساتھ ہوں: انہوں نے بیٹے کی سائڈ لی۔

اسلام و علیکم: احد کے کہنے سے پہلے حاکم صاحب نے اندر آتے ہوئے سلام کیا۔۔۔
انکے پیچے دانیال اور آسیہ بیگم نے بھی سلام کیا۔

ان سب کو وہاں دیکھ کر عروہ کو کھبراہٹ ہوئی تو وہ ان سب کو سلام کا جواب دیتی
اپنے کمرے میں آگئی۔۔۔ وہ ایسا کرنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔۔ وہ اب رونا نہیں چاہتی
تھی۔۔۔ وہ سب بھول جانا چاہتی تھی لیکن بچپن کی محبت کو بھول جانا اتنا آسان نہیں
تھا۔۔۔

و علیکم اسلام آؤ آؤ بھی کیسے آنا ہوا۔۔۔: عالم صاحب آگے بڑھ کے ملے۔
یار مجھ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے: حاکم صاحب نے انکے ساتھ بیٹھے۔۔۔
مسکان پہلے ہی کچن میں چائے پانی کا انتظام کرنے جا چکی تھی۔۔۔۔

ہاں ہاں بولو انہوں نے جیسے اجازت دی۔۔۔

یار میں گھوما پھرا کے بات نہیں کرو گا۔۔۔۔۔ وہ بات یہ ہے۔۔۔۔۔

اسلام و علیکم کیا بات ہے بھئی یہاں تو محفل لگی ہوئی ہے: حاکم صاحب کی بات سچ میں ہی رہ گئی جب واصف صاحب نے حال میں داخل ہوتے کہا۔

و علیکم اسلام۔۔۔ میں آپ کا اور بھابھی کا ہی انتظار کر رہا تھا: عالم صاحب نے انہوں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

عالم صاحب گئے تھے واصف صاحب کو عروہ کے رشتے کے بارے میں بتانے لیکن وہ اپنے کیسی دوست کی بیٹی کی شادی میں گئے ہوئے تھے زینب بیگم کے ساتھ اسلیے نہیں بتا پائے تھے۔۔۔۔۔ تو انہوں نے خود آنے کے لیے کہہ دیا تھا۔

ارے ہاں تم کوئی بات کر رہے تھے کرو: واصف صاحب کو یاد آیا جب وہ اندر آئے تھے تب حاکم صاحب کوئی بات کر رہے تھے۔

ہاں وہ میں کہہ رہا تھا کہ۔۔۔۔۔ وہ ایک پل کے لیے روکے۔۔۔۔۔

وہ دراصل بات یہ ہے کہ دانیال مسکان کو پسند کرتا ہے۔۔۔: انہوں نے سانس خارج کی۔

یہ تم کیا کہہ رہے ہو حاکم: عالم صاحب کو سمجھنا آیا کہ وہ کیا کہیں۔

دراصل ایک غلط فہمی ہو گئی تھی کہ جب ہم نے دانیال سے یہ پوچھا کہ عالم کی بیٹی سے تمہارا رشتہ کر رہے ہیں تو نام نہیں لیا کہ کون سی بیٹی۔۔۔۔ دانیال نے تو مسکان سمجھ کے ہاں کی تھی عروہ تو اسکے ذہن میں تھی ہی نہیں: انہوں نے ایک نظر عالم صاحب کو دیکھا جو سنجیدہ لگ رہے تھے۔۔۔۔

نورین بیگم بھی پریشان ہو گئیں۔۔۔۔

دانیال سر جھکائے بیٹھا تھا کیوں کہ غلطی اسی کی تھی اسکو پہلے بتانا چاہیے تھا مسکان کے بارے میں۔۔۔

حاکم یہ تم کیا کہہ رہے ہو میں اب کیا جواب دوں گا اپنی بچی کو: عالم صاحب فکر مندی ہوئے۔

مسکان جو ریفریشمنٹ کا سامان اٹھائے لار ہی تھی سب کی باتیں سن کے وہیں کچن کے دروازے پر رک گئی۔۔۔ وہ تو دانیال مسکان کو پسند کرتا ہے میں ہی گھو گئی تھی۔۔

عالم میں جانتا ہوں غلطی ہماری ہے۔۔۔ لیکن ہم بچوں کو مجبور تو نہیں کر سکتے نا۔۔۔ مجبوری کے رشتے پائیدار نہیں ہوئے۔۔۔ ابھی بھی کچھ نہیں بگڑا سب صحیح ہو جائے گا۔۔۔ میں جانتا ہوں عروہ بہت سمجھدار ہے سمجھ جائے گی۔۔۔ حاکم صاحب نے تحمل سے سمجھایا۔۔۔

حاکم ٹھیک کہہ رہا ہے عالم ہم بچوں کے اوپر اپنا فیصلہ تھوپ نہیں سکتے۔۔۔ اگر دانیال مسکان کو پسند کرتا ہے تو ہمیں چاہیے کہ ان دونوں کو ایک کر دیا جائے: واصف صاحب نے بھائی کی مشکل آسان کی۔۔۔

جی بھائی صاحب بچوں کی خوشی سے بڑھ کے تو کچھ نہیں ہوتا نا اس لیے میں عروہ کے لیے معذرت کر کے مسکان کا ہاتھ دانیال کے لیے مانگتی ہوں: آسیہ بیگم نے بھی بات میں حصہ ڈالا۔۔۔

عالم صاحب نے سامنے بیٹھی اپنی بیگم کو دیکھا تو انہیں نے ہاں کا اشارہ کیا۔۔۔

ٹھیک ہے حاکم مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن آخری فیصلہ مسکان کا ہو گا۔۔۔۔:

انہوں نے مسکان پر سب چھوڑ دیا۔۔۔

اپنے نام پر مسکان نے دھڑکتے دل کو قابو کیا جب اسے نورین بیگم اور عالم صاحب کچن میں آتے دیکھے۔

مسکان بیٹا ہمیں آپ سے کچھ بات کرنی ہے: عالم صاحب کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ کہاں سے بات شروع کریں۔۔۔

بابا میں سب سن چکی ہوں۔۔۔۔ آپ کی جیسی مرضی۔۔۔۔ میں آپکے ہر فیصلہ کا احترام کرتی ہوں۔۔۔: وہ سر جھکا کر بولی۔ اسنے اپنے بابا کی مشکل آسان کر دی تھی۔۔۔۔

عالم صاحب نے مسکراتے ہوئے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔ وہ بہت خوش تھے انکی بیٹیاں ہمیشہ انکا مان رکھتی تھیں۔۔۔۔

نورین بیگم بھی مسکرائیں اور عالم صاحب کے ساتھ ہی باہر بڑھ گئیں۔

دانیال بے چینی سے انکے آنے کا انتظار کر رہا تھا جب عالم صاحب مسکراتے ہوئے آتے نظر آئے۔۔۔

حاکم ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے: عالم صاحب کی بات پر وہاں بیٹھے سبھی لوگوں کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ دانیال کی تو من کی مراد پوری ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ اسنے دل میں اپنے رب کا شکر ادا کیا۔۔۔

اور رہی بات عروہ کی میں جانتا ہوں اپنی بچی کو وہ سمجھے گی بات کو: انکے انداز میں مان تھا۔

اس خوشی کے موقع پر میں بھی تم سے کچھ مانگ ہی لیتا ہو عالم: واصف صاحب نے زینب بیگم کو دیکھا جو مسکرا کے بات شروع کرنے کا کہہ رہی تھیں۔

بھائی میرا سب کچھ آپکا ہی تو ہے آپکو مانگنے کی کیا ضرورت ہے: عالم صاحب نے احترام سے کہا۔

ٹھیک ہے پھر مجھے عروہ بیٹی دے دو شہاب کے لیے: انہوں نے سکون سے کہا۔
عالم صاحب اور نورین بیگم نے ایک دوسرے کو حیرت اور خوشی سے دیکھا۔۔
کیا ہوا کوئی اعتراض ہے کیا: انہیں خاموش پا کے واصف صاحب نے روعب سے
پوچھا۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے بھائی صاحب لیکن بہتر ہو گا کہ پہلے آپ شہاب سے ایک
بار پوچھ لیں: نورین بیگم نے شہاب کا فیصلہ سنا چاہا۔
کیوں نہیں نورین میں ابھی فون کرتی ہوں شہاب کو: زینب بیگم نے فون ملایا۔
❀ ❀ ❀

وہ اپنے آفس میں بیٹھا کوئی فائل ریڈ کر رہا تھا۔۔ جب فون بجا۔۔
جی ماما بولیں: ماں کا فون آتا دیکھ اسنے سب کام چھوڑا۔

شہاب بیٹا تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے کیا تم فری ہو: انہوں نے پوچھا۔

جی ماما آپ بولیں کیا بول رہی تھیں: شہاب نے فون بائیں کان سے ہٹا کر دائیں پر لگایا۔
بیٹا ہم تمہارا رشتہ عروہ سے کرنا چاہ رہے ہیں تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے نا: انہوں
نے پیار سے پوچھا۔

نہیں ماما مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے جیسے آپ لوگوں کی مرضی: شہاب کے ہاں
کرنے پر انہوں نے اسے خوب دعائیں دیں اور فون رکھ دیا۔۔۔
وہ اپنی ماں کی دعائیں سن کر مسکراتا رہا جب فون بند ہوا تو اسے عروہ کا خیال آیا۔۔۔
اسکی زندگی میں کبھی کوئی لڑکی نہیں آئی تھی۔۔۔ نا اسنے لانے کی کوشش کی تھی۔۔
اسنے اپنی شادی کا فیصلہ اپنے ماں بابا پر چھوڑ دیا تھا۔۔۔ لیکن وہ چاہتا تھا کہ اسکی
بیوی پڑھی لکھی ہو جس کا ذکر وہ اپنی ماں سے بھی کر چکا تھا۔۔۔ لیکن قسمت میں شاید
کچھ اور ہی لکھا تھا

مسکرا کے گہری سانس بھرتا سر جھٹک کے اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔



زینب بیگم نے فون بند ہوتے ہی سب کو شہاب کے جواب سے آگاہ کیا تو سب ہی پر سکون ہو گئے۔۔۔۔

بھائی میں عروہ سے بھی پوچھنا چاہوں گا: عالم صاحب نے اپنے بھائی کی نظریں خود پر دیکھ کے کہا تو انہوں نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔

عروہ کہاں ہے: انہوں نے احد سے پوچھا جو خاموش بیٹھا سب سن رہا تھا۔
بجو اوپر ہیں بابا میں بلا کے لاتا ہوں: احد بتا کے اٹھنے لگا تو انہوں نے اسے روک دیا۔۔۔

نہیں میں خود جا کے بات کرتا ہوں: وہ کہہ کے اوپر چلے گئے۔۔۔ پیچھے سب انکا انتظار کرنے لگے۔

وہ جب سے کمرے میں آئی تھی بے چینی سے ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہی تھی۔۔۔۔ دل گھبرا رہا تھا۔۔۔۔ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ آگے کیا ہونے والا ہے اسکی زندگی کیا موڑ لینے والی ہے۔۔۔۔

وہ اپنی ہی سوچ میں مصروف تھی جب دروازے پہ دستک دے کے عالم صاحب اندر آئے۔۔۔

بابا آپ؛ کوئی کام تھا تو مجھے بولا لیتے۔۔۔۔۔: وہ انکے پاس آئی۔

کوئی کام نہیں تھا بیٹا بس آپ سے ایک ضروری بات کرنی تھی۔۔۔: وہ اسے لے کے صوفے پر بیٹھے۔۔۔۔

جی بابا بولیں: اسنے گھبراہٹ پر قابو پاتے کہا۔

انہوں نے تحمل سے ساری بات اسکے گوش گزار کی اور شہاب کے پرپوزل کا بھی بتایا۔۔۔۔ وہ اسکے جواب کے منتظر تھے جو سب باتیں سن کر سر جھائے خاموش بیٹھی تھی۔۔۔۔

بیٹا اگر آپ کو اعتراض ہے تو آپ پر کوئی زبردستی نہیں ہے۔۔۔۔ میں بھائی صاحب سے معذرت کر لوں گا۔۔۔: اسکی خاموشی کو محسوس کر کے انہوں نے نتیجہ نکالا۔

نہیں بابا مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے: اسکو تو اپنے کانوں پر یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ بابا نے شہاب کا نام لیا ہے۔۔۔۔ وہ بے یقینی کی کیفیت میں تھی کہ شہاب نے رشتے کے لیے حامی بھی بھر لی ہے۔۔۔۔ اسکی دعائیں یوں قبول ہوں گی اسنے سوچا بھی نہیں تھا۔۔۔۔

خوش رہو میرا بچہ۔۔۔۔ مجھے یقین ہے شہاب تمہارے لیے ایک بہترین ہمسفر ثابت ہو گا: انہوں نے ماتھے پر بوسہ دیا اور کمرے سے نکل گئے۔

بابا کے جانے کے بعد ہو کتنی ہی دیر ایک ہی جگہ بیٹھی رہی۔۔۔۔ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے لیکن یہ آنسو، تکلیف یا درد کے نہیں تھے بلکہ یہ تو خوشی کے آنسو تھے، شکر کے آنسو تھے۔۔۔۔ کے رب اسے اس شخص سے نوازا رہا تھا جس کو بچپن سے دعاؤں میں مانگا تھا۔۔۔۔

وہ تو دانیال کو اپنے رب کا فیصلہ سمجھ کے قبول کر رہی تھی لیکن کون جانتا ہے کہ رب نے اپنے بندے کے لیے کیا سوچا ہے۔۔۔۔ وہ اپنے بندے کو آزماتا ہے اسکی من

پسند چیز سے۔۔۔ ہمیں اس آزمائش پر صبر کرنا چاہیے بیشک ہر آزمائش کے بعد آسانی ہے۔۔۔۔ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔۔۔

اللہ سچے دل سے مانگی دعا۔۔۔ پاک جزبہ سے مانگی دعا رد نہیں کرتا۔۔۔
اور جو دعائیں دنیا میں پوری نہیں ہوئیں اسکا اجر آخرت میں ملتا ہے۔۔۔۔
وہ اٹھی وضو کیا اور اپنے پروردگار کے سامنے سجدے شکر ادا کیا۔۔۔



عالم صاحب مسکراتے ہوئے نیچے آئے تو سب ہی مطمئن ہو گئے۔۔۔
تمہاری مسکراہٹ بتا رہی ہے عالم کے ہماری بیٹی نے ہاں کر دی ہے: واصف صاحب
نے بھائی کو گلے لگایا۔
جی۔۔۔ بھائی میری بیٹی بہت سمجھدار ہے: وہ خوش تھے۔۔۔

بھئی مبارک ہو آپ سب کو۔۔۔ اب تو عالم تم اپنی دونوں بیٹیوں کی شادی کی تیاری شروع کر دو کیونکہ میں تو جلدی شادی کرو گا۔۔۔: حاکم صاحب نے اپنا منصوبہ بتایا۔
ہاں بھئی عالم ہم بھی منگنی و نگنی کے چکر میں نہیں پڑنا چاہتے سیدھے شادی کرنا چاہتے ہیں میں تو اگلے مہینے ہی سوچ رہا ہوں: واصف صاحب نے کہا۔

ہاں آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں میں بھی یہی سوچ رہا تھا: حاکم صاحب کو بھی واصف صاحب کی بات ٹھیک لگی۔

مگر بھائی اتنی جلدی: عالم صاحب تو دونوں بچیوں کو اتنی جلدی رخصت کرنے کا سوچ کے ہی تڑپ گئے۔۔۔

ابھی کل کی ہی بات تو لگتی تھی جب وہ چھوٹی چھوٹی بچیاں انکے آگے ضد کرتی تھیں، اپنی بات منواتی تھیں، لاڈ اٹھاواتی تھیں۔۔۔

اور آج اتنی بڑی ہو گئیں تھیں کہ انکی شادی کی بات ہو رہی تھی۔۔۔

عالم ہمیں کون ساہ جہیز و غیرہ چاہیے جو تمہیں وقت درکار ہے۔۔۔۔ ہمیں تو بس ہماری بیٹی چاہیے۔۔۔۔: حاکم صاحب نے ناراضگی سے کہا۔۔۔

حاکم ٹھیک کہ رہا ہے عالم بس اب تم شادی کی تیاری کرو۔۔۔۔ ہم اگلے مہینے کی 15 کو بارات لے آئے گے جمعہ بھی ہے مبارک دن ہے کیوں حاکم تم کیا کہتے ہو: واصف صاحب نے حاکم صاحب سے بھی رائے مانگی۔

مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے: حاکم صاحب انکی بات سے متفق ہوئے۔

دائیاں جو ساری کارستانی ملاہنرا فرما رہا تھا اور دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا جب نظر مسکان پر گئی جو چائے لے کے آرہی تھی۔۔۔۔

مسکان نے ایک نظر اسے دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا تو فوراً نظریں جھکا لیں جسکے اسکا یوں نظریں جھکانا دانیال کے دل پر بجلیاں گراکیا۔۔۔

اب آپ لوگوں کی یہی مرضی ہے تو میں کیا کہہ سکتا ہوں: عالم صاحب نے رضامندی دے دی۔۔۔

چلو بھئی مبارک ہو سب کو: حاکم صاحب نے خوشی سے کہا۔

جبکہ مسکان کو آسیہ بیگم نے اپنے پاس ہی بیٹا لیا تھا۔۔۔۔ جو وہاں بیٹھے دانیال کی نظروں کو باخوبی محسوس کر سکتی تھی۔۔۔

نورین بیگم نے عروہ کو بھی نیچے بولا لیا تھا۔۔۔ تاکہ کچن میں انکے ساتھ ہاتھ بٹائے۔۔۔

کیونکہ وقت کم تھا اور انہیں کھانا بنانا تھا۔۔۔

خوشی کے ماحول میں کھانا کھایا گیا۔۔۔۔



ویسے تو حاکم صاحب اور واصف صاحب نے جہیز لینے سے منکر دیا تھا لیکن وہ باپ تھے بیٹیوں کو خالی ہاتھ تو رخصت نہیں کر سکتے تھے۔۔۔

سب کے جانے کے بعد وہ لوگ عالم صاحب کے کمرے میں بیٹھ کے سامان کی لسٹ بنا رہے تھے۔۔۔ تاکہ کل سے ہی شوپنگ شروع کر سکیں۔۔۔

امی میں تو روٹی میکر بھی لوں گی: عروہ کے چہرے سے خوشی ہی خوشی جھلک رہی تھی کچھ دن پہلے والی خاموش سی عروہ جاچکی تھی۔۔۔ اب تو خوش اور مطمئن عروہ تھی۔

بیٹا جی ایک کام کرو میں تمہیں کچھ بھی نہیں دیتی بس ایک ملازمہ دے دیتی ہوں جہیز میں: نورین بیگم تنگ آ کے بولیں۔۔۔

وہ کتنی دیر سے وہ ساری چیزیں بورہی تھی جس سے اسے زیادہ کام نہ کرنا پڑے۔ ارے امی اسکی تو آپ فکر ہی نہیں کریں وہ تو میں تائی امی سے بول کے رکھ والوں گی: عروہ نے اپنا منصوبہ بتایا۔

ہاں اور تمہارا تو اچار ڈلے گا: انہوں نے گھورہ

بابا دیکھ رہے ہیں آپ کیسے گھور رہی ہیں مجھے۔۔۔۔ اب تو ویسے بھی بس کچھ دنوں کی مہمان ہو۔۔۔ اس گھر میں: اسنے ڈرامائی انداز میں کہا۔

اسکی بات سن کے عالم صاحب کی آنکھیں نم ہوئیں انہوں نے دونوں کو اپنے پاس بلایا اور سینے سے لگایا۔۔۔۔

باپ کے سینے سے لگ کے دونوں کی آنکھیں بھی نم ہو گئیں۔۔۔۔

جس باپ کی آغوش میں بیٹیاں بڑی ہوتی ہیں۔۔۔ جس باپ کی انگلی پکڑ کے چلنا سیکھا ہوتا ہے۔۔۔۔ جس ماں کے ہاتھوں کے نوالہ کھائے ہوتے ہیں۔۔۔ جس گھر میں بچپن گزارا ہوتا ہے۔۔۔ ایک دن وہ گھر، اس گھر کے لوگوں کو چھوڑ کے پیادیس چلی جاتی ہیں۔۔۔

اچھا بس کرو اور جا کے سو جاؤ کل سے ویسے بھی شوپنگ شروع کرنی ہے ٹائم بہت کم ہے: نورین بیگم نے اپنی بھیگی آنکھیں صاف کیں۔

ہاں بچوں جاؤ شاباش کل سے بہت کام شروع ہونے والے ہیں: عالم نے کہا۔

جی بابا: وہ دونوں شرافت سے اٹھ کے کمرے سے نکل گئیں۔۔۔

بیٹا اتنی جلدی بڑی ہو جاتی ہیں پتہ ہی نہیں چلتا: عالم صاحب نے نم آنکھوں صاف کیں۔۔

آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔۔ (بس اللہ ہم سب کی بیٹیوں کے نصیب اچھے کرے)
آمین۔۔۔: وہ دھیرے سے مسکرائی۔



اگلی صبح کا سورج اپنے ساتھ مصروفیت لے کے آیا تھا۔۔۔ آج ان سب کو شوپنگ پر جانا تھا۔۔۔

مدثر صاحب کو واصل صاحب نے بتا دیا تھا جس پھر وہ سب بھی بہت خوش تھے۔۔۔

حیا کی تو شوپنگ لسٹ ہی ختم نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ جب کے مہر بچاری کا توجہ دے دو پہنے والا حساب تھا۔۔

ماما ہم شوپنگ پر کب جائیں گے: حیانے بے صبری دکھائی۔

چلے جائیں گے ابھی بہت وقت ہے: انہوں نے کہا۔

آپی ایک کام کرتے ہیں ہم دونوں چلتے ہیں ماما کو تو بہت وقت لگ رہا ہے جسکے شادی اگلے 17 دن میں ہے: حیانے مہر کو دیکھا جو اپنے فون پر نا جانے کیا دیکھ رہی تھی۔۔۔

ماما ٹھیک کہہ رہی ہیں ابھی ٹائم ہے ہم کچھ دن بعد جائیں گے: مہر نے موبائل سے سر اٹھایا۔

سوری آپی میں بھی کس سے بول رہی ہوں جنہیں کہی بھی جانے کا شوق نہیں: حیانے افسوس سے کہا۔

تمہیں بہت شوق ہے تو تم چلی جاؤ میرا دماغ نہیں کھاؤ: وہ غصہ سے کہتی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔

سچ تو کڑوا ہوتا ہے: اسنے سر ہلایا۔

امی میں جاری ہوں ممانی کے گھر وہاں سے آگر کوئی جارہا ہو گا تو اسکے ساتھ چلی جاؤ گی۔۔۔۔ امی پلیز رو کے گا نہیں کیونکہ میں روکوں گی ہی نہیں: وہ دانت دیکھاتی باہر بھاگ گئی۔

اور شاہین بیگم بس سکی پشت دیکھتی ہی رہ گئیں۔



وہ گھر میں داخل ہوئی تو گھر خالی تھا۔۔۔

کوئی ہے یہاں: اسنے اونچی آواز میں پکارا۔

کوئی نہیں ہے یہاں اس لیے تم جاسکتی ہو: احد جو شوپنگ پر نہیں گیا تھا گھر پر ہی رک گیا تھا۔۔۔ ہاتھ میں فروٹ چاٹ کا باؤل لے کے کچن سے نکلا۔

تم سے مجھے بات نہیں کرنی یہ بتاؤ ممانی جان، مسکان آپنی اور عروہ بجو کہاں ہیں: اسنے پوچھا لیکن وہ چپ رہا۔۔۔۔

بولو بھی کچھ پوچھ رہی ہوں تم سے: احد کو چپ دیکھ کے وہ چیخی۔

تم نے ہی تو کہا تھا کہ مجھ سے تمہیں بات نہیں کرنی: اسنے کندھے آچکائے۔۔۔

فرمانبردار!!! اب میں ہی کہہ رہی ہوں کہ مجھے بتاؤ کہ سب کہاں ہیں۔: اسنے سانس خارج کی۔

شوپنگ پہ: وہ فروٹ چاٹ کا چمچہ بھر کے بولا۔

یانی میں لیٹ ہو گئی: اسے افسوس ہوا۔

اچھا ہے تم ساتھ نہیں گئیں ورنہ مال والے تمہیں اندر ہی نہیں جانے دیتے پھر تمہاری وجہ سے وہ سب بھی اندر نہیں جاپاتے: احد اسکی بات سمجھ گیا تھا کہ وہ شوپنگ پر جانے کے لیے آئی تھی۔

تم اونٹ کہی کے۔۔۔ میں چھوڑوں گی نہیں تمہیں: پہلے تو اسے سمجھ نہیں آئی کہ وہ کیا بول رہا ہے پھر جب سمجھ آئی تو اسے لمبے قد پر خطاب دیا اور منہ پھولاتی گھر سے نکل گئی۔۔۔

میں نے کیا کیا۔۔۔: وہ سر جھکتا کھانے میں مصروف ہو گیا۔

وہ غصہ سے گھر میں داخل ہوئی۔۔۔

کیا ہوا اتنی جلدی آگئیں: شاہیں بیگم نے مسکراہٹ دبا کے کہا۔۔۔ انہوں پتہ تھا کہ وہ لوگ شوپنگ پر گئے ہوئے ہیں۔۔۔ لیکن انکی اولاد تو انکی سنے سے پہلے ہی بھاگ گئی تھی۔۔۔ اور اب منہ پھولائے آئی تھی۔

جی۔۔۔۔ وہ لوگ جا چکے ہیں: اسنے اداسی سے کہا۔

پتہ ہے مجھے صبح ہی بھا بھی کا فون آیا تھا شوپنگ پر جانے کا پوچھ رہی تھیں لیکن میں نے منکر دیا کہ ہم بعد میں جائیں گے۔۔۔ تم رکتیں تو میں تمہیں کچھ بتاتی نا۔۔۔ لیکن نہیں تم تو تیز گام بنی نکل گئیں: انہوں نے سکون سے اسے اسکی غلطی بتائی۔۔۔

تو اسے اپنی جلد بازی پر جی بھر کے غصہ آیا۔۔۔۔ نا وہ جلد بازی دیکھاتی اور نا اس احد سے بہس ہوتی۔۔۔۔

وہ منہ بنائے کمرے میں چل دی۔

وقت جیسے پر لگا کے اڑ رہا تھا۔۔۔ شادی کی تیاریوں میں وقت کا پتا ہی نا چلا۔۔۔ اور شادی سر پر آگئی۔۔۔

کل مہندی تھی۔۔۔ ہر کسی کو اپنی تیاری مکمل کرنے کی پڑی تھی۔۔۔ جتنا کر!!! رہے تھے وہ بھی کم لگ رہا تھا۔

حیا میرے کپڑے تو دے دو مجھے استری کری ہے۔۔۔ اور تم اپنے بھی دے دو تمہارے بھی کر دوں گی۔

مہر نے بیڈ پر لیٹے فون یوز کرتی حیا سے کہا۔۔۔ جس کی آنکھوں میں نیند بھری ہوئی تھی لیکن وہ بامشکل آنکھیں کھولتی فون چلا رہی تھی۔۔۔ الماری میں سے لے لیں آپی::: نیند میں ڈوبی آواز سے آئی۔

اگر نیند آرہی ہے تو سو جاؤ!!! کیوں فون چلا رہی ہو۔۔۔ مہر نے الماری سے حیا کے کپڑے نکالے۔۔۔

ہممم بس سونے ہی لگی ہوں: اسنے جمائی لی۔

حیا میرے کپڑے کہا رکھے ہیں: مہر کو اپنے کپڑے کہی نہیں دیکھے۔۔۔

وہ آپ کے کمرے میں ہوں گے مجھے کیا پتہ۔: اے سی چلنے کی وجہ سے کمرہ ٹھنڈا ہو رہا تھا اسنے کمبل منہ تک تانا۔

کیا مطلب میرے کمرے میں ہوں گے!!؟

کیا تم اپنے کپڑوں کے ساتھ ٹیلر سے لے کے نہیں آئی تھیں: اسکی بات سن کے مہر نے اچھبے سے دیکھا۔ جواب سونے کی تیاری کر رہی تھی۔۔۔

کیا مطلب آپکے کپڑے بھی لانے تھے۔۔۔۔۔ نہیں میرا مطلب ہے آپ کے کپڑے تو امی لے آئی تھیں نا: اسنے کمبل سے منہ نکالا۔۔۔

امی اپنے لے کے آئی تھیں میرے سلے نہیں تھے جب۔۔۔۔۔ اور یہ بات ہم نے تمہیں جہی بتائی تھی۔۔۔۔۔ کل مہندی ہے اب میں کیا پہنوں گی: وہ تورونے والی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

سوری آپنی مجھے یاد نہیں رہا۔۔۔ آپ ایک کام کریں امی کو اپنے ساتھ لے جائیں
ابھی کھلی ہوگی اسکی دوکان: اسنے حل نکالا۔

اپنے مشورے اپنے پاس رکھو میں خود ہی کچھ کروں گی: وہ رونی صورت بتائے کمرے
سے نکل گئی۔۔۔

پیچھے حیا نے اپنی عقل پہ ماتم کیا اور ایک بار پھر سے کمبل تان لیا۔



اسنے ماں کو سب بات بتائی تو وہ بھی فکر مند ہو گئیں۔۔۔

ایسا کرو بیٹا تم بڑی بھابھی کے چلی جاؤ وہاں سے کسی کے ساتھ چلی جانا: انہوں نے کہا۔

امی آپ چلے نامیرے ساتھ: وہ وہاں جانا نہیں چاہتی تھی۔۔۔

بیٹا میرے پاؤں میں درد ہے۔۔۔۔۔ کل کا دن بہت مصروفیت بھرا ہو گا اس لیے میں آرام کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ تم بڑی ممانی کے چلی جاؤ وہاں عاکل یا شہاب میں سے کوئی ہو گا وہ تمہیں لے جائے گا۔۔۔ انہوں نے سمجھایا۔

اسنے ایک نظر گھڑی کو دیکھا جہاں 7 بج رہے تھے کیونکہ عادل 8 بجے تک آتا تھا اسنے یہ سوچ کے وہاں جانے کی حامی بھر لی۔۔۔۔۔



عاکل تم گئے نہیں ابھی تک ڈیکوریشن والے کے پاس۔۔۔ ٹائم دیکھو کیا ہو رہا ہے وہ بند ہو جائے گا: واصف صاحب نے عاکل کو مزے سے بیٹھے دیکھ ٹوکا۔

جی بابا بس جا ہی رہا ہوں تھوڑی دیر میں۔۔۔۔۔ نہیں مطلب ابھی: اسنے سکون سے کہا لیکن جب انہیں خود کو گھورتا ہوا پایا تو جلدی سے باہر نکلا۔۔۔

عادل تم نے چھٹیوں کہ درخواست دے دی تھی نا: واصف صاحب نے عادل سے پوچھا جو کچھ دیر پہلے ہی کیٹرنگ والوں کے پاس سے آیا تھا۔۔۔

جی بآبادے دی تھی: اسنے جواب دیا۔۔۔ وہ آج جلدی گھر آگیا تھا کام کی وجہ سے۔۔۔

انہوں نے ہاں میں سر ہلایا۔

عادل بیٹا پھولوں کے زیورات کا آرڈر دے دیا تھا نا: زینب بیگم نے وہاں آتے ہوئے پوچھا۔

بس امی وہی جارہا تھا: وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔۔ اسے بولنا کے پھول ایک دم تازے ہونے چاہئیں اور وقت کا خاص خیال رکھے: انہوں نے ہدایت دی۔

ہممم: وہ اپنے کمرے میں گیا گاڑی کی چابیاں لینے۔

اسلام و علیکم: مہر نے حال میں بیٹھے واصف صاحب اور زینب بیگم کو کہا۔

و علیکم اسلام بیٹا آؤ: زینب بیگم نے پیار سے اسے اپنے پاس بولایا۔

وہ ممانی جان مجھے ٹیلر سے اپنے کپڑے لینے جانا تھا۔۔۔ بابا گھر پر ہیں نہیں ورنہ میں انکے ساتھ چلی جاتی۔۔۔ گھر پہ عاکل یا شہاب بھائی تو ہوں گے نا۔: اسنے آنے کی وجہ بتائی۔

بیٹا شہاب تو ابھی آفس سے نہیں آیا وہ سارا کم آج ہی کر کے آئے گا تو دیر ہو جائے گی اسے، اور عاکل ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی ڈیکوریشن والوں کے پاس گیا ہے، لیکن تم فکر نہیں کرو عادل گھر پر ہی ہے وہ پھولوں والوں کے پاس ہی جا رہا ہے تم اسکے ساتھ چلی جاؤ: انہوں نے مسکرا کے کہا۔

آہہ نہیں رہنے دیں ممانی جان میں کل صبح لے آؤ گی انہیں کیوں پریشان کرنا: اسنے بوگھلا کے کہا وہ اس شخص کے ساتھ تو کیا اسکے سامنے بھی جانا نہیں چاہتی تھی۔

یہ کیسی باتیں کر رہی ہو بیٹا اپنے ہی اپنوں کے کام آتے ہیں آئندہ ناسنوں ایسی بات میں: واصف صاحب نے ڈانٹا۔

عادل جو وہاں ابھی آیا تھا اسکی آخری بات سن لی تھی لیکن انجان بن گیا۔

ارے واہ آج تو بڑے بڑے لوگ آئے ہیں: عادل نے مسکراہٹ دبائی۔
عادل بچی کو لیکے جاؤ اسے ٹیلر سے کپڑے لینے ہیں: واصف صاحب نے کہا۔
جی کیوں نہیں بابا۔۔۔ آ جاؤ میں باہر انتظار کر رہا ہوں: وہ کہہ کے روکا نہیں باہر نکل گیا۔

اللہ حافظ: وہ انکار کرتی لیکن وہ روکا ہی نہیں۔۔۔ تو مجبوراً اسے جانا پڑا۔



اففف تھک گیا یار: احد لائٹنگ کا کام کروا کے بیٹھا تھا۔

یہ لو پانی: مسکان نے اس کے آگے پانی کا گلاس کیا۔

ہیہہ میں خواب تو نہیں دیکھ رہا: اس نے بے یقینی سے آنکھیں مسلیں۔

حقیقت ہے: اس نے آنکھیں گھومائیں۔

ارے واہ بہت پیار آرہا ہے اس بندر پہ: عروہ نے مسکان سے کہا۔

میں پیارا ہی اتنا ہوں کہ سب کو پیار آتا ہے: احد نے مسنویٰ کا لڑکھڑے گئے۔

جی نہیں۔۔۔ کل سے تو تمہیں سب کام خود ہی کرنا ہے تو سوچا آج میں تھوڑی سی خدمت کر دیتی ہوں: مسکان نم آنکھوں سے مسکرائی۔

مسکان کی بات سن کے احد اور عروہ کی آنکھیں بھی بھر آئیں۔۔۔

بہنیں چھوٹی ہوں یا بڑی بھائیوں کی جان ہوتی ہیں۔۔۔۔۔ ماں باپ کے بعد دنیا میں بہن بھائی کا رشتہ سب سے خوبصورت ترین رشتہ ہوتا ہے۔۔۔۔۔ بہن بھائی کا رشتہ سب سے خوبصورت اور ناباب رشتہ ہے۔۔۔

نورین بیگم جو کمرے سے نکل کے انہیں کی طرف آرہیں تھیں مسکان کی بات پہ وہی روک گئی بیٹیوں کی بدائی کا سوچ کے آنسو آنکھیں میں بھر آئے

امی آپ میری بھی شادی کر دیں یہ تو کچھ دنوں میں چلی جائیں گی۔۔۔۔۔ تو پھر

سارے کام آپکو کرنے پڑیں گے اس لیے بول رہا ہوں بہو لے آئیں: احد نے ماحول میں چائی اداسی کو دور کرنے کے لیے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔

کیا مطلب بجو آپ شادی کے بعد بھی ہماری جان نہیں چھوڑیں گی: احد نے حیرت سے کہا جب کے آنکھیں میں شرارت بھری تھی۔

بلکل بھی نہیں: عروہ نے ناک چڑائی۔

ہائے یہ تو زیادتی ہے ہمارے ساتھ: اسے معصوم شکل بنائی۔

اچھا چلو میں کھانا لگا رہی ہوں تم اٹھ کے فریش ہو آؤ اور تم دونوں میرے ساتھ آؤ:
نورین بیگم پہلے احد سے اور پھر ان دونوں سے کہہ کے کچن کی طرف بڑھ گئیں۔
تو وہ لوگ بھی انکی بات پر عمل درآمد ہوئے۔



وہ مرے مرے قدموں سے باہر آ کے گاڑی کے پاس رک گئی۔۔۔

بیٹھو: عادل نے سر دلچہ میں کہا۔

وہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی تو اسنے ڈرائیونگ سیٹ سمجھالی۔

مہر نے اسے اڈرس بتایا۔۔۔ اور خاموش ہو گئی۔

گاڑی کی خاموشی کو عادل کی سر د آواز نے توڑا۔۔۔

... کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ مجھ سے کیا غلطی ہوئی ہے جو تم مجھ سے بھاگ رہی ہو

آپ مجھ سے کچھ کہہ رہے ہیں: وہ تو پہلے ہی اپنے دل کو قابو میں کر رہی تھی۔۔۔ اس

کے سوال پر زور سے دھڑکا۔

میں خود سے تو باتیں کرو گا نہیں اور تمہارے علاوہ گاڑی میں کوئی اور ہے نہیں تو تم

سے ہی پوچھو گا: عادل کو اب غصہ آرہا تھا۔

ج۔۔۔ جی میں آپ کا سوال نہیں سمجھی: وہ اسے کچھ نہیں بتانا چاہتی تھی۔

میں نے ایسا کوئی مشکل سوال بھی نہیں پوچھا۔۔۔ بس تمہارے بہویر کی وجہ جانا چاہتا ہوں جو تم نے میرے ساتھ رکھا ہوا ہے۔۔۔۔ پہلے تو ایسا نہیں تھا پھر ایسا کیا ہوا جو تم نے مجھے اجنبی کر دیا۔۔۔۔ تم نے ایک بار بھی میرے بارے میں نہیں سوچا کہ میں کس اذیت سے گزر رہا ہوں۔۔۔: عادل جیسے پھٹ پڑا۔

وہ غصہ نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن آج وہ بے بس ہو گیا تھا۔۔۔ وہ تھک گیا تھا اس چھوپن چھوپائی سے۔

عادل آپکو اگر اپنی غلطی کا نہیں پتہ تو میں بھی نہیں بتاؤ گی: اسنے دل میں ٹھانی۔۔۔ اور یہی اسنے غلطی کی۔

ایسا کچھ نہیں ہے: وہ منمنائی۔

ہاں میں اندھا ہوں نا: عادل نے گھور کے اسنے دیکھا جو گاڑی سے باہر دیکھ رہی۔

بس شوپ آگئی۔۔۔: مہر نے کہا تو اسنے گاڑی روکی۔۔۔

وہ جلدی سے اتر کے دوکان کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔۔ پیچھے وہ آنکھیں بند کر کے غصہ ضبط کرتا رہ گیا۔

کچھ دی ہی گزری تھی جب شیشہ بجنے کی آواز پہ اس نے آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔ اس نے دیکھا عائشہ شیشہ بجا رہی تھی تو وہ گاڑی سے اتر۔

صاحب آپ یہاں کیا کر رہے ہیں: اس نے چہکتے ہوئے پوچھا۔ S.P ارے وہ کزن کو ٹیلر کے پاس لایا تھا۔۔۔۔۔: عادل نے مسکرا کے کہا۔

اچھا اگر آپ برا نہیں مانے تو کیا آپ مجھے گھر تک چھوڑ سکتے ہیں۔۔۔۔۔ وہ کیا ہے ناکے میں گاڑی لائی نہیں ہوں اور بہت دیر سے یہاں کھڑی ہوں لیکن کوئی کیب وہاں جانے کو تیار نہیں ہے اس لیے۔۔۔۔۔: عائشہ نے مہر کو آتے دیکھ جلدی سے جھوٹ بولا۔

ہاں ضرور کیوں نہیں آؤ: عادل نے ایک دوست ہونے کی حیثیت سے کہا لیکن کوئی نہیں جانتا کہ سامنے والے کے دماغ میں کہا چل رہا ہے۔۔۔۔۔

اسے تو جیسے ہاں کا انتظام تھا۔۔۔ وہ جلدی سے فرنٹ ڈور کھول کے بیٹھ گئی۔۔۔

عادل نے ایک نظر عائشہ کو دیکھا پھر حیران کھڑی مہر کو۔۔۔۔۔

مہر کو پہچاننے میں ایک سیکنڈ بھی نہیں لگا تھا کہ یہ وہی لڑکی ہے۔۔۔۔۔ اسے یوں
عادل کی گاڑی میں فرنٹ سیٹ پر بیٹھے دیکھ اسکی آنکھیں لبالب پانی سے بھر گئیں جو
عادل سے چھوپی نہ رہ سکیں۔

مہر نے جلدی سے آنکھیں صاف کیں اور پیچھے بیٹھ گئی۔

عادل نے ٹھنڈی سانس خارج کی اور گاڑی میں بیٹھا۔

مہر یہ عائشہ ہے میری دوست۔۔۔ ایک کیس میں اسنے میری بہت مدد کی
تھی۔۔۔:عادل نے بیک مرر میں اسے دیکھ کے بتایا جو چہرہ موڑے باہر دیکھ رہی
تھی۔۔۔۔۔

اچھا: آنسو کو گلے میں اتارتی بامشکل بولی۔

تم سے مطلب: وہ جو سیٹ سے سرٹکائے آنکھیں بند کری ہوئی تھی سیدھی ہوئی۔
ڈیر مجھے ہی تو مطلب ہے۔۔۔۔۔ بہت بھولی ہو تم۔۔۔۔۔ عادل تم سے محبت نہیں
کرتا یہ بات تو تم بھی سمجھ رہی ہونا۔۔۔۔۔ عائشہ نے ہمدردی سے کہا۔

یہ غلط فہمی ہے آپ کی وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں: مہر نے اس سے زیادہ اپنی غلط فہمی
دور کی۔

اچھا اگر میری غلط فہمی ہے تو جو تم نے خود اپنی آنکھیں سے دیکھا تھا وہ گیا تھا۔۔۔۔۔
اسے کیسے جھٹلاؤ گی: اس نے شیطانی مسکراہٹ سجائی۔۔۔۔۔

اور یہی ایک بات تھی جس کا جواب مہر کے پاس نہیں تھا۔۔۔۔۔ اسل لیے وہ خاموش
رہی۔

ابھی عائشہ کچھ کہتی کے عادل گاڑی میں بیٹھا۔۔۔۔۔

عادل نے گاڑی عائشہ کے گھر کے باہر روکی تو وہ اسے تھنکس کہتی گھر میں چلی گئی۔۔۔۔۔

عائشہ کے گھر سے کچھ دور آ کے عادل نے گاڑی روکی۔

آگے آؤ: اسنے نرم لہجے میں کہا۔

مہر کا سر درد سے پٹ رہا تھا اس لیے بغیر کچھ بولے اتر کے آگے بیٹھ گئی۔

سوری۔۔۔ میں اسے منا نہیں کر سکا: عادل نے صفائی دی۔۔۔ لیکن وہ خاموش رہی۔۔۔

مہر پلینز کچھ بولو آخر بات کیا ہے کیوں ایسا ریٹکٹ کر رہی ہو۔۔۔ ہوا کہا ہے: عادل نے محبت سے پوچھا۔

کچھ نہیں ہوا عادل پلینز جلدی چلائیں سب ویٹ کر رہے ہوں گے: اسنے آنسو صاف کیے جو گال پر لڑک گئے تھے۔۔۔

مہر میں۔۔۔۔۔ عادل پلینز۔۔۔: اسکی روندی آواز سن کے وہ خاموش ہو گیا۔۔۔

گاڑی ایک جھٹکے سے گھر کے آگے روکی تو وہ جلدی سے شوپر اٹھاتی گاڑی سے اتر کے گھر میں بھاگ گئی۔

عادل نے بے بسی اسے اسے جاتا دیکھا۔۔۔۔ پھر قدم اندر کی طرف بڑھا لیئے۔
!!! مہندی اسپیشل۔۔۔۔

آج صبح سے ہی عالم ہاؤس میں گہما گہمی کا عالم تھا۔۔۔۔ ہر کوئی کام میں مصروف تھا۔۔۔ کیونکہ مہندی کا فنگشن شام میں تھا تو سب مہمان آنا شروع ہو چکے تھے۔۔۔۔۔

اسنے گھر میں قدم رکھا تو نظر اپنے دائیں جانب بنے لان میں گئی۔۔۔ جسے سفید اور پیلے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔۔۔۔ لان میں ایک طرح سٹیج بنایا گیا تھا جس پر کمبائن فنگشن ہونے کی وجہ ڈے دو جھولے رکھے ہوئے تھے جنہیں لال گلاب سے سجایا گیا تھا۔۔۔۔۔ جھولوں کے آگے ٹیبل رکھی تھی جو پھولوں کی پتیوں سے ڈھکی ہوئی

تھی۔۔۔۔۔ باقی لان میں بیٹھنے کے لیے کرسیاں ٹیبل لگائی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔ وہ حال میں داخل ہوئی تو نورین بیگم سامنے ہی ملازمہ کو کچھ کام بتاتی نظر آئیں۔۔۔۔۔ اسلام و علیکم آئی: مسکرا کے سلام کیا۔

و علیکم اسلام بیٹا۔۔۔۔۔ اب آرہی ہو آپ کو پتہ ہے عروہ کب سے آپ کا انتظار کر رہی ہے اور اب پکانا راض ہو گئی ہو گی آپ سے: انہوں نے پیار سے کہا۔۔۔۔۔ فکر نہیں کریں آئی میں اسے یوں منالوں گی: اسنے چٹکی بجائی۔ اور تمہارے بابا نہیں آئے:۔۔۔۔۔

وہ کل آئیں کے آئی آج انہیں کہی جاتا تھا: اسنے نا آنے کی وجہ بتائی۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ جاؤ وہ اپنے کمرے میں ہے تیار ہو رہی ہے اور آپ بھی جلدی سے تیار ہو جاؤ لڑکے والے آتے ہی ہوں گے: وہ اسے کہتیں آگے بڑھ گئیں۔ اسنے اپنا چھوٹا سا بیک اٹھایا اور اوپر عروہ کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔۔

ہائے۔۔۔۔۔: وہ چہکتی ہوئی اندر آئی تو نظر عروہ پر گئی جو تیار ہو کے بیڈ پر بیٹھی فون چلا رہی تھی۔۔۔۔۔ اسے ایک نظر دیکھ کے منہ بناتی پھر سے فون میں مصروف ہو گئی۔

شکر ہے تم آگئیں ورنہ تمہاری دوست نے تو تم سے بات نا کرنے کی قسم کھالی تھی:

ڈریسنگ کے سامنے بیٹھی مسکان بیوٹیشن سے تیار ہو رہی تھی۔۔۔

ارے ایسے کیسے نہیں آتی میری اکلوتی بیسٹی کی شادی ہے مجھے تو آنا ہی تھا: وہ عروہ کے ساتھ چپکی۔۔۔

اچھا بس بس زیادہ چپکو مت میری تیاری خراب ہو جائے گی میرے انکے دیکھنے سے پہلے: عروہ نے آخری بات پہ دانتوں میں انگلی دبائی۔

تم اسے چھوڑو اور جا کے جلدی سے کپڑے چینج کر کے آؤ تاکہ یہ تمہیں بھی تیار کر سکیں۔۔۔۔۔: مسکان نے بیوٹیشن کی طرف اشارہ کیا۔

اوکے: وہ اپنے کپڑے لے کے واشروم میں گھس گئی۔



تیار ہو گئے بیٹا۔۔۔۔۔ ماشاء اللہ میرے بچے کتنے پیارے لگ رہے ہیں: زینب بیگم عادل کے کمرے میں آئی تو وہ تینوں اپنی تیاری کو آخری ٹچ دے رہے تھے۔

ان تینوں نے سیم ڈریسنگ کی ہوئی تھی۔۔۔ سفید شلوار قمیض زیب تن کئے۔۔۔ پیلی اور ہری چنری گردن میں ڈالے، پشاور چیل پہنے وہ تینوں شہزادے لگ رہے تھے۔۔۔

اما آپ بھی کسی سے کم نہیں لگ رہیں: شہاب نے ماں کے کندھے پر ہاتھ رکھے اپنے ساتھ لگایا۔ تو وہ بھی اسکے وجیہہ چہرے پر ہاتھ رکھ ہولے سے مسکرائیں۔

بلکل میری ماما تو آج ساری لڑکیوں کو پیچھے چھوڑ دیں گی: عاکل نے انہیں دوسری طرف سے ساتھ لگایا۔ عادل خاموش کھڑا مسکراتا رہا۔

اچھا بس کرو اور جلدی سے باہر آؤ دیر ہو رہی ہے نکلنے میں: وہ مسکراتی ہوئی انہیں کہہ کے باہر نکل گئیں۔۔۔ تو وہ بھی انکے پیچھے ہو لیے۔



واصف صاحب اور حاکم صاحب دونوں کی فیملیز آگئیں تھیں۔۔۔۔

مدثر صاحب بھی تھوڑی دیر پہلے پہنچے تھے۔۔۔۔

دانیال نے بھی ان تینوں کی طرف ہی ڈریسنگ کی بھی۔۔۔ وہ بھی بہت ہنڈ سم لگ رہا تھا۔۔۔

ماشاء اللہ: نورین بیگم عروہ کے کمرے میں انہیں لینے آئی تو بے ساختہ منہ سے
ماشاء اللہ نکلا۔۔۔۔ وہ لگ ہی اتنی پیاری رہیں تھیں۔

عروہ نے پیلی انارکلی فروک، جس کا ہر اچوڑی دار پاجامہ اور ساتھ ہی پیلے اور ہرے
کنٹر اس کے ساتھ دو بٹہ لیے، بالوں کی چوٹی کیے ان میں پھول لگائے آگے کیا ہوا تھا،
نرمی و نازک پاؤں میں پیلے رنگ کا کھسہ پہنے۔۔۔، سوفٹ سامیک اپ کیے پھولوں
کے زیورات میں وہ ہمیشہ کی طرح بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

جب کے دوسری طرف مسکان نے بھی سیم ڈریسنگ کی تھی بس کپڑوں کا رنگ الگ
تھا وہ بھی نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔

بہت پیاری لگ رہی ہو: نورین بیگم کی آنکھیں بھیگ گئیں۔۔۔ تو وہ دونوں کچھ بولے
بغیر انکے گلے لگ رگئیں۔۔۔

آنٹی کیا میں پیاری نہیں لگ رہی: سحر کی اداس آواز آئی۔۔۔

ارے کس نے کہا۔۔۔ میری بیٹی تو بہت پیاری لگ رہی ہے: وہ دونوں ان سے الگ
ہوئی تو وہ مسکراتی ہوئی اسکی طرف بڑھ گئیں۔۔۔ جوہرے رنگ کے قمیض شلوار
میں بالوں کی چوٹی کیے۔۔۔ بہت پیاری لگ رہی تھی۔

بس آنٹی آپ نے کہہ دیا تو مجھے یقین ہو گیا: وہ خوش ہوئی۔۔۔

اچھا چلو بیٹا نیچے آؤ سب آگئے ہیں۔۔۔ انتظار کر رہے ہیں دلہنوں کا اور زرہ گھونگھٹ
بھی لو: نورین بیگم نے آگے بڑھ کے دونوں کا گھونگھٹ کیا اور سحر کے ہمراہ دونوں کو
نیچھے لے کے بڑھ گئیں۔

ان دونوں کو لال دو بٹہ کے سائے میں سیٹج تک لایا گیا۔۔۔ جب کے دانیال اور
شہاب ایک ایک جھولے کے آگے کھڑے تھے۔۔۔

دانیال کی نظر جب گھونگھٹ میں چہرا چھوپائے مسکان پر گئی تو نظریں دیدار کے لیے بے قرار ہو گئیں۔۔۔

جب کے شہاب کی نظر عروہ پر گئی تو وہ دلگشی سے مسکرایا۔۔۔ جب سے اسکی شادی کی باتیں شروع ہوئی تھیں شہاب کے دل میں عروہ کو لے کے ہلچل سی ہو رہی تھی۔۔۔

ارے روکیے روکیے: ابھی وہ دونوں اپنے اپنے جھولے کی طرف بڑھتیں احد نے بیچ میں ہی روک دیا۔۔۔۔۔

احد نے بھی سب کی طرح سیم ڈریسنگ کی ہوئی تھی۔۔۔۔۔
کیوں بھئی کیا ہوا: عاقل نے آگے آتے ہوئے پوچھا۔

وہ اس لیے کیوں کے لڑکے دونوں ایک جھولے پر بیٹھیں گے اور لڑکیاں دونوں ایک جھولے پر: حیانے بھی حصہ ڈالا۔۔۔۔۔ جو گلابی رنگ کی فروک میں بالوں کو پشت پہ گھلا چھوڑے۔۔۔ بہت کیوٹ لگ رہی تھی۔۔۔

یہ کیا بات ہوئی ایسا نہیں ہوتا: دانیال انکاری ہوا۔

دانیال بھی نکاح نہیں ہوا اس لیے الگ الگ: سحر نے وجہ بتائی۔۔۔

بات ٹھیک تھی اس لیے وہ دونوں بھی اپنے جھولے پر بیٹھ گئے۔۔۔ اور لڑکیاں اپنے پر۔۔۔

رسم کا آغاز واصف صاحب اور زینب بیگم نے کیا۔۔۔ اسکے بعد ایک ایک کر کے سب نے رسم کی۔۔۔

عالم صاحب اور نورین بیگم جب رسم کرنے آئی تو ان دونوں کی آنکھیں نم ہوئیں اور یہی حال عالم صاحب، نورین بیگم اور دور کھڑے احد کا بھی تھا۔۔۔ عالم صاحب نے باری باری دونوں کے سر پر ہاتھ رکھا اور ڈھیر ساری دعائیں دیں۔۔۔

رسم ختم ہوئی تو دلہنوں کو انکے کمرے میں بیجھ دیا تاکہ وہ کچھ کھاپی کے آرام کر لیں۔۔۔ کیونکہ کل بارات تھی تو آج ہی دونوں کو مہندی لگنی تھی۔۔۔

مہمانوں میں کھانا گھولوا دیا تھا۔۔۔۔۔



اچھی لگ رہی ہو ہمیشہ کی طرح: عادل جس کی نظر پوری محفل میں مہر پر ہی تھی اب اسے اکیلا دیکھ اسکے پیچھے کھڑے ہو کے گھمبیر آواز میں کہا۔

مہر جو فون سے سائڈ پر آئی تھی اسکی آواز پر چوکی۔۔۔

اسنے مہندی رنگ کی قمیض شلوار زیب تن کی ہوئی تھی۔۔۔ لمبے بالوں کی چوٹی بنا رکھی تھی۔۔۔ لائٹ سے میک اپ میں وہ بہت حسین لگ رہی تھی۔۔۔۔

شکریہ: اسنے شکریہ بول کے برابر سے نکلنا چاہا تو عادل نے راستہ روکا۔۔۔

میں کیسا لگ رہا ہوں بتایا نہیں تم نے: اسنے محبت سے پوچھا۔

مہر نے اسکی آنکھوں میں دیکھا جہاں صرف محبت ہی محبت تھی۔۔۔۔ جھوٹ،

دھوکا، دیکھا و اتو دور دور تک نہیں تھا۔۔۔ اسکا دل اسے دھوکے بازمان ہی نہیں رہا

!!! تھا

نہیں میں نے خود دیکھا تھا: اسنے اپنے دل کی نفی کی
مجھے نہیں پتہ: وہ کہتی ہاتھ سے ساند کرتی حیا کی طرف بڑھ گئی۔۔
وہ ٹھنڈی سانس بھر کے رہ گیا۔۔۔



آہ۔۔۔ یہ کیا کیا آپ نے۔۔۔ میرے سارے کپڑے خراب کر دیے۔۔۔ سحر
تو اپنے کپڑے دیکھ صدمہ میں آگئی تھی۔
میں نے کچھ نہیں کیا ساری غلطی اس پاؤں کی ہے جو خودی مڑ گیا: عاقل جو جو س کا
گلاس لیے سٹیج کی طرح جا رہا تھا پاؤں مڑنے پر گرتے گرتے بچا تو جو س سارا سامنے
سے آتی سحر پر گر گیا۔۔۔

تو آپ پاؤں کاٹ کے رکھ دیں ناہوں گے پاؤں نامڑے گے: وہ غصہ میں آئی۔۔۔
توبہ توبہ لڑکی۔۔۔ پاؤں کٹیں میرے دشمنوں کے: عاقل نے کانوں کو ہاتھ لگایا۔

اف پاگل آدمی: وہ جھنجھلائی۔

آدمی کیسے کہا لڑکی۔۔۔۔ مجھ پر تو ساری لڑکیاں مرتی ہیں: اسنے فخر سے کہا۔

تو نہالیا کریں بیچاریاں بدبو سے مر جاتی ہوں گی: اسنے افسوس سے کہا۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی لڑکی مجھے ایسا کہنے کی۔۔۔۔ بتاؤ تمہاری امی کہا ہیں میں ان سے
تمہاری شکایت کرو گا: عاکل نے اسے گھورا۔۔۔۔

سحر کی آنکھیں ایک دم نم ہوئیں اور وہ بغیر کچھ بولے گھر میں بھاگ گئی۔۔۔۔

ایسے کیا ہوا: عاکل نے اسکی نم آنکھیں دیکھ لیں تھیں۔۔۔۔ وہ پریشان ہوا۔

جب یہ 3 سال کی تھیں تب انکی امی کا انتقال ہو گیا تھا: احد جو انکو لڑتے دیکھ انکی

طرف آرہا تھا، عاکل کی آخری بات سن چکا تھا۔۔۔۔

او اچھا لیکن تمہیں کیسے پتہ: عاکل کو دوکھ ہوا۔۔۔۔

وہ بجو کی اسکول سے دوست رہی ہیں اور ہمارے یہاں آتی جاتی رہتی ہیں۔۔۔۔:احد نے بتایا۔

ہممم:عاکل کو اسکے لیے بہت دوکھ ہو رہا تھا اتنی سے عمر میں ماں چھوڑ کر چلی گئی۔۔۔۔
....اسنے تو انکا لمس بھی صحیح سے محسوس نہیں کیا

تھوڑی دیر بعد سب ہی اپنے گھر کے لیے روانہ ہوئے۔۔۔۔
!!!!بارات اسپیشل۔۔۔

آج بارات کا دن تھا۔۔۔سب بے حد مصروف تھے۔۔۔چونکہ بارات ہال میں تھی
اس لیے لڑکی والوں کو جلدی نکلنا تھا۔۔۔۔

عالم صاحب احد کے ساتھ انتظامات دیکھنے جا چکے تھے۔۔۔۔
نورین بیگم گھر میں آئے مہمانوں کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔

انہوں نے گھڑی کی طرف نظر گھومائی تو آنکھیں بڑی ہو گئیں۔۔۔۔۔ وہ سب کام
چھوڑ کے مسکان کے کمرے کی طرف بھاگئیں۔۔۔

مسکان بیٹا اٹھو 3 بج رہے ہیں تمہیں پالر بھی جانا ہے دیر ہو رہی ہے: انہوں نے سوئی
ہوئی مسکان کو ہلایا۔۔۔۔۔ تو اسنے پٹ سے آنکھیں گھولیں۔۔۔

امی 3 بج گئے اور آپ مجھے اب جگا رہی ہیں: وہ جلدی سے فریش ہونے لگی۔۔۔
بس بیٹا مہمانوں میں یاد ہی نہیں رہا تم جلدی سے باہر آؤ میں تب تک عروہ کو بھی
اٹھاتی ہوں۔۔۔۔۔ وہ کہہ کے جانے لگیں۔۔۔

چلو جی ہو گئی شادی: وہ جانتی تھی عروہ کو اٹھانا پہاڑ سر کرنے کے برابر ہے۔۔۔۔۔
کچھ نہیں ہوتا اٹھ جائے گی آج جلدی: وہ کہہ کے باہر نکل گئیں۔

عروہ عروہ بیٹا اٹھو: انہوں نے اسے ہلایا

جو گدھے گھوڑے بیچ کے سو رہی تھی۔۔۔۔۔

کیا امی سونے دیں نا: وہ لا پرواہی سے بولی جب کے ساتھ سوئی سحر نورین بیگم کی آواز پر اٹھ کے بیٹھ گئی تھی۔

بیٹا تم میرے کمرے میں جا کے فریش ہو جاؤ میں اسے اٹھا کے بھیجتی ہوں: نورین بیگم نے سحر سے کہا تو وہ اونگتے ہوئے باہر نکل گئی۔۔۔ تو وہ عروہ کی طرف متوجہ ہوئیں۔ اٹھو عروہ آج تمہاری شادی ہے: انہوں نے جھنجھوڑا۔

سونے دیں نا امی شادی کل کر لیں گے: اس نے کمبل سر تک تانا۔۔۔

عروہ اگر تم ابھی نہیں اٹھی نا تو میں تمہارا فون کھڑکی سے نیچے پھینک دوں گی: نورین بیگم نے اسکی دکھتی رگ پہ ہاتھ رکھا۔۔۔

میں اٹھ گئی ہوں: انکا طریقہ کام کر گیا تھا۔۔۔ وہ بستر چھوڑا شروم میں گھس گئی۔۔۔

جلدی نیچے آؤ اپنا سارا سامان لے کے: وہ اونچی آواز میں اسے کہتی نیچے چلی گئیں۔۔۔



وہ سب لوگ جلدی ہال میں پہنچ گئے تھے۔۔۔ لیکن ابھی دہنوں کا پالر سے آنا باقی تھا۔۔۔

مدثر صاحب کی فیملی آج عالم صاحب کی طرف سے شریک ہو رہی تھی۔۔۔
احد ممائی جان کہہ رہی ہیں عروہ اور مسکان کو پالر سے لے آؤ: مہر نے دروازے کے پاس کھڑے احد سے کہا۔

اوکے: وہ اپنی واسکٹ صحیح کرتا باہر نکل گیا۔

آہ۔۔۔۔۔ سوری: مہر پیچھے مڑی تو کسی سے ٹکرائی وہ جلدی سے سوری بول کے آگے بڑھ گئی۔۔۔

جب کے دو آنکھوں نے دور تک اسکا پیچھا کیا۔۔۔۔



احد پالر کے باہر ان کا ویٹ کر رہا تھا۔۔۔ وہ فون پر اپنے آنے کی عطا ح دے چکا تھا۔۔۔

چلیں: مسکان نے گاڑی کے پاس آ کے کہا۔

وہ جو فون میں نظریں جمائے بیٹھا تھا اسکی آواز پہ سراٹھایا۔۔۔

ارے واہ میری بہنیں تو شہزادیاں لگ رہی ہیں: اسنے دونوں کو پیار بھری نظروں سے دیکھا۔۔

میرا بھائی بھی کوئی کم نہیں لگ رہا: عروہ نے آنکھ و نک کی۔۔

احد نے ڈارک بلورنگ کی شلوار قمیض زیب تن کی تھی۔۔ جس کے ساتھ وائٹ واسکٹ پہنی تھی۔۔۔ وہ کسی بھی لڑکی کا دل دھڑکا سکتا تھا۔۔۔

شکریہ۔۔۔۔ اب چلیں نہیں تو دیر ہو جائے گی: احد نے سر کو خم دے کے تعریف وصول کی۔۔۔ اور گاڑی کا دروازہ کھولا۔ تو وہ گاڑی میں بیٹھ کے ہال کے لیے روانہ ہوئے۔۔۔۔



ان دونوں کو لاکے برائڈل روم میں بیٹھا دیا گیا۔۔۔۔۔ مہر، حیا، اور سحر تینوں ان دونوں کے پاس تھیں۔۔۔۔۔

ان تینوں نے ایک جیسے لہنگے بنائے تھے بس رنگ کا فرق تھا۔۔۔۔۔ مہر کا لہنگا وائٹ، سحر کا گرین اور حیا کا بے بی پنک رنگ کا تھا۔

ارے لڑکیوں تم یہاں کیا کر رہی ہو بارات۔۔۔۔۔۔۔

ماشاء اللہ: نورین بیگم نے نم آنکھوں سے دونوں کو دیکھ بات ادھوری چھوڑی۔۔۔۔۔

وہ دونوں سرخ رنگ کے لہنگے میں دلہن بنی بہت خوبصورت لگ رہیں تھیں۔۔۔۔۔

ارے ارے ممائی جان پلیز روئے گا نہیں ورنہ آپ کی بیٹیاں بھی رو دیں گی پھر انکا

میک اپ خراب ہو جائے گا اور میرے پیارے دولہا بھائی ان کو پہچھانے گے نہیں:

حیا نے انہیں رونے کی تیاری پکڑتے دیکھ۔۔۔۔۔ شرارت سے کہا۔ تو وہ سب نم

آنکھوں سے مسکرا دیں۔

اچھا لڑکیوں باہر آؤ پھولوں کی پلیٹیں بنانی ہے بارات آنے والی ہے: نورین بیگم نے انہیں کہا اور باہر نکل گئیں۔



تھوڑی دیر بعد بارات کا شور اٹھا۔۔۔۔۔

دانیال بہت دھوم دھام سے بارات لایا تھا۔۔۔

وہ براؤن اور گولڈن شیر وانی پہنے شہزادہ لگ رہا تھا۔

ارے آپ ایسے اندر نہیں جاسکتے: حیا، مہر اور سحر نے راستہ روکا۔

تو پھر کیسے جانا ہو گا: دانیال نے آئبر و اچکائیں۔

جیب ہلکی کر کے: مہر نے معصومیت سے کیا۔

اوکے: دانیال نے جیب سے ساری چیزیں پیسے نکال کے ساتھ کھڑے اپنے دوست کو پکڑا دیں۔۔۔

اب ہو گئی جیب ہلکی اب جاسکتا ہوں: دانیال نے اطمینان سے کہا۔ تو ان سب نے اسے ہوتوں کی طرح دیکھا جب کے سب بڑے اسکی چالاکی پر مسکرائے۔

دانیال بھائی یہ کیا۔۔۔ آپ ہمیں نیک دیں اور اندر جائیں۔۔۔: حیانے صاف بات کی۔

تو ایسے کہونا: دانیال نے انہیں نیک دیا تو وہ راستہ سے ہٹ گئیں۔۔۔

چلو جی ایک بار ات تو آگئی۔۔۔: سحر نے آ کے عطلاح کی۔۔۔

کس کی آئی ہے: عروہ نے بے صبری سے پوچھا۔

اوہوووو۔۔۔ بہت بے صبری ہو رہی ہو: اسنے کندھے سے کندھا مارا۔۔

ہاں ہو رہی ہوں تو: وہ بے شرموں کی طرح بولی۔

ہممم ابھی تمہیں ویٹ کرنا ہو گا کیونکہ دانیال بھائی بازی لے گئے ہیں: سحر نے مسکان کی طرف دیکھ کے شرارت سے کہا۔ تو وہ شرما کے سر جھو کا گئی۔

سحر آپی چلیں دوسری بارات آگئی ہے: حیا عطلاح دے کے بھاگ گئی۔۔۔۔

چلو اب دوسرے دو لہے کو لوٹنے کی باری آگئی: سحر نے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

خبردار جو میرے انکو لوٹا تو: عروہ نے شہادت کی انگلی دیکھا کے کہا۔۔۔

دوست ہوئے پر ائے: وہ مسنوی آنسو صاف کر کے باہر نکل گئی۔۔۔۔

ڈرامے بازی: عروہ نے اسکی ایکٹنگ پر خطاب سے نوازا۔



ان تینوں نے راستہ روکا۔

چلیں بھائی نکالیں نیک: حیا اور سحر نے ایک ساتھ ہاتھ آگے کیا۔

جب کے مہر خاموش پیچھے ہی کھڑی تھی۔۔۔۔ کیونکہ عادل کی نظریں اسی پر تھیں۔

جونیلے رنگ کے کرتا پاچامہ میں بہت پیارا لگ رہا تھا۔

کسی کے کچھ کہنے سے پہلے ہی شہاب نے انکے ہاتھ پر نیک رکھ دیا۔۔۔۔

شہاب نے کولڈن رنگ کی شیر وانی پہنی تھی۔۔۔ جس میں وہ بہت ڈیشگ لگ رہا تھا۔۔۔

یاہوووو: انہوں نے خوشی سے نارہ لگایا۔

یہ کیا بھائی آپ نے اتنی آسانی سے دے دیا۔۔۔ جب کے میں نے آپ کو سمجھایا بھی تھا کہ آسانی سے کسی بھی رسم میں نہیں ماننا آپ نے: عاکل کو اپنے بھائی سے یہ امید نہیں تھی۔۔۔ وہ شہاب کو گھر سے ہی سمجھا کے لایا تھا کہ کوئی بھی نیک جلدی!!!! سے نادے

عاکل نے بھی عادل کی طرح ہلکے ہرے رنگ کا کرتا پایا جامہ پہنا تھا۔۔۔

انہیں چھوڑیں بھائی آپ آئے: انہوں نے راستہ چھوڑا۔

بارات کا استقبال بہت زور و شور سے کیا گیا تھا۔۔۔



عالم صاحب اور احد مولوی صاحب کو نکاح کے لیے برائڈل روم میں لے کے آئے۔۔۔

پہلے عروہ کا نکاح ہونا تھا پر مسکان کا۔

مولوی صاحب شروع کیجئے: عالم صاحب نے اجازت دی۔۔۔

عروہ عالم ولد عالم جہان آپ کو شہاب واصف ولد واصف جہان سے حق مہر ایک لاکھ سکھ رائج الوقت کیا آپ کو قبول ہے؟؟؟

قبول ہے: عروہ کی آنکھیں جھلملا اٹھیں۔۔۔ بچپن سے لے کر جوانی کی ساری یادیں، سب کے ساتھ گزارا ہوا ہر پل آنکھوں کے پردے پر لہرا گیا۔۔۔

کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟؟؟

قبول ہے: ایک آنسو بہہ نکلا۔۔۔ اب وہ اپنے بابا کا گھر چھوڑ دے گی۔۔۔ جس گھر میں پیدا ہوئی اس گھر کو چھوڑ دے گی۔۔۔ آج اسکے بابا کا نام ہٹ کے اسکے شوہر کا نام آجائے گا۔۔۔ آج اس کا حق دار بدل گیا ہے۔۔۔

کیا آپ کو قبول ہے؟؟؟: مولوی صاحب نے تیسری بار پوچھا۔۔۔

قبول ہے::: آج وہ پرانی ہو گئی تھی۔۔۔ پرانے گھر کی ہو گئی تھی۔۔۔

عالم صاحب نے نم آنکھوں سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا کئی آنسو اس کی آنکھوں سے نکلے۔۔۔

اس نے کاپتے ہاتھوں سے سائن کیے۔۔۔ اور دل میں اپنے رب کا شکر ادا کیا کہ آج وہ اس کی ہو گئی تھی جسے بچپن سے مانگا تھا۔۔۔

پھر مسکان کی باری آئی۔۔۔۔

مسکان عالم ولد عالم جہان آپ کو دانیال حاکم ولد حاکم شاہ سے حق مہر ایک لاکھ سکہ رائج الوقت کیا آپ کو قبول ہے؟؟؟

قبول ہے: آنکھیں پہلے سے ہی برس رہی تھیں۔۔۔ اپنے گھر کو ہمیشہ کے لیے چھوڑنے کا دکھ ہو رہا تھا۔۔۔

کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟؟؟

قبول ہے: اسنے کا پتے لبوں سے کہا۔۔۔

کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟؟؟: مولوی صاحب نے آخری بار پوچھا۔

قبول ہے: اسنے آنکھیں بند کر کے اپنے آپ کو اپنے ہمسفر کے نام کر دیا۔۔۔

عالم صاحب نے اس کے سر پر بھی ہاتھ رکھا اور نم آنکھیں صاف کرتے مولوی صاحب کو باہر لے گئے۔۔۔

نورین بیگم بھی اپنی دونوں بیٹیوں کے سر پر بوسہ دیتیں باہر نکل گئی۔۔۔



پہلے شہاب نے نکاح قبول کیا۔۔۔، پھر دانیال نے۔۔۔۔۔

نکاح کے بعد ہر طرف مبارکبادی کا شور اٹھا۔۔۔

عالم صاحب اور نورین بیگم کے ہمراہ دونوں دلہنوں کو سیٹج پر بیٹھایا گیا۔۔۔

شہاب نے ایک نظر عروہ کو دیکھا جو سر نیچے جھوکائے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ جب کے عروہ نے ابھی تک ایک نظر بھی نہیں دیکھا تھا۔

دانیال تو جیسے مسکان میں کھو گیا تھا اسکی نظریں مسکان کے چہرے سے ہٹ ہی نہیں رہیں تھی جب کے وہ اسکی نظروں سے کنفیوز ہو رہی تھی۔۔۔

چلیں دولہا بھائیوں پیسے دیں اور یہ دودھ لیں: وہ تینوں دودھ پلائی کی رسم کے لیے آگئی تھیں۔

بھائی کو نہیں پینا: عاقل نے فورن انکار کیا۔

پینا تو پڑے گا ورنہ ہم دلہن نہیں لے جانے دیں گے: سحر نے کندھے اچکائے۔

نہیں نہیں ایسے نہیں پہلے پیسے: دانیال نے دودھ کا گلاس لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو حیا نے جلدی سے گلاس دور کر دیا۔۔۔

دانیال نے انہیں پیسے دیے۔۔۔

بس دس ہزار۔۔۔۔۔ بہت ہی کوئی کنجوس ہیں آپ تو۔۔۔۔۔: حیا نے پیسے دیکھ کے کہا۔۔۔

تو تم ہی بتا دو کتنے چاہیے: اس نے ہار مانی۔

بیس ہزار: عادل وہاں نہیں تھا تو مہر نے فوراً کہا۔

اوکے: دانیال نے پیسے سحر کے ہاتھ پر رکھے اور دودھ کا گلاس اٹھا کے لبوں سے لگا لیا۔۔۔۔۔ آخر میں تھوڑا سا بچا کے مسکان کو دیا۔

اب تو میں اپنی دلہن لے جا سکتا ہوں نا: اس نے کنفورم کرنا چاہا۔

جی جی بلکل۔۔۔۔۔ اور شہاب بھائی آپ کا کیا خیال ہے: حیا نے دانیال کو یقین دلانے کے بعد شہاب کی طرف متوجہ ہوئی۔

یہ لو گڑ۔۔۔۔۔ ایک منٹ بھائی!!!! کیا مطلب تمہارا اب تو عروہ ویسے بھی ہماری ہے تو تم لوگ روک نہیں سکتے: عاقل ایسے اپنے بھائی کو لٹنے نہیں دے سکتا تھا۔ اس لیے اسکی بات کاٹ کے بولا۔

شہاب بھائی کیا آپ اپنی اتنی اچھی سالیوں کی بات نہیں مانے گے اب تو اتنے اچھے ہیں نا: مہر نے مسکا لگاتا۔

ہم بھی بہت اچھے ہیں: عادل جو ابھی ابھی وہاں آیا تھا مہر کی بات سن کر اسکی طرف پیسے بڑھائے۔۔۔ مہر تو اسکی اچانک آمد پر ہی گڑبڑا گئی تھی۔

آپ سے کیوں لیں ہم تو اپنے دولہا بھائی سے لیں گے: سحر نے کہا۔

سحر کو عروہ نے بتایا تھا کہ عادل اور عاکل میں آنکھوں کا فرق ہے۔۔۔۔ عادل کی ہزل براؤن اور عاکل کی گرے ہیں۔۔۔

کوئی ضرور۔۔۔ بس عاکل یہ لو لڑکیوں: شہاب نے عاکل کو چپ کرایا تو وہ اپنا سہ منہ لے کے رہ گیا۔

بیہہہہ: سحر نے عاکل کو منہ چڑایا اور شہاب کو دودھ کا گلاس پکڑایا جو اسنے پی کے تھوڑا سا بچا کے عروہ کو دے دیا۔

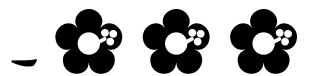
سحر سیٹج سے نیچے اتری تو عاکل اسکے پیچھے گیا۔۔۔

کیا ہوا: وہ روک کے ایک دم مڑی۔۔۔۔۔ سحر نے اسے اپنے پیچھے آتے دیکھ لیا تھا۔
عاکل اسکے یوں مڑنے سے کڑ بڑایا۔

سوری!!!!

کیوں: اسنے ابھرواچکائی۔

وہ مجھے نہیں پتہ تھا کہ آپ کی ماما کی ڈیتھ ہو گئی ہے جب احد نے بتایا تب پتہ چلا اس
لیے سوری: اسنے شرمندگی سے کہا۔
کوئی بات نہیں: اسنے مسکرا کے کہا۔
تو کیا ہم دوست بن سکتے ہیں: وہ فری ہوا۔
نہیں: وہ ٹکاسا جواب دے کے آگے بڑھ گئی۔
عزت ہی نہیں ہے کوئی: اسنے افسوس سے سر ہلایا۔



کھانے کے بعد رخصتی کا شور اٹھا تو ہر آنکھ بھر آئی۔

احد نے عروہ جب کے عادل نے مسکان کے سر پہ قرآن کا سایہ کیا۔۔۔

وہ باری باری سب سے ملیں۔۔۔۔ لیکن جب باپ سے ملنے کی باری آئی تو آنسوؤں میں روانی آگئی۔۔۔ وہ دونوں عالم صاحب کے سینے سے لگی رو رہی تھیں۔۔۔۔ عالم صاحب کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری تھے۔

!!!! انکے آنکھوں کی دو دو چڑیا ایک ساتھ اڑ رہی تھیں انکا آنکھوں سونا کر کے۔۔۔۔

بچوں میری بیٹیوں کا خیال رکھنا اگر ان سے کوئی غلطی ہو جائے تو معاف کر دینا۔۔۔: عالم صاحب نے دونوں دامادوں سے کہا۔۔۔ تو ان دونوں نے مسکرا کے تسلی دی۔۔۔

عالم ہم بیٹی لے کے جارہے ہیں بہو نہیں: حاکم صاحب نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔

بلکل عالم یہ ہماری بیٹیاں ہیں تم پریشان نہیں ہو: واصف صاحب نے بھائی کو تسلی دی۔

بھائی میری بہنوں کو کبھی رولائیے کا نہیں: احد نے نم لہجہ میں کہا تو وہ دونوں احد کے گلے لگیں۔۔۔۔ جب کے دانیال اور شہاب نے احد کا کندھا تھپتھپایا۔

احد امی، بابا، اور اپنا بہت خیال رکھنا: مسکان نے اسکا ہاتھ تھاما۔۔۔

ہممم اور میں تو ویسے بھی روز چکر لگاؤ گی: عروہ نے کہا تو سب نم آنکھوں سے مسکرا دیے۔۔۔۔

مسکان دانیال کے ساتھ اور عروہ شہاب کے ساتھ اپنی نئی منزل کی طرف روانہ ہو گئیں۔۔۔

تو وہ سب بھی اپنے گھر کے لیے نکل گئے۔۔۔۔

والدین کے لیے اپنی بیٹی کو رخصت کرنا بہت مشکل کام ہے۔۔۔۔ پوری زندگی مضبوط رہنے والا باپ بیٹی کی رخصتی پر اپنے آنسو نہیں روک پاتا۔۔۔۔ اپنی ہر تکلیف کو ہنس کے سہنے والا اپنے جگر کے ٹکڑوں کو کسی اور کو سونپ دیتا ہے۔۔۔۔ گھر آ کے چھوٹی موٹی رسموں کے بعد مسکان کو دانیال کے کمرے میں بیٹھا دیا تھا۔۔۔۔

اس نے سر اٹھا کے پورے کمرے کا جائزہ لینا شروع کیا۔۔۔۔ تبھی دروازہ کھلنے کی آواز پر دروازے کی طرف دیکھا۔۔۔۔

دانیال خوشی سے پھولے نہیں سمارہا تھا وہ کمرے میں آیا تو سب سے پہلے نظر اپنی متاع جان پر گئی جس نے اسے آتا دیکھ نظریں جھوکالیں تھیں۔۔۔۔ وہ اس ادا پر دھیمہ سا مسکرایا۔۔۔۔

دروازہ بند کر کے قدم بیڈ کی جانب بڑھائے۔

جیسے جیسے وہ بیڈ کے قریب آ رہا تھا ویسے ویسے مسکان کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں۔۔۔۔۔ ہتھیلیاں پسینے سے نم ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

اسلام و علیکم: وہ اس کے قریب بیٹھتا گھمبیر لہجہ میں بولا۔۔۔

و علیکم اسلام: مسکان نے اتنی آہستہ آواز میں جواب دیا کہ وہ بامشکل سن پایا۔

مسکان میں تم سے کوئی بہت بڑے بڑے وعدے نہیں کرو گا صرف یہی کہوں گا کہ زندگی کے ہر موڑ پہ تم مجھے اپنے ساتھ پاؤ گی۔۔۔۔۔: دانیال نے گود میں رکھے حنائی ہاتھوں کو تھاما۔۔۔۔۔ تو جھوکی پلکیں اور جھک گئیں۔

مسکان میں پہلی نظر کی محبت پر یقین نہیں رکھتا تھا لیکن جب تمہیں دیکھا تو میں خود اپنی کیفیت سمجھ نہیں پا رہا تھا۔۔۔۔۔ تم ہر وقت میرے دل و دماغ میں گھومتی رہتی تھیں۔۔۔۔۔ تمہاری یہ غزالی آنکھیں جس میں میرا دل پہلی نظر میں ہی ڈوب گیا تھا۔۔۔۔۔ تب مجھے پتہ چلا کہ ہاں میں محبت میں گرفتار ہو چکا ہوں۔۔۔۔۔: مسکان نے نظریں اٹھا کے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔۔۔ جہاں صرف محبت، عزت، احترام،

چاہت تھی۔۔۔ وہ اظہار محبت کر رہا تھا اور مسکان خود کے اندر ایک سکون اترتا ہوا محسوس کر رہی تھی۔۔۔

یہ لو اپنی منہ دکھائی: دانیال نے جیب سے ایک باکس کھول کے اس کے سامنے کیا۔۔۔ بہت خوبصورت ہے: وہ نازک سے بریسلٹ کو دیکھ مسکرائی اور ہاتھ آگے کیا تمہاری ہاتھ پہ اور بھی خوبصورت لگ رہا ہے: دانیال نے ایک دم اسے اپنے قریب کیا تو وہ اس کے سینے سے آگئی۔۔۔۔

دانیال نے ماتھے پر محبت کی پہلی مہر ثبت کی۔۔۔۔ شرم و حیا سے پلکیں جھک گئیں۔۔۔

نہیں آتا وفاؤں سے ہمیں دامن بچالینا، "

"تمہی پر جان دیتے ہیں کسی دن آزمالینا

کان کی لو کو چومتے سرگوشی کی تو وہ اپنا چہرہ اس کے سینے میں چھوپا گئی۔۔۔

دانیال نے اسے اپنی باہوں میں نرمی سے سمیٹ لیا۔۔۔ آج اسے اسکی محبت مل گئی تھی۔۔۔ محبت اور یقین کا سفر شروع ہو گیا تھا۔۔۔



عروہ کا استقبال بہت اچھے سے کیا گیا تھا۔۔۔ مدثر صاحب کی فیملی بھی واصف صاحب کے گھر پہنچ گئی تھی۔۔۔ کچھ ایک رسموں کے بعد عروہ کو کمرے میں بھیج دیا۔۔۔ شہاب اپنے کچھ دوستوں کو رخصت کر کے اپنے کمرے کی طرف بڑھا تو عاقل مہر اور حیا کو دروازے کے پاس کھڑا پایا۔۔۔

تم لوگ یہاں کیا کر رہے ہو: شہاب حیران ہوا۔
آپ کا انتظار: حیا نے مزہ سے کہا۔

اور وہ کس لیے: شہاب نے دونوں ہاتھ کمر کے پیچے باندھے۔

کمرے میں جانے سے پہلے آپ جو ہمیں پیسے دیں گے اس کے لیے: مہر نے بتایا۔

ہمممم اور تم یہاں کس لیے کھڑے ہو: شہاب نے عاکل سے پوچھا۔۔۔

میں آپ کا چھوٹا بھائی ہوں تو میں بھی یہ رسم کرو گا: عاکل نے دانت دیکھائے۔۔۔

یہ لو گڑیا آپ لوگوں کے اور تم جا کے سو جاؤ کل تمہیں آفس جانا ہے۔۔۔: شہاب نے حیا کو پیسے پکڑائے اور عاکل کو کمرے کا راستہ دیکھایا۔

مگر بھائی یہ کیا بات ہوئی میں بھی تو آپکا بھائی ہونا: عاکل نے منہ بتائی۔

اچھا یہ تو اب رونا نہیں: شہاب نے اسکے ہاتھ پر 500 کا نوٹ رکھا اور برابر سے نکلتے ہوئے کمرے میں چلا گیا۔۔۔ جب کے مہر اور حیا پہلے ہی اسے منہ چڑاتی ہوئی بھاگ گئی تھیں۔

بس 500 سو۔۔۔!!!! چلو کوئی نہیں یہ بھی بہت ہیں: اسنے نوٹ چوم کے جیب میں ڈالا اور اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔



شہاب مسکراتا ہوا کمرے میں داخل ہوا تو نظر بیڈ پر لہنگا پھیلائے بیٹھی اپنی بیوی پر گئی
جو اسی کی منتظر تھی۔۔۔۔

وہ نظریں جھکائے گھبراہٹ سے انگلیاں مڑوڑ رہی تھی۔۔۔۔ دروازہ کھولا پھر بند
ہوا۔۔۔۔ قدموں کی آواز جیسے جیسے قریب آرہی تھی اسکی دھڑکنیں اسپید پکڑتی جا
رہی تھیں۔

اسلام و علیکم: شہاب اسے نظروں کے حصار میں لیے اسکے قریب بیٹھا۔
اسنے سر کے اشارے سے سلام کا جواب دیا۔۔۔

شہاب نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لینے کے لیے پکڑا جب شہاب کے ہاتھ پر کچھ نم سا
گرا۔۔۔

تم رو رہی ہو: اسنے تھوڑی سے پکڑ کے چہرا پر کیا تو وہ آنکھیں بند کیے آنسو بہا رہی
تھی۔۔۔۔

کیا ہوا عروہ: وہ فکر مند سا تھوڑا اور قریب ہوا۔

عروہ نے بند آنکھوں سے نفی میں سر ہلایا۔۔

آنکھیں کھولو: اسنے نرمی سے کہا۔۔

عروہ نے آنسو بھری آنکھیں کھولیں تو شہاب کو اپنا دل ان میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔

کیا ہوا کیوں رو رہی ہو؟؟؟۔۔ گھر والے یاد آرہے ہیں: اسنے انگلیوں کے پوروں سے آنسو صاف کیے۔

وہ پھر نفی میں سر ہلاتی اسکے چوڑے سینے پر سر رکھ گئی۔۔۔

کیا ہوا عروہ کچھ بتاؤ تو: شہاب نے اسنے گرد حصار باندھا۔

تھوڑی دیر اسکے حصار میں وہ اسکو محسوس کرتی رہی۔۔۔ پر سیدھی ہوئی۔۔۔

آپ کو پتہ ہے یہ شکر کے آنسو ہیں۔۔۔۔۔ میرا ہر آنسو، میرا دل اپنے رب کا شکر گزار ہے کے اسنے مجھے آپ سے نوازا۔۔۔۔۔ وہ خاموشی سے اسکی سن رہا تھا جو اپنے دل کی بات اسے کر رہی تھی۔

آپ کو تو پتہ بھی نہیں ہو گا کہ آپ میری بچپن کی محبت ہو: اسنے اظہار محبت کیا۔۔۔

شہاب تو اس انکشاف پر دنگ رہ گیا کہ وہ اسے بچپن سے چاہتی ہے۔۔۔۔۔ میں نے اپنی محبت کو ہمیشہ پاک رکھا۔۔۔۔۔ صرف اپنے رب سے مانگا آپ کو اپنا محرم بنا کے۔۔۔۔۔ میں نے خاموش محبت کی ہے آپ سے۔۔۔۔۔ میں نے آپکو اس ذات سے مانگا تھا جو سب کو دیتا ہے۔۔۔۔۔ مجھے یقین تھا کہ میرا رب میرے پاک جزبہ سے مانگی دعا رد نہیں کرے گا۔۔۔۔۔ بہت آزمائشیں آئی شاید وہ میرا امتحان تھا جس میں میں نے صبر سے کام لے کے پاس کیا۔۔۔۔۔ اور اسکے نتیجے میں مجھے آپ مل گئے۔۔۔۔۔ عروہ نے اپنا دل کھول کے شہاب کے سامنے رکھ دیا تھا۔۔۔۔۔

وہ مسکراتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس کے اظہار پر گہرا سا مسکرایا۔۔۔
کے اسکی ہمسفر اسے اتنا چاہتی ہے۔۔۔ اس نے عروہ کو اپنی باہوں میں قید کر شدت
سے ماتھے پر بوسا دیا۔۔۔

وہ اسکی باہوں میں سکون محسوس کر آنکھیں موند گئی۔
تمہیں پتا ہے میں نے کبھی کسی لڑکی کے بارے میں نہیں سوچا تھا لیکن جب سے
ہماری شادی کی بات چلی تو میرے دل کی دنیا بد لنی شروع ہو گئی۔۔۔ مجھے پتہ ہی نہیں
چلا کہ میرے ساتھ ہو کیا رہا ہے۔۔۔ لیکن جب نکاح ہوا تو مجھے پتہ چل گیا کہ مجھے
محبت ہو گئی ہے: شہاب کے الفاظ سے وہ خود کو سرشار محسوس کر رہی تھی کہ وہ
بھی اسے محبت کرتا ہے۔۔۔

شہاب نے اسے بھاری دوپٹے کی قید سے آزاد کیا شرم و حیا سے چہرہ اچھپا گئی۔۔۔
شہاب آہستہ آہستہ اسے اپنی باہوں میں قید کرتا چلا گیا۔۔۔ اور وہ اسکی پناہوں میں
کھونے لگی۔۔۔۔

آج سے ایک نئے سفر کا آغاز ہوا تھا۔۔۔ محبت کے سفر کا۔۔۔



ایک نئی صبح ایک نیا دن۔۔۔ [LRI]♥[PDI]

اسنے کربٹ لینے کی کوشش کی لیکن مڑا ہی نہیں گیا۔۔۔ اسنے آنکھیں کھول کے دیکھا تو دانیال اسے خود میں بھیجے سکون کی نیند سو رہا تھا۔۔۔ اسنے ایک نظر گھڑی کی طرف دیکھا تو گھڑی صبح کے 11 بج رہی تھی۔۔۔

دانیال اٹھ جائے: اسنے کندھے ہلایا۔

سونے دونایار: دانیال نے اسے اور خود میں بھیجا۔

دانیال پلیز دیکھیں ٹائم کیا ہو رہا ہے انکل آنٹی ویٹ کر رہے ہوں کے ہمارا: مسکان

نے پھر کوشش کی۔۔۔

کیا یار سونے بھی نہیں دیتیں تم تو صحیح سے: اسنے خفگی سے آنکھیں کھولیں لیکن چھوڑا
ابھی بھی نہیں تھا۔

اونہہ مجھے تو چھوڑیں فریش ہونا ہے میں نے۔۔۔۔ آج ولیمہ بھی ہے بھول گئے
آپ: مسکان نے اسکا حصار توڑنا چاہا تو وہ اور مضبوط کر گیا۔۔۔۔

ٹھیک ہے ایک شرط پہ چھوڑو گا پہلے مورنگ کس دو: دانیال نے گال آگے کیا۔۔۔

شرط لگانے سے گناہ ملتا ہے: مسکان نے اسکی معلومات میں اضافہ کیا۔۔۔

اور شوہر کو پیار کرنے سے ثواب ملتا ہے: اسنے اسی کے انداز میں کہا۔

پہلے آنکھیں بند کریں: مسکان نے اسکی آنکھوں پر ہاتھ رکھا۔

کر لین بند: دانیال نے آنکھوں پر سے ہاتھ ہٹا کے لبوں سے لگایا۔

مسکان نے جلدی سے اسکے گال پر لب رکھے اور تیزی سے اسکا حصار توڑ کے واشروم
میں بھاگ گئی۔

دانیال نے حصار پہلے ہی ڈھیلا کر دیا تھا ورنہ اسکا حصار توڑنا آسان کام نہیں تھا۔۔۔۔
وہ مسکراتا ہوا آٹھ کے بیٹھ گیا۔۔۔



کھڑکی سے پردا تھوڑا سا ہٹا ہوا تھا جس کی وجہ سے اندھیرے کمرے میں ہلکی سی
روشنی ہو گئی تھی۔۔۔۔

شہاب کی آنکھ گھولی تو نظر اپنے سینے پر سر رکھے سوئی عروہ پر گئی جو سوتے ہوئے
معصوم سی بچی لگ رہی تھی۔۔۔

شہاب نے اس کے کرلی گھنگرالے بالوں میں انگلیاں چلائیں تو وہ تھوڑا سا کھسمسائی۔۔۔
نئی زندگی کی پہلی صبح مبارک ہو میری جان: شہاب نے جھوک کے کان میں سرگوشی
کی۔

آپ کو بھی: تھوڑی سی آنکھوں کھول کے دیکھا۔۔۔۔

چلو اٹھ جاؤ اب سب انتظار کر رہے ہوں گے۔۔۔: شہاب نے کہا تو وہ ہاں میں سر ہلاتی اٹھ کے فریش ہونے چلی گئی۔۔۔



اسلام و علیکم: مسکان نے ڈائنگ ٹیبل کی طرف آتے ہوئے کہا۔

و علیکم اسلام۔۔۔ ماشاء اللہ آؤ بیٹا بیٹھو ناشتہ کرو: آسیہ بیگم نے کہا۔

بابا عادل کا میسج آیا تھا وہ ہال کے انتظامات دیکھنے چلا گیا ہے: دانیال نے بیٹھتے ہوئے ناشتہ کرنے حاکم صاحب سے کہا۔۔۔

کیونکہ شہاب، دانیال کے ساتھ انکے والد بھی بہت اچھے دوست ہیں تو دونوں نے ایک ساتھ ولیمہ رکھا تھا۔۔۔

ہممم ٹھیک ہے: حاکم صاحب نے سر ہلایا۔

بیٹا پالر کی بوکنگ 4 بجے کی ہے آپ اپنا سامان سارہ رکھ لینا دانیال چھوڑ آئے گا: آسیہ بیگم نے آگاہ کیا۔

جی آنٹی: مسکان نے کہا۔

ارے یہ آنٹی کیا ہوتا ہے ماما بولو دانیال کی طرح: انہوں نے ٹوکا۔

صحیح کہہ رہیں ہیں یہ اب سے آپ ہمیں ماما بابا ہی بولو گئی: حاکم صاحب نے سمجھایا۔

جی ماما بابا: مسکان نے پیاری سی مسکان کے ساتھ کہا تو وہ سب بھی مسکرا دیے۔



آپ نے میری منہ دکھائی تو دی نہیں: عروہ شیشے کے سامنے کھڑی بالوں میں کنگھا کر

رہی تھی جب شہاب کو واشروم سے شرٹ پہنتے نکلتا دیکھ کہا۔

شہاب نے بیڈ کی رائٹ سائڈ کی دراز سے ایک لمبا سا باکس نکالا اور اس کے سامنے آیا۔

یہ رہی تمہاری منہ دکھائی: اسنے باکس کھول کے اسکے آگے کیا جس میں ایک لکھا تھا۔ S.U جو بصورت ساچلین میں ہاٹ شیپ لوکٹ جس کے بیچ میں شہاب یہ تو بہت پیارا ہے: عروہ نے ہاتھ میں لیا۔

میری پیاری سی بیوی کے لیے پیارا سا تحفہ۔۔۔۔۔: شہاب نے محبت سے کہا۔
پہنا دیں: عروہ نے اسکی طرف بڑھایا۔۔۔ اسنے تھام لیا۔

عروہ نے بال آگے کرے تو شہاب نے لوکٹ پہنا کے پیچے سے ہی اپنے حصار میں لیا۔

شہاب ہم ایک ساتھ مکمل لگ رہے ہیں: عروہ نے شیشے میں اسکا اور اپنا عکس دیکھتے ہوئے کہا۔

پرفیکٹ کیل: شہاب نے گھمبیر آواز میں کہہ کے اسکی گردن پر لب رکھے۔۔۔۔۔
شہاب نیچے چلیں دیر ہو رہی ہے: وہ گھبرائی۔۔۔۔۔

ہممم چلو اسکا شرمایا گھبرا یاروپ آنکھوں میں بسائے اسے ساتھ لیے نیچھے بڑھ گیا۔



اسلام و علیکم: ان دونوں نے سلام کیا۔۔۔

و علیکم اسلام۔۔۔: واصف صاحب اور زینب بیگم نے پر جوش جواب دیا۔

میرے بچے کتنے پیارے لگ رہے ہیں اللہ نظرے بد سے بچائے: زینب بیگم نے عروہ کو پیار کیا۔

عادل اور عاکل نظر نہیں آرہے: شہاب نے انہیں ناپا کے پوچھا۔

عادل تو ہال کے انتظامات دیکھنے گئے ہوئے ہے اور میں یہاں ہوں: عاکل صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھا۔

اور عروہ کیسی ہو: عاکل نے خوشگوار لہجے میں حال پوچھا۔

ارے یہ عروہ کیا ہوتا ہے مانتی ہوں عمر میں چھوٹی ہوں لیکن اب رشتے میں تو بڑی ہوں نا تو بھابھی بولو مجھے: عروہ نے حکم دیا جیسے۔

ہی ہی ہی ویری فنی۔۔۔۔ میں اور تمہیں بھابھی لوں کبھی نہیں: عاکل نے جیسے مزاق میں بات اڑائی۔

تایا ابو کیا میں نے کچھ غلط بول دیا ہے: عروہ نے معصومیت سے انہیں دیکھا۔

نہیں بیٹا آپ نے کچھ غلط نہیں بولا بلکہ ٹھیک بولا ہے آپ رشتے میں بڑی ہو تو بھابھی ہی بولنا چاہیے: واصف صاحب نے اسکی ساندلی۔

مگر بابا یہ کیا بات ہوئی: عاکل نے حیرت سے کہا۔

اگر مگر کچھ نہیں عروہ صحیح کہہ رہی ہے: زینب بیگم نے آنکھیں دکھائیں۔

کوئی صحیح نہیں کہہ رہی کیوں بھائی: عاکل نے شہاب سے پوچھا جو عاکل کی حالت پر ہنسی دبا رہا تھا۔

عاکل عروہ کی بات ٹھیک ہے: شہاب کے کہنے پر عاکل نے آنکھیں بڑی کر کے اسے دیکھا۔

مطلب ایک دن بھی نہیں ہوا ابھی اسے یہاں آئے ہوئے اور آپ سب اسکی ساند ہو گئے: عاکل نے سامنے بیٹھی عروہ کو گھورا جو جلا دینے والی مسکراہٹ سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

پہلے کوئی تھا تمہاری ساند جواب ہو گا: نے مزاق اڑایا۔۔۔۔

بلکل بھا بھی جی آپ کے ہوتے ہوئے ایسا ہوئی نہیں سکتا: اسکے بھا بھی جی پر زور دیا۔۔۔ تو سب ہنس پڑے۔

اچھا چلو میں ناشتہ لگواتی ہوں آپ سب آ جاؤ: زینب بیگم سب کو کہتی اٹھ گئی تو سب نے ہاں میں سر ہلایا۔



دلہنوں کو عادل پالر سے لے آیا تھا۔۔۔ اور

اس وقت سب ہال میں موجود تھے۔۔۔

عالم صاحب بھی اپنے مہمانوں کے ساتھ اگئے تھے۔۔۔ سب آ کے دونوں کیپلز کو مبارکباد اور تحفے تحائف دے رہے تھے۔۔۔

عروہ بلیک میکسی پہنے بڑی آنکھوں پر اسموکی آئزمیک اپ کیئے بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔

شہاب بلیک تھری پیس میں ملبوس چہرے پر نرم مسکراہٹ سجائے جھنجھنلائی ہوئی عروہ کے ساتھ سیٹج پر بیٹھا ہوا تھا۔۔۔

کیا ہوا تمہیں: اسنے سامنے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

یہ دلہن بنا بھی کتنا مشکل کام ہے میں تو تھک گئی ہوں ایک جگہ بیٹھے بیٹھے: وہ سخت بے زار ہوئی۔

بس تھوڑی دیر کی بات ہے: شہاب نے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تو وہ سمجھنے کے انداز میں !!! سر ہلا گئی۔۔۔

رو کو احد کے بچے ابھی بتاتی ہوں: عاقل کی بات پوری ہوئی نہیں تھی جب احد اور حیا لڑتے ہوئے پہنچ گئے۔

ہائے کہاں ہیں میرے بچے: احد نے ارد گرد دیکھا۔

میں بتاتی ہوں: حیا اسکی طرف بڑھی تو سحر نے اسکا ہاتھ پکڑا۔

(حیا نے باربی فروک کے ساتھ لائٹ سامیک اپ، بالوں کی پونی ٹیل کیئے چھوٹی سی گڑیا لگ رہی تھی)۔

رو کو اور یہ بتاؤ کے لڑائی ہو کیوں رہی ہے: سحر نے وجہ جاننا چاہی۔

یہ۔۔۔ یہ جلتا ہے مجھ سے ایک آنٹی میری تعریف کر رہی تھی تو انکو معصوم شکل

بنا کے بولتا ہے!!!! آنٹی اسکی شکل خوبصورت شکل پر نہیں جائے گا یہ دن میں

خوبصورت جبکہ رات میں اس پر چڑیل کا سایہ آجاتا ہے: حیا نے اسکی نکل اتر کے

دکھائی۔

تو کچھ غلط تو نہیں کہانا۔۔۔۔۔ بلکہ شکر کرو یہ نہیں بولا کہ تم خود چڑیل ہو: احد نے ایسے کہا جیسے احساس کیا ہونا بول کے۔

حیا کے تو آگ ہی لگ گئی۔۔۔۔۔

تیری تو میں۔۔۔۔۔

اچھا بس حیا چلو ہم عروہ اور مسکان کے ساتھ تصویریں بنواتے ہیں۔۔۔۔۔ چلو: حیا کچھ بولتی اس سے پہلے سحر اسے لے گئی۔۔۔۔۔

جبکہ بیچارہ اکل اپنی بات بیچ میں رہ جانے کا افسوس کرتا رہ گیا اور وہ سب چلے گئے۔۔۔۔۔



سنے: مہر جو اسٹیج کی طرف جا رہی تھی کسی کے پکارنے پر روکی۔

آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں: مقابل نے کہا۔۔۔

سوری میں آپکو نہیں جانتی: مہر نے سخت لہجہ میں کہا اور جانے کے لیے مڑ گئی۔۔۔
مہر نے پرپل رنگ کی فروک پہنی ہوئی تھی ہوئی تھی، بالوں کا جوڑا کئے جس سے چند
شرارتی لٹیں چہرہ اچھور ہی تھیں، اوپر سے اسکی معصوم اسے سب سے الگ بنا رہی
(تھی)

میں علی ہو: مقابل نے اسکے سامنے آتے نام بتایا۔

تو میں کیا کرو: مہر کو ناگوار گزرا اسکا یوں روکنا۔

میں عالم انکل کے بزنس فرینڈ کا بیٹا ہوں: وہ زبردستی فری ہوا۔

دیکھیں آپ کسی کے بھی بیٹے ہوں مجھے کوئی لینا دینا نہیں ہے: وہ کہتی بغیر کچھ سنے
آگے بڑ گئی۔۔۔۔

کیوٹ: وہ مسکرا۔۔۔۔

دور کھڑے عادل نے یہ منظر لال آنکھوں سے دیکھا تھا وہ تن فن کرتا مہر کے سر پر پہچا۔

ادھر آؤ: عادل نے اسکا ہاتھ پکڑا اور ساند پر لے گیا۔

یہ کیا بد تمیزی ہے: مہر کو غصہ آیا وہ پوری محفل میں اس سے چپھتی رہی تھی۔۔۔ لیکن اب وہ اس کے سامنے تھا۔

کون تھا وہ اور کیا کہہ رہا تھا: عادل نے سخت لہجہ میں پوچھا۔

کون کس کی بات کر رہے ہیں آپ: مہر کو سمجھ نہ آیا۔

وہی جس کے ساتھ تھوڑی دیر پہلے باتیں کر رہی تھیں: اسنے دانت پیس کے کہا۔

آپ کو مطلب۔۔۔ میں نے کبھی پوچھا کے عادل آپ کہاں ہوتے ہیں، کس سے

باتیں کرتے ہیں، کہاں جاتے ہیں،۔۔۔ نہیں نا تو آپ کو بھی مطلب نہیں ہونا

چاہئے: ایک آنسو آنکھ سے لڑک کر گال پہ گرا۔۔۔ وہ رونا نہیں چاہتی تھی لیکن

اس شخص کے سامنے کمزور پڑ جاتی تھی۔۔۔۔۔ وہ کہتی تیزی سے سب کی طرف بڑھ گئی۔

عادل نے ہاتھ کا مکہ بنا کے پاس رکھی ٹیبل پر مار کے غصہ کم کرنا چاہا۔۔۔۔۔ جب غصہ کم نہ ہوا تو تیر قدموں ہال سے باہر نکلتا چلا گیا۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد۔۔۔۔۔ آخر کار ولیمہ اختتام ہوا تو سب نے گھر کے لی۔۔۔۔۔ سحر اپنے بابا کے ساتھ اپنے گھر روانہ ہوئی۔۔۔۔۔



آسمان نے کالی چادر اوڑھ رکھی تھی۔۔۔۔۔ اندھیرے نے ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔۔۔۔۔ چھوٹا سا چاند، چمکتے ہوئے ستاروں میں گھرا ہوا تھا۔۔۔۔۔

ہر سوسناٹا تھا آج کی تقریب کے بعد سب اپنے اپنے کمروں میں تھکے ہوئے سو رہے تھے جب کے وہ۔۔۔۔۔ ٹیرس پر کھڑا سگریٹ انگلیوں میں دبائے جو انگلیوں میں ہی

وہ سگریٹ پیتا نہیں تھا لیکن جب الجھنیں حد سے زیادہ بڑھ جاتی تو کچھ کش لگا لیتا تھا۔۔۔۔

اسے اس کے رویے نے الجھا دیا تھا۔۔۔ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔ اس نے ہر طریقے سے، ہر طرف سے وجہ ڈھونڈی لیکن کچھ ایسا نہیں ملا جس سے وہ ایسے رینکٹ کرے۔۔۔۔

وہ بھی تو اس سے محبت کرتی تھی۔۔۔۔ اسکی ہونا چاہتی تھی۔۔۔۔ لیکن پتہ نہیں کیا
ہوا جو وہ دور بھاگ نے لگی۔۔۔۔۔ چپ نے لگی۔۔

آہ۔۔۔: سگریٹ نے جب انگلی جلائی تو وہ ہوش میں آیا۔۔۔ ایک آخری نظر اسکی بالکونی پر ڈالتا نیچھے اتر گیا۔۔۔

تیرے خیالوں سے فرصت نہیں ملتی، "

اک پل کے لیے ہمیں راحت نہیں ملتی،

یوں تو سب کچھ ہمارے پاس ہے،

تائی امی دیکھیں گھیر بن گئی۔۔۔ ٹیس کر کے بتائیں کیسی بنی ہے: عروہ نے آج گھیر

بنائی تھی۔ انکی شادی کو دس دن ہو گئے تھے۔ وہ گھیر لے کے انکے پاس لان میں ہی آگئی تھی۔

باؤل لے کے ٹیس کی۔۔۔

ہممم بہت اچھی بنی ہے تمہارا تحفہ مجھ پر ادھار رہا: انہوں نے دل سے تعریف کی۔

شکریہ تائی امی۔۔۔ اور میں نے دو باؤلز میں بھی نکال دی ہے ایک امی کی طرف کا

اور ایک پھوپھو کا: عروہ نے بتایا۔

ہاں ٹھیک ہے بیٹا ابھی عاقل آئے گا آفس سے تو پھر بھجوادوں گی میں: انہوں نے کہا۔

تائی امی کیا میں جا کے دے آؤ اس طرح سب سے بھی مل لوں گی: عروہ نے اجازت مانگی۔

ٹھیک ہے بیٹا تم جانا چاہتی ہو تو چلی جاؤ: انہوں نے خوش دلی سے اجازت دی۔
میں جلدی آ جاؤ گئی: اسنے کہا اور تیار ہونے چلدی۔۔۔ تو وہ بھی گھیر کی طرف متوجہ ہوئی۔



باجی کچھ لوگ آئے ہیں وہ صاحب جی سے ملنا چاہتے ہیں: واج میں نے آ کے شاہین بیگم کو عطلات دی جو صوفے پر بیٹھی کچھ پرانی کتابیں دیکھ رہی تھیں۔

حیا اپنی دوست کے گھر گئی ہوئی تھی اس لیے شاہین بیگم وہ پرانی کتابیں دیکھ رہی تھیں تاکہ انہیں ہٹا سکیں ورنہ یہ کام حیا کا تھا۔۔۔۔

اچھا چلو میں دیکھتی ہوں: وہ اسکو لیے دروازے تک گئیں۔

ارے آپ آئے نا اندر: شاہین بیگم نے انہیں شادی میں دکھاتھا تبھی پہچان گئیں۔۔۔

آئے بیٹھے میں ابھی انکو بولاتی ہوں: وہ مہمانوں کو ڈرائنگ روم میں بیٹھاتی مدثر صاحب کو بولانے چلدیں۔

اسلام و علیکم: مدثر صاحب نے ڈرائنگ روم میں قدم رکھا۔

و علیکم اسلام کیسے ہیں آپ مدثر صاحب: مقابل نے مصافحہ کیا۔

میں ٹھیک لیکن معذرت میں پہچانا نہیں: انہوں نے بیٹھتے ہوئے کہا۔

آپ کیسے پہچانے گے ہم پہلی بار جو مل رہے ہیں۔۔۔ میں رحمان ہوں عالم صاحب کا بزنس فرینڈ ہوں، یہ میری وائف ہیں اور یہ میرا بیٹا علی: انہوں نے تعارف کرایا۔

اچھا اچھا: مدثر صاحب نے سر ہلایا۔

میں بزنس ٹور پر گیا ہوا تھا شہر سے باہر تو عالم صاحب کی بچیوں کی شادی میں آ نہیں سکا لیکن میری بیوی اور بیٹا گئے تھے۔۔۔۔۔ وہاں میرے بیٹے کو آپ کی بڑی بیٹی پسند آ گئی۔۔۔ جب ہمیں پتہ چلا کہ وہ عالم صاحب کی بھانجی ہے تو ہم فورن آپ کے گھر آ گئے: وہ سیدھا مدے کی بات پر آئے۔

میں کچھ سمجھا نہیں آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں: مدثر صاحب نے شاہین بیگم کی طرف دیکھا جو نا سمجھی سے انہیں ہی دیکھ رہی تھیں۔

بھائی صاحب ہم آپ کی بیٹی کا ہاتھ اپنے بیٹے کے لیے مانگنے آئے ہیں: مسسز رحمان نے مسکرا کے کہا۔

مگر اس طرح اچانک: مدثر صاحب کو سمجھ نہیں آیا کہ کیا بولیں۔۔۔

رشتے تو ایسے ہی آتے ہیں اچانک۔۔۔۔۔ آپ بیٹی کو تو بلائے: مسسز رحمان نے شاہین بیگم سے کہا تو انہوں نے مدثر صاحب کو دیکھا۔۔۔۔۔ مدثر صاحب نے سر کے اشارے سے مہر کو لانے کے لیے کہا۔۔۔ تو وہ اٹھ گئیں۔

مہر بیٹا جلدی سے تیار ہو کے نیچے آؤ مہمان آئے ہیں: مہر جو اپنے کمرے میں بیٹھی کوئی کتاب پڑھ رہی تھی انکی جلد بازی پر انہیں دیکھنے لگی۔

کون سے مہمان آئے ہیں امی: مہر نے انہیں دیکھا جو الماری سے اسکے کپڑے نکال رہیں تھیں۔

تمہارا رشتہ لے کے کچھ لوگ آئے ہیں تم جلدی سے یہ کپڑے پہن کے نیچے آ جاؤ جب تک میں کچھ کھانے کا دیکھتی ہوں: وہ کپڑے اسکے ہاتھ میں تھامتی اسے ساکت چھوڑ کمرے سے باہر نکل گئیں۔

مہر تو رشتے کی بات پر جیسے ساکت ہو گئی تھی پاؤں ہلنے سے انکاری تھی۔۔۔ اسنے تو کسی اور کا سوچا بھی نہیں تھا وہ توجہ سے محبت سے آشنا ہوئی تھی جب سے بس عادل کا ہی سوچا تھا۔۔۔۔۔

مہر بیٹا جلدی کرو: شاہین بیگم کی آواز پر اسنے خالی خالی نظروں سے اپنے ہاتھ میں
تھامے کپڑوں کو دیکھا پھر ناچاہتے ہوئی بھی مردہ قدموں سے واشروم میں گھس
گئی۔۔



عروہ سیدھے مدثر صاحب کے گھر آئی تھی۔۔۔ وہ اندر آئی تو ڈرائنگ روم میں سے
مدثر صاحب کے علاوہ بھی کچھ انجانی سی آوازیں بھی آرہی تھیں۔۔۔۔ وہ شاہین بیگم
کو ڈوہنڈتی ہوئی کچن میں آئی تو وہ ملازمہ کے ساتھ کام کر رہی تھیں۔
کیا کر رہی ہیں آپ پھوپھو: عروہ نے باؤل ٹیبل پر رکھا۔
ارے عروہ بیٹا تم۔۔۔ کیسے آنا ہوا: انہوں نے مسکرا کے دیکھا۔
وہ میں نے گھیر بنائی تھی تو سوچا آپ کو چکا دوں: عروہ نے باؤل انکے سامنے کیا۔
ماشاء اللہ بہت اچھی بنائی ہے: انہوں نے چکتے ہوئے کہا۔

شکریہ پھوپھو۔۔۔ اور یہ کون آیا ہے: عروہ نے سوال کیا۔

بیٹا یہ عالم بھائی کے بزنس فرینڈ ہیں مہر کا رشتہ لے کے آئے ہیں اپنے بیٹے کے لیے:
انہوں نے لوازمات ٹرے میں رکھتے ہوئے بتایا۔

او اچھا۔۔۔ تو مہر کہاں ہے: عروہ نے پوچھا۔

وہ اپنے کمرے میں ہے تیار ہو رہی ہے بیٹا تم جا کے دیکھو زہ اور نیچے بھی لے آنا اسے
میں یہ لے کے جا رہی ہوں مہمانوں کے پاس: انہوں نے کہا تو عروہ سر ہلاتی مہر کے
کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

مہر تم تیار ہو گئیں پھوپھو نیچے بلا رہی ہیں: عروہ کمرے میں آئی تو مہر بے دلی سے دوپٹہ
صحیح کر رہی تھی۔۔۔

ہممم ہو گئی: اسنے کمزور سی آواز میں کہا۔

کیا ہوا تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے: عروہ فکر مند ہوئی۔

ہاں میں ٹھیک ہوں چلو چلیں: مہر اپنی حالت عروہ پر ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن وہ بھول گئی تھی کہ سامنے عروہ ہے جو چہرہ پر ڈھنسنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

ہممم ٹھیک ہے چلو: عروہ نکو مہر کی آنکھوں میں چمکتی ہوئی نئی نظر آرہی تھی لیکن بعد میں پوچھنے کا سوچا اور اسے ساتھ لیئے باہر بڑھ گئی۔۔۔

اسلام و علیکم: عروہ نے سلام کیا جب کہ مہر سر جھکائے کھڑی تھی۔ جب کہ علی کی نظر مہر پر تھی۔۔۔

ارے عروہ بیٹا کیسی ہو آپ۔۔۔ رحمان یہ عالم بھائی کی بڑی بیٹی ہے: مسسز رحمان نے پہلے عروہ سے پوچھا پھر رحمان صاحب کو بتایا۔ تو انہوں نے سر ہلایا۔

میں ٹھیک ہوں آنٹی: اسنے مسکرا کے جواب دیا۔

مہر بیٹا میرے پاس آ کے بیٹھو: مسسز رحمان نے مہر کو کہا۔

مہر نے سراٹھا کے دیکھا تو علی کو دیکھ کے حیران ہوئی جب کہ علی ڈھیٹوں کی طرح مہر کو ہی تک رہا تھا۔

مہرنے ماں کو دیکھا جو اسے انکے پاس بیٹھنے کا اشارہ کر رہی تھیں۔۔۔ وہ بو جھل
قدموں سے جا کے انکے پاس بیٹھ گئی۔۔۔

ماشاء اللہ مدثر صاحب آپکی بیٹی تو بہت پیاری ہے: رحمان صاحب نے تعریف کی۔۔۔
تو آپ لوگوں نے کیا سوچا ہے اس رشتے کے بارے میں: رحمن صاحب مدثر صاحب
کی طرف متوجہ ہوئے۔

انکی بات پر مہر کی آنکھوں میں نمی گھلنے لگی۔۔۔ دل گھبرا رہا تھا، ہاتھ پاؤں بے جان ہو
رہی تھے، آنسو آنکھوں سے نکلنے کے لیے بے تاب ہو رہے تھے۔۔۔

دیکھیں ہمیں تھوڑا وقت چاہیے ہم اتنی جلدی تو کوئی جواب نہیں دے سکتے نا: مدثر
صاحب نے رسائیت سے کہا۔

ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے آپ لوگوں کو جتنا وقت چاہیے لے لیں لیکن جواب ہاں
ہونا چاہیے: مسسز رحمان نے مہر کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

اچھا اب ہم چلتے ہیں: رحمان صاحب کھڑے ہوئے۔

ارے بیٹھے ناکھانا کھا کے جائے گا: مدثر صاحب نے کہا۔

نہیں انکل پھر کبھی: علی جو کافی دیر سے خاموش بیٹھا تھا آخر کار بول اٹھا۔۔۔

اللہ حافظ: مدثر صاحب انہیں دروازے تک چھوڑنے گئے۔۔۔۔

مہراٹھ کے اپنے کمرے میں بھاگ گئی تھی۔۔۔۔

عروہ کو اسکا یوں بھاگنا بہت کچھ سمجھا رہا تھا لیکن فلوقت وہ سمجھنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔

لوگ تو اچھے لگ رہے ہیں اور سب سے بڑھ کر عالم بھائی کے جاننے والے ہیں: مدثر صاحب اندر آئے تو شاہین بیگم نے اپنی بات کہی۔

ہمم آپ کہہ تو ٹھیک رہی ہیں لیکن ہمیں لڑکے کے بارے میں تو زیادہ نہیں پتہ نا: مدثر صاحب نے بیٹھتے ہوئے کہا۔

جی پھوپھو مجھے بھی آنٹی انکل تو اچھے لگے ہیں۔۔۔ لیکن انکا بیٹا مجھے کچھ خاص سمجھ نہیں آیا: عروہ نے اپنی رائے دی اسے علی کامہر کو یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھنا ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔

بیٹا ایک کام کرنا عادل سے کہنا وہ لڑکے کے بارے میں پتہ کروائے کہ وہ کیسا ہے اور میں بھی عالم بھائی سے بات کرو گا۔۔: مدثر صاحب نے عروہ سے کہا۔۔۔

..جی پھوپھا جان میں کہہ دوں گی: اسنے جواب دیا اور آٹھ کھڑی ہوئی

کہا جارہی ہو بیٹھ جاؤ کھانا کھا کے جانا: شاہین بیگم نے اسے جانے کی تیاری پکڑتے دیکھ کہا۔

پھر کبھی پھوپھو ابھی دیر ہو رہی ہے میں تائی امی سے جلدی آنے کا بول کے آئی تھی اور ماما کے گھر بھی جانا تھا لیکن اب سیدھا گھر جاؤ گی۔۔۔ شہاب بھی آنے والے ہوں گے: اسنے کہا تو شاہین بیگم نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔ تو وہ ان سے ملتی باہر نکل گئی۔



نہیں تائی امی شہاب آنے والے ہیں۔۔۔ میں احد کو بولا کہ بھجوادوں گی: عروہ نے مسکرا کے جواب دیا۔۔

چلو جیسی تمہاری مرضی: وہ بھی مسکرائیں۔

آپ کیا کر رہیں ہیں لائیں میں کر دیتی ہوں: عروہ نے انہیں سیلڈ بناتے دیکھا تو لینا چاہا۔

نہیں یہ میں کر لوں گی تم جا کے تیار ہو شہاب آنے والا ہے: انہوں نے کہا تو وہ شرماتی ہوئی ہاں میں سر ہلاتی اپنے کمرے کی طرف چل دی۔۔



سب کہا ہیں: شہاب گھر میں داخل ہوا تو سامنے کام کرتی ملازمہ سے پوچھا۔۔

شہاب بھائی بڑی بی بی جی تو کچن میں ہیں اور باقی سب اپنے اپنے کمروں میں: ملازمہ نے احترام سے کہا۔ تو وہ سر ہلاتا اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

عروہ بیڈ بیٹھی انگوٹھیاں پہن رہی تھی جب شہاب کمرے میں داخل ہوا۔۔۔
آگئے آپ: وہ اٹھ کے اسکے پاس گئی۔ تو شہاب نے مسکرا کے اپنے لب اسکے ماتھے پر
رکھے۔

بہت پیاری لگ رہی ہو: شہاب کو اسکا اپنے لیے سچنا سنورنا بہت بھایا تھا۔
آپ کے کپڑے نکال دیے ہیں فریش ہو جائیں: عروہ نے اسکے چہرے پر نظریں
جمائی۔

ماتھے پر بگھرے بال، گہری کالی آنکھوں میں اپنے لیے محبت، گھنی داڑھی، مونچھوں
تلے عنابی لب۔۔۔ وہ اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔۔۔ وہ خوبو شخص اسکا تھا۔۔۔ صرف
اسکا جسے دیکھنے کا پورا حق اسے حاصل تھا۔

کیا دیکھ رہی ہو: شہاب نے اسکی آنکھوں پر ہلکی سی پھوک ماری تو وہ ہوش کی دنیا میں
آئی۔

دیکھا رہی ہوں دعاہیں یوں بھی قبول ہوتی ہیں۔۔۔ وہ مسکرائی۔

شہاب نے ایک ہاتھ اسکی کمر میں ڈالا، دوسرے ہاتھ سے چہرہ اٹھا اور اپنے لبوں سے اسکے چہرے کا ایک ایک نقوش چھونے لگا۔۔۔۔

عروہ نے سکون سے آنکھیں بند کر لیں۔

لب چہرے سے گردن کا سفر کرنے لگے تو عروہ نے آنکھیں کھولیں۔

شہاب آپ فریش ہو جائیں سب نیچے کھانے پر انتظار کر رہے ہوں گے: عروہ نے دور ہونا چاہا لیکن شہاب کی پکڑ مضبوط تھی۔۔۔

اسنے گردن پر لب رکھے تو عروہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔۔۔ وہ مدہوش ہوتا جا رہا تھا۔

شہاب پلینز چلیں: عروہ نے کپکپاتی آواز میں کہا اور ساتھ اسکا کندھا ہلایا تو وہ ہوش میں آیا۔

ہمم اوکے۔۔۔ لیکن رات کو یہی سے کنٹینیو کریں گے: شہاب مسکراتے ہوئے کھمبیر آواز میں کہتا اسکا گال تپھتپھپا تھا ہوا پکڑے لے کے واشروم میں گھس گیا۔

جب کے عروہ کا چہرہ لہو جھلکا رہا تھا وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا گئی۔



وہ فریش ہو کے آیا تو عروہ کمرے میں نہیں تھی۔۔۔ وہ نم بالوں کو ہاتھ سے ٹھیک کرتا کمرے سے نکلا۔۔۔ اسنے رخ ڈانگ روم کی طرف کیا۔۔۔ وہ وہاں پہنچا تو کھانا لگ چکا تھا۔۔۔

سربراہی کر سی پہ واصف صاحب بیٹھے تھے، ان کے دائیں جانب عاکل اور عادل بیٹھے تھے جب کے بائیں جانب زینب بیگم اور عروہ بیٹھی تھیں۔۔۔۔

سب کھانا شروع کر چکے تھے سوائے عروہ کے جو یقیناً اسی کا انتظار کر رہی تھی۔
بھائی آپ جلدی نہیں آسکتے تھے ہماری بھابھی جی کب سے انتظار کر رہی تھیں: عاکل نے شہاب کو عروہ کے برابر والی کر سی پہ بیٹھتے دیکھ شرارت سے کہا۔ لیکن بھابھی جی پر زور دیا نہیں بھولا تھا۔۔۔

تم اپنا کھانا کھاؤ: شہاب نے گھورا۔۔۔ تو وہ مسکراہٹ دباتا کھانے پر جھک گیا۔

تایا ابو یہ گھیر چکیں میں نے بنائی ہے: عروہ نے گھیر ایک چھوٹے سے باؤل میں ڈال کے انکی طرف بڑھائی۔۔۔

ہممم بہت مزہ کی ہے تم لوگ بھی کھاؤ بھئی: انہوں نے دل سے تعریف کی۔۔۔
اففف کھیر سے یاد آیا۔۔۔ آج میں پھوپھو جان کے گھر گھیر دینے گئی تو وہاں کچھ لوگ مہر کا رشتہ لے کے آئے تھے: عروہ نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے جوش سے کہا۔

عادل کا چچہ منہ میں جاتا ہاتھ بیچ میں ہی روک گیا۔۔۔ کسی نے یہ دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو عروہ کی تیز نظروں نے باخوبی دیکھا تھا۔

ویسے تو لڑکے کے بابا میرے بابا کے بزنس فرینڈ ہیں لیکن پھر بھی پھوپھا جان چاہتے ہیں کے عادل ایک بار لڑکے کی ساری معلومات نکل والے: عروہ نے اپنی بات جاری رکھی۔۔۔

اچھا۔۔۔ اچھی بات ہے یہ تو: واصف صاحب نے کہا۔

عادل میں تمہیں لڑکے کے بارے میں تھوڑا بہت بتا دوں گی تم پتہ کروالینا: عروہ نے باغور اسکے اکسپریشن دیکھے جو سخت ہوتے جا رہے تھے۔۔۔۔

ہمم ٹھیک ہے: عادل کو یہاں اپنا دم گھٹنا محسوس ہوا تو اٹھ کھڑا ہوا۔

کیا ہوا عادل کہاں جا رہے ہو کھانا تو صحیح سے کھاؤ: زینب بیگم نے اسے اٹھتا دیکھ کہا۔

ماما کوئی ضروری کام یاد آ گیا ہے تھوڑی دیر میں آتا ہوں: وہ کہہ کے روکا نہیں تھا۔۔۔۔

اسے اچانک کون سا ضروری کام یاد آگیا: عاکل مشکوک ہوا۔

ہو گا کوئی کام۔۔۔۔۔ ویسے بھی اسکا کام بھی تو ایسا ہے کوئی نا کوئی کام کسی بھی وقت آ سکتا ہے۔۔: شہاب نے کھانا کھاتے جواب دیا تو وہ سمجھ کے سر ہلا گیا۔

عروہ کی نظریں عادل کی خالی کرسی پر ہی جمی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔ سب کھانے میں

مصرف تھے اور وہ اپنی سوچوں میں۔۔۔۔۔ پہلے مہر کا بھوجا ہوا لہجہ، اسکی نم آنکھیں

اور اب یہاں مہر کے رشتے کی بات پر عادل کا ساکت ہونا، سخت تاثرات، یوں اٹھ

کے چلے جانا: عروہ کو بہت کچھ سمجھا گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ دونوں سے بات کرنے کا پکا ارادہ کر چکی تھی۔۔۔

آپ نے بتایا نہیں کہ گھیر کیسی بنی ہے: شہاب بیڈ پر بیٹھالیپ ٹاپ یوز کر رہا تھا جب عروہ نے اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔۔

شہاب نے لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹا کے سامنے بیٹھی اپنی بیوی کو دیکھا جو اس کے جواب کی منتظر تھی۔۔۔۔

اس نے آگے جھک کر اسکی کمر میں ہاتھ ڈالا اور اپنی طرف کھینچا۔۔۔ وہ اس حملے کے لیے تیار نہیں تھی اس لیے سیدھا اس کے سینے سے الگی۔۔۔

میں لفظوں سے نہیں عمل سے بتاؤ گا۔۔۔: اسکی آنکھوں میں پل میں خمار اتر ا تھا۔

عروہ اسکی نظروں سے گھبراتی اپنی نظریں جھکا گئی۔۔۔ پل میں رخصتوں پر لالی اتری تھی۔

اسنے شرم سے سرخ پڑتے گالوں پر اپنا شدت بھرا لمس چھڑا۔۔۔ عروہ نے اسکی شرٹ مٹھیوں میں جکڑی۔۔۔

شہاب نے تھوڑی پر اپنے لب رکھے تو وہ جی جان سے کانپی۔۔۔ وہ دنیا بھولائے ایک دوسرے میں کھوتے چلے گئے۔۔۔۔۔



عادل رات گئے گھر آیا تھا۔۔۔ وہ پچھلے دو گھنٹے سے گاڑی سڑکوں پر بلا وجہ دوڑا رہا تھا۔۔۔ اسنے مہر کو بھی کئی بار فون کیا لیکن ہر بار وہ یا تو اسکا فون کاٹ دیتی یا اٹھاتی ہی نہیں۔۔۔۔۔

وہ غصے، بے چینی سے کتنی دیر ہی گھر سے باہر سڑکوں کی خاک چھانتا رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ گھر نہیں جانا چاہتا تھا، کسی کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ اس لیے سب کے سونے کے بعد گھر آیا تھا۔۔۔۔۔

مہر فون اٹھاؤ: عادل کو مہر کا فون نا اٹھانا غصہ دلارہا تھا۔۔۔ جب کے اب تو اسکا فون بند جارہا تھا۔۔۔ اسنے غصے سے فون صوفے پر پھیکا اور اوندھے منہ بیڈ پر لیٹ گیا۔۔۔

مہر تم اچھا نہیں کر رہیں میرے ساتھ۔۔۔ مجھے میرا قصور بتائے بغیر تم مجھے اتنی بڑی سزا نہیں دے سکتیں۔۔۔ میں تمہیں ایسا کرنے نہیں دوں گا۔۔۔ میں تمہیں کسی اور کا ہونے نہیں دوں گا۔۔۔:عادل تصور میں مہر سے مخاطب ہوا۔۔۔ آنکھوں سے نیند کو سودور تھی۔۔۔ اسکی باتیں، یادیں ذہن کے پردوں پر گردش کر رہی تھیں۔۔۔



مسکان کی آنکھ کھولی تو نظر اپنے برابر میں گئی تو جگہ خالی تھی۔

اسنے لیٹے لیٹے ہی گردن کھوما کے کمرے میں نظر دوڑائی تو دانیال ڈریسنگ کے سامنے کھڑا خود پر پر فیوم چھڑک رہا تھا اسنے کھڑی دیکھتی تو اٹھ بیٹھی۔

دانیال 10 بج گئے اور آپ نے مجھے اٹھایا ہی نہیں۔۔۔ میں ابھی ناشتہ بناتی ہوں جلدی سے۔۔۔: اسنے بیڈ سے اترے ہوئے کہا۔

ڈارلنگ تم رات بہت دیر سے سوئی تھیں میری وجہ سے تو مجھے اچھا نہیں لگا کہ تم پھر میری وجہ سے اٹھو: دانیال قدم قدم بڑھتا اسکے سامنے روکا۔

اسکی بات پر مسکان کا چہرہ ایل میں سرخ ہوا۔

ہائے ایسے ناشر ماؤیاء ورنہ میں پھر بہک جاؤ گا: دانیال نے کمر کے گرد حصار قائم کیا۔ آپ کو دیر ہو رہی ہے آفس سے: مسکان نے اسکے ہاتھ ہٹانے چاہے۔۔۔

میں بوس ہوں اگر دیر سے جاؤ گا تو کوئی فرق نہیں پڑے گا: دانیال نے اسکے بال کان کے پیچے گئے۔

اگر بوس ہی دیر سے جائیں گے تو امپلائرز پر کیا اپر پڑے گا: مسکان نے سمجھانا چاہا۔

ہممم کافی سمجھدار ہوتم۔۔۔ لیکن فکر نہیں کروا گرا نہوں نے ایسا کیا تو میں انہیں
ٹھیک کر دوں گا: دانیال نے اسکی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔۔

ارے ماما آپ: مسکان کو وہاں سے نکلنے کا جب کوئی راستہ نادکھا تو پیچھے دیکھ کے پریشانی
سے کہا۔

ماما: دانیال پل میں اسے دور ہوا تو وہ جلدی سے ہنستی ہوئی واشروم میں بھاگ
گئی۔۔۔۔

اپنے پیچھے کسی کو ناپا کے اور اسکی ہنسی سن کے وہ سمجھ گیا کہ اسکی بیوی اسے الوبنا گئی
ہے۔۔۔۔

بیٹا بچکے کہاں جاؤ گی آنا تو میرے پاس ہی ہے نا: دانیال نے مسکراتے ہوئے دھمکی دی
اور اپنی گاڑی کی چابیاں اور موبائل اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

دروازہ بند ہونے کی آواز پر اسنے زراسا سر باہر نکل کے کمرے کا جائزہ لیا تو کمرہ خالی
تھا۔ وہ سکون کا سانس لیتی باہر آئی اور اپنے کپڑے لے کے فریش ہونے چل دی۔



سب جاچکے تھے۔۔۔ وہ آج عادل سے بات کرنے کا ارادہ رکھتی تھی لیکن وی تو سب کے اٹھنے سے پہلے ہی چلا گیا تھا۔۔۔

عروہ کھانا بنانا سیکھ رہی تھی تو پہلے اسنے ملازمہ کے ساتھ مل کے کھانا بنایا اور پھر فریش ہونے چلی گئی۔

تائی امی کہاں ہیں؟ وہ فریش ہو کے آئی تو سامنے کام کرتی ملازمہ سے پوچھا۔
جی وہ اپنے کمرے میں ہیں: ملازمہ نے بتایا تو ہوائے کمرے کی طرف چل دی۔
وہ دروازہ نوک کرتی اندر گئی۔

عروہ آؤ بیٹا: زینب بیگم جو لیٹی ہوئی تھیں اٹھ کے بیٹھیں۔

وہ تائی امی کیا میں پھوپھو کے گھر جاؤ۔۔۔ وہ کیا ہے نا کے مہر کے لیے جو رشتہ آیا تھا اس لڑکے کے بارے میں کچھ ڈیٹیل لینی ہے تاکہ عادل کو دے سکوں جس سے

اسکی اور مدد ہو جائے گی: عروہ نے بہانا بنایا۔۔۔ اصل میں وہ مہر سے بات کرنے جارہی تھی۔۔۔ اسنے سوچ لیا تھا کہ اگر جیسا وہ سمجھ رہی ہے ویسا ہی ہے تو وہ مہر اور عادل کے لیے ضرور کچھ کرے گی۔

یاں کیوں نہیں بیٹا ضرور جاؤ: انہوں نے اجازت دی تو وہ خوشی خوشی ان کے کمرے سے نکل گئی۔۔۔

وہ اپنے کمرے میں گئی وہاں سے اپنا فون لیا اور شاہین بیگم کے گھر کے لیے نکل گئی۔



عروہ آپ: حیا جو ہال میں بیٹھی نوڈلز کھا رہی تھی عروہ کو دیکھ اسکی طرف بڑھی اور گلے لگی۔

کیسی ہو تم: عروہ نے اسکے ساتھ اندر آتے ہوئے پوچھا۔

میں ٹھیک ہوں آپ کیسی ہو اور گھر میں سب کیسے ہیں: حیا نے پوچھا۔

سب ٹھیک ہیں، تم یہ بتاؤ سب ہیں کہاں: عروہ نے گھر میں خاموشی پا کے پوچھا۔
ماما سورہی ہیں اور مہر آپنی اپنے کمرے میں ہیں۔۔۔۔ پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے انہیں ہر
وقت کمرے میں ہی رہتی ہیں: حیا نے بتایا۔

ہمم۔۔۔ اچھا میں مہر کے کمرے میں جا رہی ہوں تم میرے لیے چائے بنا کے لاؤ۔۔۔
اپنے ہاتھوں سے: عروہ نے آخر میں باور کرایا۔

ٹھیک ہے میں ابھی لاتی ہوں: حیا کہتی ہوئی کچن کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔ تو عروہ بھی
اوپر مہر کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔



وہ ساکت لیٹی چھت کو گھور رہی تھی جب عروہ دروازہ کھول کے اندر آئی۔۔۔۔
جب مہر کی پوزیشن میں دروازے کی آواز سے بھی کوئی فرق نہیں پڑا تو عروہ نے
تھوڑی زور سے دروازہ بند کیا۔۔۔۔ تو اسنے خالی خالی نظروں سے دروازے کو
دیکھا۔۔۔۔

دروازے کے سامنے خود کو گھورتی عروہ کو دیکھ جلدی سے اٹھ بیٹھی۔

عروہ تم کب آئیں: وہ گڑبڑائی۔

جب تم کھوئی ہوئی تھیں تب آئی: عروہ اسکے ساتھ بیڈ پر بیٹھی۔

میں تو کسی کی یاد میں نہیں کھوئی ہوئی تھی: مہر کے منہ سے اچانک نکلا۔

تو میں نے کب کہا کہ تم کسی کی یاد میں ہی کھوئی ہوئی تھیں: عروہ نے باغور اسکا چہرہ دیکھا جو بھو جا بھو جا سالگ رہا تھا۔

نہ۔۔ نہیں وہ میں سمجھی تمہارا مطلب وہی ہو گا: وہ گڑبڑائی۔

ہممم اچھا۔۔۔ اور تم نے اس رشتے کے بارے میں کیا سوچا: عروہ پاؤں اوپر کر کے بیٹھی۔

کچھ نہیں: اسنے آہستہ آواز میں کہا۔

پھر عادل نے کچھ کہا کیا۔۔۔ می۔۔۔ میرا مطلب ہے کہ اس لڑکے کے بارے میں

کچھ بتایا: مہر نے سنبھلتے ہوئے پوچھا۔

نہیں ابھی تو کوئی جواب نہیں دیا: عروہ نے کندھے اچکائے۔ تو وہ ہاں میں سر ہلا گئی۔

جب کے دل میں ہول سے اٹھ رہے تھے۔۔۔۔۔ وہ رات کو ہی سمجھ گئی تھی کے عادل

کو سب کچھ پتہ چل گیا ہے۔۔۔۔ اس لیے وہ اتنی کالز کر رہا تھا۔

ویسے عادل کے لیے بھی ایک بہت اچھی لڑکی کا رشتہ آیا ہے ہم سوچ رہے ہیں کہ

ہاں کر دیں: عروہ کی نظریں اسی پر تھیں وہ اسکے ہر ایک رینکشن نوٹ کر رہی تھی۔

ایسے کیسے وہ کسی سے بھی شادی کر سکتے ہیں: مہر کی آنکھیں نم ہونی شروع ہوئیں۔

جیسے تم کسی سے بھی کر سکتی ہو ویسے ہی: عروہ سنجیدہ ہوئی۔ تو وہ اسکی بات پر اسے

دیکھنے لگ گئی۔ اور پھر سمجھ آیا کہ وہ جلدی میں کیا بول گئی ہے۔

مہر مجھے ایک بات سچ س۔۔۔۔۔ چائے آگئی:- عروہ ابھی بات شروع کرتی کے
حیا چائے لے کے اندر آئی۔ تو دونوں خاموش ہو گئی۔۔۔

مہر کو تو عروہ کی باتوں نے اور پریشان کر دیا تھا۔۔۔

شکر ہے تم چائے لے کے تو آگئیں ورنہ مجھے تو لگا تھا کہ آج مجھے بغیر چائے پیئے ہی جانا پڑے گا: عروہ نے چائے کا کپ اٹھایا۔

اب لے آئی ہوں تو ٹیس کر کے بتائیں کیسی بنی ہے: حیا نے چمکتے ہوئے کہا۔

ہمم بہت اچھی بنی ہے۔۔۔۔ تم ایک کام کرو چائے کا ڈھابہ کھول لو بہت کمائی ہوگی:
عروہ نے مفت مشورے سے نوازا۔

بہت شکریہ آپ کے مشورے کا۔۔۔ لیکن یہ مشورہ آپ کو تین سال پہلے دینا چاہیے تھا جب میں نے میڈیکل نہیں لیا تھا لیکن اب تو میں آدھی ڈاکٹر بن چکی ہوں۔۔۔۔۔
تو یہ مشورہ اب میرے لیے بیکار ہے: حیا نے افسوس سے کہا۔

ہممم کوئی بات نہیں تم مجھے ہی چائے بنانا کے پلاتی رہنا: عروہ نے چائے کا سپ لیتے ہوئے کہا۔

آپی آپ کے لیے لاؤ چائے: حیانے سر جھکائے بیٹھی مہر سے پوچھا۔

نہیں میرا دل نہیں ہے ابھی: مہر نے اسکی بات پر سراٹھایا۔

اوہو آپی میں مانتی ہوں آپ شروع سے ہی بورنگ تھیں لیکن اب تو کچھ زیادہ ہی ہو گئی ہیں: حیانے اپنی بہن کو دیکھا جو واپس سر جھکائے بیٹھ گئی تھی۔

ہمم میں ابھی اسی بات پر اسکی کلاس لینے لگی تھی لیکن اتنی دیر میں تم ٹپک پڑیں: عروہ نے حیا کے سر پر ہلکے سے ہاتھ مارا۔

تو ٹھیک ہے آپ لیں انکی کلاس میں جارہی ہوں۔۔۔۔ اور اچھے سے لیجیے گا: حیانے خالی ٹرے اٹھائی اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

میں بہت اچھے سے کلاس لوں گی تم فکر نہیں کرو: عروہ نے تسلی دی تو وہ کمرے سے نکل گئی۔

ہاں تو کہاں تھی میں۔۔۔۔۔: اسنے سوچتے ہوئے کہا۔

ہاں یاد آیا۔۔۔۔۔ تو مہر مجھے سچ سچ بتاؤ کے تمہارے اور عادل کے بیچ میں کیا چل رہا

ہے۔۔۔۔۔: عروہ نے انگلی دیکھا کے پوچھا۔

کچھ نہیں: وہ منمنائی۔۔۔

دیکھو میں میرے سامنے یہ منمنانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔۔ میں اندھی نہیں ہو

سب نظر آتا ہے مجھے۔۔۔۔۔ پہلے تمہارا پھر عادل کا تمہارے رشتے کی بات پر رینکٹ

کرنا سب سمجھا رہا ہے مجھے: عروہ نے اسے گھورتے ہوئے سختی سے کہا۔

مہر کی تو جان ہوئی تھی۔۔۔۔۔ وہ تو اس بارے میں کسی کو کچھ بتانا نہیں چاہتی تھی۔۔۔

لیکن اب عروہ کے تیور دیکھ کے لگ رہا تھا کہ وہ سب جان کے ہی دم لے گی۔

دیکھو مہر اگر تم اس بات کو بتانے سے اس لیے ڈر رہی ہو کہ پھوپھا اور پھوپھو کیا

بولے گے تو تم بالکل نہیں ڈرو میں ہوں نا میں ایسے بات کرو گی سب سے کسی کو

کچھ پتہ نہیں چلے گا: عروہ کو یہی لگا کے وہ اس وجہ سے ڈر رہی ہے اس لیے پیار سے سمجھایا۔

ایسی بات نہیں ہے: آنسوں کبھی بھی باہر نکل سکتے تھے۔

تو پھر کیا بات ہے: وہ جھنجھولائی۔

مہر کچھ بولے بغیر فون میں تصویریں کھول کے اسکے سامنے کر دیں۔۔

عروہ تو تصویروں میں عادل کے اتنے پاس کسی لڑکی کو دیکھ کے دنگ رہ گئی۔

یہ کون ہے مہر: عروہ نے مہر سے پوچھا جو بامشکل آنسوں پر بندھ بندھی ہوئی تھی۔

اسکے پوچھنے پر اسکے گلے لگ کے رونے لگی۔۔۔۔

عادل جھوٹے ہیں عروہ۔۔۔۔ انہوں نے مجھے دھوکا دیا ہے۔۔۔۔ میرے سامنے پیار

محبت کے دعوے کرتے ہیں اور میرے پیچھے کسی اور کے ساتھ گھومتے ہیں۔۔۔۔

عروہ مجھ سے یہ سب برداشت نہیں ہوتا: وہ زار و قطار رو رہی تھی عروہ کو تو یقین ہی

نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب عادل کر سکتا ہے۔

مہر چپ ہو اور مجھے پوری بات بتاؤ: عروہ نے اسے خود سے الگ کیا تو وہ آنسو صاف کرتی پیچھے ہوئی اور بتانا شروع کیا۔۔۔۔۔
(کچھ ماہ پہلے)

وہ شیشے کے سامنے کھڑی اپنی تیاری پر ایک نظر ڈال رہی تھی۔۔۔۔۔ عادل کے بہت اسرار پر وہ اس کے ساتھ آج لنچ پر جا رہی تھی۔
اس نے کبٹ میں سے سینڈلس نکالیں اور صوفے پر بیٹھ کے پہنے لگی۔۔۔۔۔
ابھی اس نے ایک سینڈل پہنی تھی کہ بیڈ پر رکھا فون بجنا شروع ہو گیا۔۔۔۔۔ دوسری سینڈل اٹھائے بیڈ تک آئی۔۔۔۔۔
عادل کی کال آتے دیکھ اس نے کال یس کر کے فون کان سے لگایا اور ایک ہاتھ سے سینڈل پہنے لگی۔۔۔۔۔

میں تیار ہوں بس آرہی ہوں باہر: مہر نے فون کان سے لگاتے ہوئے فورن کہا۔

سوری مہر لیکن مجھے ایک ضروری کام آگیا ہے اس لیے ہم پھر کبھی جائیں گے۔۔۔۔۔
پلیزیار ناراض نہیں ہونا: عادل کی شرمندہ سی آواز آئی۔۔۔۔۔

کوئی بات نہیں۔۔۔۔۔ میں سمجھ سکتی ہوں آپ کا کام ہی ایسا ہے کوئی بھی کام کبھی بھی
آسکتا ہے: مہر نے اسکی بات سمجھتے ہوئے کہا۔

ہممم پھر بات ہوگی،،،،، بائے: عادل نے فون رکھا تو اسنے بے دلی سے سینڈلس اتارے۔
وہ سینڈلس رکھ کے ڈریسنگ کی طرف بڑھتی کے اتنے میں میسج بیل بجھی۔۔۔۔۔ اسنے
بیڈ پر رکھا فون اٹھایا۔۔۔۔۔ کسی انون نمبر سے میسج آیا تھا۔۔۔۔۔ اسنے میسج کھولا تو
!!!! پیروں پلے سے زمین نکل گئی۔۔۔۔۔

اس نمبر سے تین تصویریں آئی ہوئی تھیں۔۔۔ ایک تصویر میں کوئی لڑکی عادل کے
گلے لگی ہوئی تھی جب کے عادل کے ہاتھ لڑکی سے الگ تھے لیکن اتنا کس نے دیکھا
تھا۔۔۔۔۔ وہ تو عادل اور لڑکی کو ایک ساتھ دیکھ کے ساکت ہو گئی تھی، تو دوسری میں
وہ عادل کے کندھے پر ہاتھ رکھے گاڑی میں بیٹھ رہی تھی، اور تیسری میں وہ ایک

رسٹورینٹ میں بیٹھے ہوئے تھے عادل کے ہاتھ پر اس لڑکی کا ہاتھ رکھا ہوا تھا۔۔۔
جسے دیکھ مہر پتھر کی ہو گئی تھی۔۔۔۔

نہیں جھوٹی ہیں یہ ساری تصویریں۔۔۔۔۔عادل میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے
وہ تو مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں نا!!!! آنسو آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔
ٹون ٹون۔۔۔۔۔ اتنی دیر میں پھر میسج آیا۔۔۔۔۔ اسنے جلدی سے وہ میسج کھولا
تو۔۔۔۔۔

اگر تصویروں پر یقین نہیں ہو تو اس اڈرس پر آ جاؤ اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لو ""
۔۔۔۔۔ کیونکہ آنکھوں دیکھے پر تو یقین آئے گا نا ""۔۔۔۔۔

نیچے ایک رسٹورینٹ کا اڈرس لکھا ہوا تھا۔۔۔۔۔ اور ساتھ ٹیبل نمبر بھی۔۔۔۔۔
اڈرس دیکھ کے اسے جانے کی بے چینی ہوئی لیکن وہ شش و پنج میں مبتلا تھی۔۔۔۔۔ وہ
کبھی اکیلی گھر سے باہر نہیں نکلی تھی تو اب کیسے جائے،،، جب کے دل میں بے چینی
ہی بے چینی تھی۔۔۔۔۔ دل ڈر رہا تھا کے اگر یہ سب سچ ہوا تو۔۔۔۔۔

اسنے ہمت کر کے جانے کا فیصلہ کیا۔۔۔ آنسو صاف کرتی خود کو نارمل کرتی اپنا بیگ اٹھا کے نیچے آئی۔۔۔۔۔

اسنے شاہین بیگم کی تلاش میں نظریں دوڑائیں تو وہ اسے کہی نہیں دکھیں۔۔۔۔ انہیں
کہی ناپاک کے اسکے قدم انکے کمرے کی طرف بڑھے۔۔۔۔

امی میں عروہ کی طرف جارہی ہوں تھوڑی دیر میں آجاؤ گی: اسنے دروازے میں کھڑے ہی بتایا۔۔۔۔

ٹھیک ہے: انکے جواب پر وہ دروازہ بند کر جلدی سے باہر کی جانب بڑھی۔۔۔

رکشے والے کو پتہ بتاتی رکشے میں بیٹھی۔۔۔۔۔ سٹورینٹ اسکے گھر سے 15 منٹ کی دوری پر تھا۔۔۔۔۔ سٹورینٹ کے سامنے رکشے روکا اس نے اتر کے پیسے دیے۔۔۔

ہر اٹھتے قدم کے ساتھ اسکی دھڑکنیں بھی تیز ہو رہی تھیں۔۔۔ اسنے ریسپشن سے

ٹیبل نمبر پوچھا تو اس نے اوپر ٹیرس پر دائیں جانب سب سے لاسٹ والی بتائی۔۔۔ تو وہ اوپر کی جانب تیز قدموں سے بڑھی۔۔۔۔

اسنے سیر ھیوں کے پاس رکھ کے دائیں جانب دیکھا تو عادل اسی تصویر والی لڑکی کے ساتھ بیٹھا کچھ کھا رہا تھا۔۔۔۔۔

اسکی آنکھیں ایک دم سے جلنے لگیں وہ بائیں جانب کی ایک ٹیبل پر آ کے بیٹھ گئی وہ ایسے بیٹھی تھی کہ وہ لوگ اسے ساف نظر آرہے تھے لیکن وہ لوگ اسے نہیں دیکھ سکتے تھے۔۔۔۔۔

آنسو آنکھوں سے نکل رہے تھی منظر دھندلا رہا تھا اسنے کاپتے ہاتھوں سے فون اٹھا کے عادل کو کال کی۔۔۔۔۔ وہ دیکھ رہی تھی دو ٹیبل پر بھی اسنے فون نہیں اٹھایا تھا۔۔۔۔۔

ہیلو مہر سب خیریت ہے: تیسری ٹیبل پر فون اٹھائے عادل نے فکر مندی سے پوچھا۔۔۔۔۔

کہاں ہیں عادل آپ: مہر کو اسکا فکر کرنا دکھاوا لگا۔

میں نے بتایا تھا کہ میں کسی کام سے جا رہا ہوں۔۔۔۔۔: عادل نے نرمی سے کہا۔

او کے: مہر نے بغیر کچھ سنے فون رکھ دیا۔۔۔۔

آنسوؤں تو اتر سے اسکی آنکھوں سے بہتے چلے جا رہے تھے۔۔۔

تھوڑی دیر بعد وہ لوگ اٹھ کے نیچے چلے گئے۔۔۔۔

مہر نے جلدی سے اپنی آنکھیں صاف کیں اور ٹیرس سے نیچے دیکھا۔۔۔۔ جہاں
رسٹورینٹ کے باہر کا منظر صاف نظر آ رہا تھا۔۔۔۔

وہ لڑکی عادل کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ رہی تھی۔۔۔۔ گاڑی جاچکی تھی لیکن مہر کی
نظریں ابھی بھی اسی جگہ پر تھی جہاں سے گاڑی گئی تھی۔۔۔۔

اسنے بے دردی سے آنسو صاف کیے اور سیڑھیاں اترتی تیزی سے رسٹورینٹ سے
باہر نکلی۔۔۔۔ باہر نکل کے گھر کے لیے رکشہ کیا۔۔۔۔

وہ گھر آئی تو سدشکر کے ہال میں کوئی نہیں تھا وہ سیدھے اپنے کمرے میں آئی۔۔۔۔
دروازہ بند کر غم و غصے سے صوفے پر بیگ پھینکا اور اوندھے منہ بیڈ پر لیٹ کر رونے
لگی۔۔۔۔

اور اس کے بعد کئی بار اسی نمبر سے تصویریں آتی رہیں۔۔۔۔۔ اور یہ بھی لکھا ہوتا تھا
!!!!(عادل صرف میرا ہے، مجھ سے محبت کرتا ہے، وہ تمہیں صرف دھوکا دے رہا
ہے)۔۔۔۔۔

اور وہ بچاری معصوم پوری بات جانے بغیر صرف اپنے دیکھے پر یقین کر کے عادل سے
بدگمان ہونے لگی۔۔۔۔۔



(حال).

وہ ساری بات عروہ کو بتا کے ہاتھوں میں چہرا چھوپائے رو دی۔۔۔۔۔
عروہ نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔۔۔۔۔ جب وہ تھوڑی پر سکون ہوئی تو اس سے الگ
ہوئی۔

عروہ میں کیا کرو اب دل عادل کے علاوہ کسی اور کے بارے میں سوچنے ہی نہیں
دیتا۔۔۔: اسنے افسردگی سے کہا۔

کیا تم نے یہ سب عادل کو بتایا۔۔۔ نہیں نا!!!! مہر تم نے تصویر کا ایک رخ دیکھ کے
عادل کو جج کر لیا۔۔۔۔: عروہ نے افسوس سے کہا۔

لیکن میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے میں اسے کیسے جھٹلاؤ: رونے کی وجہ سے اسکی
آواز بھاری ہوئی۔

صحیح کہہ رہی ہو تم۔۔۔ اس میں تمہاری بھی کوئی غلطی نہیں مہر۔۔۔۔ کیونکہ انسان
ہمیشہ اسی بات پر یقین کرتا ہی جو اس نے دیکھا ہو اور تم نے بھی بس وہی کیا۔۔۔ لیکن
مہر تم اپنے دل پر ہاتھ رکھا کے پوچھو کیا عادل ایسا ہو سکتا ہے!!!!... کیا وہ تمہیں دکھو کا
دے سکتا ہے۔۔۔۔: عروہ نے نرمی سے سمجھایا۔

دل مان نہیں رہا اور دماغ وہ منظر بھول نہیں رہا: اس نے بے بسی سے کہا۔

تمہیں پتہ ہے مہر: محبت کو اندھا کیوں کہا جاتا ہے کیونکہ محبت میں محبوب کی کوئی "
غلطی نظر نہیں آتی، ہر جھوٹ سچ لگتا ہے، یہاں تک کے آنکھوں دیکھا بھی جھٹلا دیا

جاتا ہے کیونکہ آنکھوں دیکھا ہمیشہ سچ نہیں ہوتا، محبت میں محبوب کی ہر بات پر لبیک کہا جاتا ہے!!! لیکن اسکے لیے شرط ہے کہ محبت سچی ہو،"۔۔۔

اب یہ تمہیں سوچنا ہے کہ تمہاری محبت سچی ہے یا پھر تم نے محبت کو سمجھا ہی نہیں ہے۔۔۔

مہر میں یہ نہیں کہہ رہی کہ تم غلط ہو لیکن تم نے عادل سے اس بارے میں بات نا کر کے خود اپنی رائے قائم کی یہ غلط ہے۔۔۔۔: عروہ نے تحمل سے سمجھایا۔۔۔۔

مہر کو اب اپنے رویہ پر شرمندگی ہو رہی تھی۔۔۔ اسکو عادل سے بات کرنی چاہیے تھی۔۔۔۔ وہ بے قصور بھی تو ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ وہ کتنی بار اپنی غلطی پوچھتا رہا تھا۔۔۔۔۔ بے روخی کی وجہ پوچھی لیکن اسنے ہر بار اپنے لب سی لیے تھے

عروہ اب میں کیا کروں: مہر نے اسکے دونوں ہاتھ پکڑے۔

عادل سے بات کرو اسے بتاؤ یہ سب۔۔۔: عروہ نے مشورہ دیا۔

میں۔۔۔ عروہ میں عادل کو کچھ نہیں بتا سکتی میری ہمت نہیں ہے۔۔۔۔: مہرنے سر جھکایا۔

تو میں بات کر لیتی ہوں: عروہ نے جلدی سے کہا۔

نہیں پلیز تم ان سے کوئی بات نہیں کرنا: وہ اٹکتے ہوئے بولی۔

تم خود بات نہیں کر رہیں مجھے نہیں کرنے دے رہیں تو پھر پتہ کیسے چلے گا کے سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے: عروہ نے گھور کے کہا۔

خیر پتہ تو میں لگا لوں گئی تم یہ نمبر مجھے دو اور تصاویریں جب میں تم سے مانگو تو بھیج دے نا: عروہ نے اسکے فون سے نمبر اپنے فون میں سیو کیا۔

اسکا نام عائشہ ہے۔۔۔۔ جب میں عادل کے ساتھ تمہاری مہندی کے کپڑے ٹیلر سے لے نے گئی تھی تب بھی عادل نے اسے گھر تک چھوڑا تھا۔: عروہ نے نام بتانا ضروری سمجھا۔

مطلب تمہیں اسکے گھر کا پتہ ہے: عروہ نے آنکھیں بڑی کریں۔

نہیں میں نے اتنا غور نہیں کیا تھا جب: مہر نے آہستہ سے بتایا۔

ہمم کوئی بات نہیں انشاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ اور تم یہ زیادہ جزباتی کوئین

نہیں بنو سب ٹھیک ہو گا۔۔۔ اچھا اب میں چلتی ہو دیر ہو رہی ہے: عروہ بیڈ سے

اتری۔۔۔

کھانا کھا کے جانا: مہر نے روکنا چاہا۔۔۔

بہن میں اب شادی شدہ ہو گئی ہوں اپنے میاں کے ساتھ ہی کھانا کھاتی ہوں اور ویسے

بھی میرے میاں جی آنے والے ہوں گے۔۔۔ انہیں آتے ہی میری صورت دیکھنی

ہوتی ہے: عروہ نے فخر سے کہا۔

ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی: مہر مسکرائی۔۔۔۔ عروہ سے بات کر کے اسے اچھا

محسوس ہوا تھا۔۔۔

ہممم اللہ حافظ: عروہ اسے مل کے کمرے سے نکل گئی۔۔۔

دیکھ رہی تھی T.V بجو آپ جارہی ہیں کھانا کھا کے جائے گانا: حیا جوہال میں بیٹھی
عروہ کو نیچھے آتے دیکھ کہا۔

نہیں گڑیا پھر کبھی، ابھی دیر ہو رہی ہے: عروہ اس سے ملتی اپنے گھر کے لیے نکل
گئی۔



مسکان۔۔۔۔۔ مسکان یار کہاں ہو: دانیال گھر آیا تو مسکان کو کہی ناپا کے آواز لگائی۔
جی جی میں یہاں ہوں: مسکان اپنے دوپٹے سے ہاتھ صاف کرتی کچن سے باہر آئی۔
یار ایک کپ کافی تو بنا دوسرے میں درد ہو رہا ہے: دانیال گرنے کے انداز میں صوفے پر
بیٹھا۔

جی میں ابھی بناتی ہوں جب تک آپ فرش ہو جائیں۔۔۔: مسکان کہہ کے جانے لگی
جب اسکی آواز آئی۔

ماما بابا تو کسی کہ شادی پر گئے ہوئے ہیں: مسکان نے بتایا۔

اچھا۔۔ میں فریش ہولوں جب تک تم کافی بناؤ: وہ اسکا گال تھپتھپاتا کرے کی طرف بڑھ گیا تو وہ بھی مسکراتی ہوئی کافی بنانے چل دی۔۔۔

آہہہہہہ۔۔۔۔۔:- وہ کمرے کے دروازے پر ہی پہنچا تھا کہ مسکان کی چیخ سن
کے اٹے قدم پکن کی طرف بھاگا۔۔۔۔۔

کیا ہوا مسکان تم ٹھیک ہو: اسنے کچن میں آ کے دیکھا تو مسکان شلف پہ چڑی ہوئی تھی۔۔۔ اسنے فکر مندی سے پوچھا۔

کا۔۔۔۔۔ کا کروچ: اس نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

کیا کا کروچ تم اس کی وجہ سے اتنی زور سے چیخی تھیں۔۔۔۔۔ پتہ ہے تمہاری چیخ سن کے میں کتنا گھبرا گیا تھا: دانیال نے ڈانٹا۔

آپ مجھے بعد میں ڈانٹ لیجیے گا ابھی تو اسے ماریں مجھے کافی بنانی ہے: اسنے جیسے منت کی۔

حد ہے۔۔۔۔۔ اب کس سے ماریں: دانیال جھنجھو لایا۔

وہ وہاں جھاڑور کھی ہے اس سے ماریں: مسکان نے ایک طرف کونے میں رکھی جھاڑو کی طرف اشارہ کیا۔

دانیال نے جھاڑو اٹھائی اور دو تین بار اسکو ماری تو وہ مر گیا۔۔۔۔۔

آجاؤ نیچے مر گیا ہے وہ بیچارہ: دانیال نے اسے ویسے ہی بیٹھے دیکھ کہا۔

اسکے بھی تو بیوی بچے ہوں گے آپ نے اسے مار ڈالا اب انکا کیا ہو گا: وہ کا کروچ پر

نظریں جمائے بالکل سیریس انداز میں بول رہی تھی۔۔۔۔۔ اسے اب افسوس ہو

رہا تھا۔۔۔۔۔

دانیال نے اسے اچھبے دیکھا جیسے اسے اسکی دماغی حالت پر شک ہو رہا ہوں۔۔۔۔۔

بیگم تم نے مروایا ہے اسے اس میں میری کوئی غلطی نہیں ہے سمجھی۔۔۔۔۔ اور
اب نیچے اترو کیا بچوں کی طرح اوپر بیٹھ گئی ہوں: دانیال اسے کہتا کمرے کی طرف چلا
گیا۔

مسکان ہوش میں آئی تو دیکھا دانیال تو وہاں سے جا چکا ہے لیکن کا کروچ کی لاش تو وہی
پڑی ہے نا..... دانیال اسے تو ہٹا کے جائیں۔۔۔ سن رہے ہیں آپ: مسکان نے
اوپنی آواز میں بولا لیکن وہ تو فریش ہونے جا چکا تھا تو اسکی آواز کیسے سن تا۔۔۔۔
وہ تقریباً آدھا گھنٹے بعد شاور لے کے نکلا۔۔۔۔ کمرے میں مسکان کو ناپا کے باہر
بڑا۔۔۔۔ وہ باہر بھی کہی نہیں تھی تو وہ اسے دیکھتا ہوا کچن میں آیا اور یہ دیکھ کے
حیران ہو گیا کہ وہ ابھی تک شلف پر بیٹھی ہوئی ہے بلکہ اب تو سو بھی گئی ہے بیٹھے
بیٹھے ہی۔۔۔۔

مسکان۔۔۔۔۔ ہم: دانیال نے آواز دی تو اسنے نیند میں ہی ہمسم کیا۔

وہ آگے بڑھا اور اسے اپنی باہوں میں اٹھالیا۔۔۔۔۔ وہ شاید گہری نیند میں اتر گئی تھی تبھی نہیں اٹھی اور ناہی اسے اٹھایا۔۔۔۔۔

اسنے کمرے میں لا کے بہت آرام سے اسے بیڈ پر لیٹایا اور خود بھی اسکے برابر میں لیٹ کے اسکا سر اپنے سینے پر رکھ خود بھی آنکھیں موند گیا۔۔۔۔۔



ارے آگئے آپ: عروہ گھر آئی تو شہاب آچکا تھا۔

جی محترمہ میں تو آگیا لیکن آپ کہاں گھومتی پھر رہی ہیں: شہاب کوزینب بیگم نے بتا دیا تھا لیکن پھر بھی وہ عروہ سے پوچھ رہا تھا۔

وہ میں پھوپھو جان کے گھر گئی تھی اس لڑکے کے بارے میں کچھ ڈیٹیلز لینے لیکن وہاں جا کے پتہ چلا کہ پھوپھا جان تو گھر پر ہیں نہیں تو میں مہر سے باتیں کرنے بیٹھ گئی اور وقت کا پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔: عروہ نے آرام سے بتایا۔

ہممم اوکے: شہان نے سر ہلایا۔

آپ فریش ہو جائیں میں کھانا لگواتی ہوں: وہ کہتی کچن میں چلی گئی تو شہاب بھی اٹھتا کمرے میں فریش ہونے چلا گیا۔

اسکا سارا دھیان عادل اور مہر کی طرف تھا۔۔۔ وہ جلد از جلد عادل سے بات کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔ وہ ایک طرف کی بات سن کے کسی کو جج نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔ کھانے کے دوران بھی اسنے عادل کا بہت ویٹ کیا لیکن وہ آیا ہی نہیں۔۔۔۔ وہ رات کو کتنی ہی دیر اسکا انتظار کرتی رہی لیکن جب وہ نہیں آیا تو سونے چلی گئی۔۔۔۔

عادل جان بوجھ کے رات دیر سے گھر آیا تھا۔۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس سے کوئی کچھ پوچھے اس لڑکے کے بارے میں۔۔۔۔ وہ علی کے بارے میں سب معلوم کروا چکا تھا۔۔۔۔ علی میں کوئی ایسی برائی نہیں تھی جس کی وجہ سے انکار کیا جائے۔۔۔۔ وہ انہیں سب باتوں سے بچ رہا تھا وہ نہیں بتانا چاہتا تھا کسی کو کچھ بھی۔۔۔۔ اب بھی وہ صبح ہوتے ہی نکل گیا تھا پولیس اسٹیشن جانے کے لیے۔۔۔۔

اس کے دماغ بھی ہر وقت صرف مہر کو کھونے کا ڈر سوار تھا۔۔۔۔۔ وہ اسے کسی قیمت پر کھونا نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔۔ وہ اسکا عشق تھی۔۔۔۔۔ وہ جب سے محبت سے آشنا ہوا تھا جب سے بس مہر سے ہی محبت کی تھی۔۔۔۔۔



مسکان کی آنکھ کھولی تو نظر اپنے برابر میں لیٹے دانیال پر گئی جو سکون کی نیند سو رہا تھا۔۔۔۔۔

اسے ایک دم رات کا واقعہ یاد آیا تو اٹھ کے بیٹھی۔۔۔۔۔

رات کو میں وہی سو گئی تھی۔۔۔۔۔ اور دانیال نے مجھے اٹھایا بھی نہیں۔۔۔۔۔ اب پتہ نہیں دانیال نے کھانا کھایا بھی ہو گا یا نہیں: اسکو فکر لاحق ہوئی۔۔۔۔۔

دانیال اٹھیں صبح ہو گئی ہے آپ کو آفس جانا ہے نا: اسنے دانیال کو ہلکا سا ہلایا۔
ہممم پانچ منٹ اور: نیند میں کہتے اسنے کروٹ بدلی۔

دانیال آپ نے رات کو کھانا کھالیا تھا نا: اسنے پھر ہلایا۔

اونہہ یار سونے بھی نہیں دیتیں تم تو بہت ظالم بیوی ہو: دانیال نے براسا منہ بنا کے اسے دیکھا۔

آپ نے کھانا کھایا تھا نا رات کو: وہ اسکی بات نظر انداز کرتے ہوئے بولی۔

نہیں: اک لفظی جواب دے کے وہ بیک گراؤنڈ سے ٹیک لگا کے بیٹھا۔

کیوں نہیں کھایا مجھے جگا دیتے: مسکان فکر مند ہوئی اور شر مندہ بھی کے وہ اسکی وجہ سے بغیر کھانا کھائے سو گیا۔

ایک بات بتاؤ جب میں نے کا کروچ کو مار دیا تھا پھر تم نیچے کیوں نہیں اتریں: دانیال کو جاننے کا تجسس ہوا۔

آپ نے اسے تو مار دیا تھا لیکن اسکی لاش تو نہیں ہٹائی تھی نا۔۔۔

اور میں نے آپ کو کتنی آوازیں دیں لیکن آپ نے میری ایک آواز نہیں
سنی۔۔۔۔۔

اور تو اور شاہور لے کے بھی اتنی دیر سے نکلے کے مجھے نیند آگئی اور میں وہیں سو گئی۔
مسکان انگلیاں مڑوڑتے ہوئی بولی۔

کیا مطلب یا تم ایک مرے ہوئے کا کروچ سے بھی ڈرتی ہو۔۔۔۔۔ ہا ہا ہا تم کتنی
ڈر پوک ہو: دانیال نے قہقہہ لگایا۔

ہی ہی ہی بہت ہنسی آرہی ہے آپ کو۔۔۔ اگر آپ کے سامنے شیر آجائے نا!!!! تو
پوچھو آپ سے: مسکان نے خفگی سے کہا۔

ایک منٹ۔۔۔ شیر اور کا کروچ کا کیا لینا دینا۔۔۔ شیر سے تو ہر کوئی ڈرتا ہے۔
دانیال کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ کہنا کیا چاہتی ہے۔

بلکل اسی طرح نانتی نائن پوائنٹ نائن فیصد لڑکیاں کا کروچ تو کیا کا کروچ کی لاش سے
بھی ڈرتی ہیں: اسنے مطلب سمجھایا جو کچھ کچھ دانیال کے سمجھ میں آگیا۔

شیپ دی۔ o اواچھااااا: اسنے ہونٹوں کو

کہاں چلیں: اسے اٹھتا دیکھ دانیال نے اسکا ہاتھ پکڑا۔

فریش ہونے پھر آپ کے لیے ناشتہ بھی تو بنانا ہے نا۔۔۔۔۔ اب نے رات کو بھی کچھ

نہیں کھایا تھا: مسکان نے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے نکلا اور واشتروم کی طرف بڑھ گئی۔

ہممم ویسے بھی اب تو پیٹ میں چوہے بھی گودنا شروع ہو گئے ہیں: اسنے پیٹ پر ہاتھ

رکھ بے بسی سے کہا تو وہ مسکراتی ہوئی واشتروم میں گھس گئی۔

کا کروچ کی لاش۔۔۔۔۔ اففف میری ڈرپوک بیوی: اسنے مسکرا کے سر جھکا۔



عروہ جب صبح نیچے آئی تب اسے پتہ چلا کہ عادل تو آج بھی جلدی چلا گیا ہے لیکن

اسنے سوچ لیا تھا کہ آج وہ ہر حال میں عادل سے بات کر کے رہے گی تبھی پوری بات

پتہ چلے گی۔۔۔۔۔

وہ ہال میں بیٹھی سوچ رہی تھی جب عاقل اسکے سامنے آ کے بیٹھا۔۔۔۔

تم آج آفس نہیں گئے: عروہ نے اسے بیٹھتے دیکھ پوچھا۔

جاؤ گا لیکن تھوڑی دیر سے: عاقل نے مسکرا کے جواب دیا۔

اچھا بھابھی جی ایک کپ چائے مل سکتی ہے: عاقل نے پوچھا۔

نہیں: عروہ نے ٹکسا جواب دیا۔

کیوں: عاقل نے حیرت سے پوچھا۔

میری مرضی یوں: عروہ نے مزے سے کہا۔ لیکن انداز ایک دم سیریس تھا۔

اچھا ایک گلاس پانی تو مل سکتا ہے نا۔۔۔۔ دیکھو اب منا نہیں کرنا۔۔۔۔ پانی پلانے

سے ثواب ملتا ہے: اس سے پہلے وہ منا کرتی عاقل نے ثواب کا بول کے بات ہی ختم

کر دی۔۔۔

لاتی ہوں: وہ اسے گھورتی ہوئی کچن کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

اسکے جانے ہی عاکل نے پھرتی سے عروہ کا فون اٹھایا۔۔۔ وہ تو شکر ہے کے اسنے لوک نہیں لگایا ہوا تھا تو اسے آسانی ہو گئی۔۔۔ کو نٹک میں جا کے سحر کا نمبر سرچ کرنے لگا۔۔۔ بار بار نظر کچن کی طرف بھی جارہی تھی کے کہیں وہ آنا جائے۔۔۔ سحر کا نمبر سامنے آتے ہی جلدی سے اپنے نمبر پر سینڈ کیا۔۔۔ لیکن نمبر جا ہی نہیں رہا تھا۔۔۔۔

اففف ہو یہ نیٹوک: وہ بڑبڑایا۔ کے اتنی دیر میں عروہ پانی لے کے آئی تو اپنا موبائل عاکل نے ہاتھ میں دیکھ ٹھٹکی۔۔۔

تم کیا کر رہے ہو میرے فون کے ساتھ: وہ عاکل کے سر پر پونچی۔

عاکل جو نمبر سینڈنا ہونے کی وجہ سے اسکی طرف متوجہ تھا اسکی آواز پر کڑبڑا کیا اور فون ایک دم ہاتھ سے چھوٹے چھوٹے بچا۔

ہائے اللہ۔۔۔۔ عاکل ابھی میرا فون گر جاتا تو۔۔۔ وہ تو اللہ کا شکر ہے کے اسنے بچا لیا۔: اسے فون عاکل کے ہاتھ سے جھپٹا۔

ویسے تم کر کیا رہے تھے میرے فون کے ساتھ: عروہ نے شکی نظروں سے دیکھا۔

وہ۔۔۔ وہ میں ت۔۔ تو کچھ نہیں کر رہا تھا۔۔۔ بس ایسے ہی دیکھ رہا تھا کہ کیا کیا

ہے تمہارے فون میں: عاقل اسکے ایک دم آجانے سے گھبرا گیا تھا۔

تو اتنا کیوں گھبرا رہے ہو جیسے کوئی چوری پکڑی گئی ہو: عروہ نے آنکھیں چھوٹی کیں۔

نہیں تو ایسا تو کچھ نہیں ہے: وہ سنبھل کے بولا۔

ہممم لو پانی: عروہ نے گلاس اسکے سامنے کیا۔۔۔

اسنے گلاس تھام ایک ہی سانس میں پانی حلق میں اتارا

یہ کیا ہے۔۔۔ تم سحر کا نمبر کیوں لے رہے تھے: عروہ نے واٹس ایپ چیک کی تو

حیران ہوئی۔

می۔۔ میں تو نہیں لے رہا تھا: عاقل ہکلا یا۔

میری شکل پر پاگل رکھا ہے یا میں اندھی ہو جو دیکھ نہیں رہا مجھے: عروہ نے بھنویں سو کیڑیں۔

پاگل لکھا نہیں لیکن تم ہو: اسنے بات گھومنے کی کوشش کی جو عروہ کے سامنے ناممکن تھی۔

اسکا جواب میں تمہیں بعد میں دوں گی۔۔۔۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تم سحر کا نمبر کیوں لے رہے تھے اور اس بار میں کوئی بہانا نہیں سنوں گئی۔۔۔۔: عروہ نے انگلی اٹھا کے وارن کیا۔

ایسے ہی بس۔۔۔۔ وہ کافی اچھی لڑکی ہے تو سوچا بات کر لوں: عاکل نے آنکھیں پٹیٹا کے کہا۔

چلو یہ تو ہو گیا جھوٹ، اب سچ بتاؤ: عروہ نے آنکھیں دکھائیں۔

ہااااا: اسنے ٹھنڈی سانس خارج کی اور بتانے کا فیصلہ کیا کیوں کہ عروہ تو سچ جانے بغیر پیچھا نہیں چھوڑنے والی تھی۔

مجھے پسند ہے وہ: عاقل نے بلا آخر بودیا۔

پسند یا محبت: عروہ نے پھر پوچھا لیکن گھورنا ابھی بھی بند نہیں کیا تھا۔

محبت: عاقل سحر کو سوچتا مسکرا کے بولا۔

اچھا تو تم اسکا نمبر لے کے کیا کرتے: عروہ اب پرسکون پوئی۔ وہ جانتی تھی شاید کے وہ کیا جواب دے گا۔

اسے بتاتا کے میں اس سے محبت کرتا ہوں شادی کرنا چاہتا ہوں: عاقل نے فٹ سے کہا۔

اور تمہیں لگتا ہے کے وہ مان جاتی: عروہ نے ایک آنبر و اچکائی۔

پتہ نہیں: اس بار وہ تھوڑا سا اداس ہوا۔

کمال کرتے ہیں آپ دیور جی۔۔۔ آپ کو اتنا بھی نہیں پتہ: عروہ نے جیسے مزاق اڑایا۔

جیسے تمہیں تو بہت پتہ ہے نا: عاقل نے طنز کیا۔۔۔

وہ میری بسٹی ہے: عروہ نے جتلا یا۔

تو پھر تمہیں بتاؤ کے مجھے کیا کرنا چاہیے: عاقل نے معصوم شکل بنائی۔

تمہارا نام عاقل کس نے رکھا!!!! جب کے تم میں عقل نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔۔۔۔۔ بھٹی لڑکی کو پرپوز کرنے سے پہلے یہ تو جان لیتے کے وہ کس نیچر کی لڑکی ہے۔۔۔۔۔

اور میری دوست تو ہے بھی ایک پکی مشرقی لڑکی جو اپنے بابا کے کہنے پر ہی شادی کرے گی جس سے وہ چاہیں کے۔۔۔

وہ تو شکر ہے میں نے تمہیں پکڑ لیا نہیں تو تم نے تو پہلے سے ہی رجیکٹ ہونے کا پروگرام بنالیا تھا۔۔۔۔۔ عروہ نے آخر میں افسوس سے سر ہلایا۔

تو اب میں کیا کرو: عاقل نے پریشانی سے پوچھا۔

تم کچھ نہیں کرو۔۔۔ اب اس میں بھی مجھے ہی کچھ کرنا ہو گا: عروہ نے بے زاریت سے کہا۔

اس میں بھی کا مطلب: عاکل سمجھا نہیں تھا۔

کچھ نہیں: وہ کہہ کے اٹھ کھڑی ہوئی تو عاکل نے بھی کندھے اچکا دیے۔

اور ہاں مسٹر بے وقوف کسی کو واٹس ایپ پر میسج بھیجنے سے پہلے ڈیٹا یا وائی فائی کھولا جاتا ہے۔۔۔۔ سمجھے: عروہ نے جاتے جاتے مڑ کے کہا اور پھر واپس اپنے کمرے میں چلی گئی۔

اف تو بہ عاکل۔۔۔۔: عاکل کو جب اسکی بات سمجھ آتی تو ہاتھ سر پر مارا۔



اسلام و علیکم۔۔۔۔ ممانی جان کیسی ہیں آپ اور کیا کر رہیں ہیں: حیانے لان میں بیٹھی سبزیاں کاٹتی نورین بیگم سے پوچھا۔

وعلیکم اسلام۔۔۔ میں ٹھیک ہوں بیٹا اور کھانا بنانے کی تیاری کر رہی ہوں: نورین بیگم نے اسی کے انداز میں جواب دیا۔

لائیں میں آپ کی ہیلپ کرواتی ہوں: حیانے انکے سامنے سے سبزیاں اٹھائیں۔

ارے نہیں بیٹا میں یہ کر لوں گی تم رہنے دو: نورین بیگم نے منا کیا۔

ارے امی کرنے دیں نا ویسے بھی کوئی کام تو کرتی نہیں ہے اسی بہانے کچھ کر تو رہی ہے: احد جو اپنے کمرے کی بالکونی پر کھڑا ہوا تھا انہیں دیکھ بولے بغیر نارہ سکا۔

اور تم گھر پر فارغ ہوتے ہوئے بھی ممانی جان کی مدد نہیں کروارہے کتنے شرم کی بات ہے: حیانے حساب برابر کیا۔

کام ہوتا ہے مجھے اب تمہیں دیکھا کے تو نہیں کرو گانا: احد کو آگ لگی۔

ممانی جان آج کا پورا دن میں آپ کے ساتھ گزراؤں گی اور کھانا بھی کھا کے جاؤ گی: حیا نے احد کی بات اگنور کی تو وہ جیسے جل بھن گیا۔

کیوں نہیں بیٹا ضرور: انہیں نے پیار سے کہا۔۔۔

اس سے زیادہ پیار احد سے دیکھا نہیں جاسکتا تھا اس لیے جلتا بجھتا کمرے میں چلا گیا۔

.... حیانے اوپر دیکھا تو اسے وہاں ناپہ کے مسکرا دی



ہیلو عادل کیا کر رہے ہو اس وقت: عروہ کال لیس ہوتے ہی بولنا شروع ہوئی۔

کام کر رہا ہوں: عادل جو کوئی فائل ریڈ کر رہا تھا اسے بند کی۔

کب تک فری ہو گے: عروہ نے پوچھا۔

پتہ نہیں: مختصر جواب آیا۔۔

رات کو کب گھر آؤ گے: عروہ نے ایک اور سوال پوچھا۔

پتہ نہیں: پھر وہی جواب۔

مجھے تم سے مہر کے بارے میں کچھ بات کرنی ہے: عروہ جانتی تھی وہ ایسے ہاتھ نہیں آئے گا۔

کیا بات کرتی ہے۔۔۔۔۔ سب ٹھیک تو ہے نا: وہ جو سیٹ سے ٹیک لگائے بیٹھا ہوا تھا مہر کے نام پر سیدھا ہوا۔

فون پر نہیں بتا سکتی ملو گے تو بتاؤ گی: عروہ نے کہا۔

میں ابھی گھر آتا ہوں: عادل نے جلدی سے کہا۔۔۔۔۔

وہ پہلے ہی بہت پریشان تھا مہر کو لے کے اب عروہ کی بات سے اور بھی پریشان ہو گیا تھا کہ پتہ نہیں عروہ ایسی کیا بات کرنا چاہی ہے جو فون پر نہیں ہو سکتی۔
نہیں تم تو بڑی ہونا: عروہ نے طنز کیا۔

نہیں میں اب فری ہو گیا ہوں۔۔۔۔۔ بس تھوڑی دیر میں گھر آتا ہوں پر بیٹھ کے بات کریں گے: عادل نے سنجیدگی سے کہا۔

نہیں گھر پر یہ بات کرنا صحیح نہیں ہو گا۔۔۔ ایک کام کرو تم پہلے گھر آؤ پر ہم کہیں باہر چلیں گے۔۔۔۔ تاکہ سب کو لگے کہ ہم ایسی گھومنے گئے ہیں۔۔۔۔ کیونکہ یہ بات کسی کو پتہ نہیں چلنی چاہیں۔۔۔: عروہ بھی سیریس ہوئی

ہممم ٹھیک ہے: عادل نے ہامی بھر اور فون رکھ اپنا چھوٹا موٹا کام نمٹانے لگا۔

یا اللہ!!! ساری مشکلاتیں حل فرماں۔۔۔: عروہ فون بند کرتی نیچے چل دی۔۔۔



تائی امی میرا آئسکریم کھانے کا بہت دل کر رہا ہے: عروہ زینب بیگم کے پاس بیٹھی ان سے باتیں کر رہی تھی۔

تو شہاب کو بلا لو اور چلی جاؤ: انہوں نے حل بتایا۔

نہیں ناتائی امی وہ صبح بول کے گئے تھے کہ آج تھوڑی دیر سے آئے گے کسی کلائنٹ کے ساتھ میٹنگ ہے: اسنے شہاب کی صبح بولی گئی بات بتائی۔

اچھا چلو عاقل آجائے تو اسکے ساتھ چلی جانا: انہیں نے مسکرا کے کہا۔

ارے بیٹا تم آج کافی جلدی آگئے: زینب بیگم نے ہال میں داخل ہوتے عادل کو دیکھ کے کہا۔

جی ماما بس کام کم تھا تو سوچا جلدی گھر چلا جاتا ہوں: عادل صوفے پر انکے ساتھ بیٹھا۔
شکر ہے اللہ آپ کا آپ نے میری سن لی اور آئسکریم کھانے جانے کے لیے عادل کو بھیج دیا۔: عروہ نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کے شکر ادا کیا۔ تو اسکی حرکت پر زینب بیگم مسکرا دیں۔

عادل تم فریش ہو جاؤ پھر ہم آئسکریم کھانے چلیں گے: عروہ نے عادل کو دیکھ جوش سے کہا تو وہ ہاں میں سر ہلاتا اپنے کمرے میں چل دیا۔

وہ فریش ہو کے آیا تو عروہ اسی کے انتظار میں کھڑی تھی۔

وہ دونوں زینب بیگم کو اللہ حافظ بولتے ہوئے نکل گئے۔

کہاں چلنا ہے: عادل نے ڈرائیونگ کے دوران پوچھا۔۔۔

آئسکریم کھانے: عروہ نے باہر روڈ پر نظر جمائی کہا۔ تو اسنے سر ہلایا۔

عادل نے گاڑی آئسکریم پالر کے سامنے روکی۔۔۔ وہ دونوں گاڑی سے اتر کے اندر گئے اور لوگوں کے ہجوم سے دور ایک ٹیبل پر بیٹھ گئے۔۔۔

عروہ نے اپنے لیے آرڈر دیا جب کے عادل کا کوئی موڈ نہیں تھا کچھ بھی کھانے پینے کا۔۔۔ آج کل تو اسکی بھوک پیاس سب ختم ہو گئی تھی۔۔۔۔ وہ مہر کے علاوہ اور کسی بارے میں سوچ ہی نہیں رہا تھا۔ اسکی ہر سوچ مہر سے شروع ہو کے مہر پر ہی ختم ہو رہی تھی۔۔۔۔

بولو تم کیا بتانے والی تھیں مہر کے بارے میں: عادل نے سنجیدگی سے پوچھا۔

ارے بھئی صبر رکھو پہلے آئسکریم تو آنے دو۔۔۔۔ وہ کھا کے پھر سکون سے بتاؤ گی: وہ سکون سے بولی۔

میم یہ آپ کی آئسکریم: ابھی وہ کچھ کہتا کے ویٹر آئسکریم لے آیا۔

اب آسکریم آگئی اب تو بتاؤ: عادل نے ضبط سے پوچھا۔
پہلے کھانے تو دو: وہ مزے سے بولتی کھانے میں مصروف ہو گئی۔
تو کھاتے کھاتے بتا دونا: وہ جھنجھلایا۔

تم کیوں اتنے بے چین ہو رہے ہو جاننے کے لیے: عروہ نے ایک آنسو رواچکائی۔

وہ۔۔۔ وہ اس لیے کیوں کے مہر میری کزن ہے مجھے اس کی فکر ہے: عادل نے سنبھلتے ہوئے کہا۔

اووووواچھااااا۔۔۔۔۔ صرف کزن ہے؟: عروہ نے آنسکریم کا چچہ منہ میں ڈالا۔

ہاں صرف کزن ہے: عادل نے جھوٹ بولا۔

عادل واصف سکندر کب سے جھوٹ بولنے لگے: سامنے بھی عروہ تھی۔ S.P۔
اففف عروہ تم سے کوئی بچ بھی سکتا ہے: عادل نے دانت پیسے۔

نہیں۔۔۔ اسی لیے بول رہی ہوں جو بھی ہے خودی بتادو: عروہ نے سکون سے کہا۔

ہاں میں محبت کرتا ہوں مہر سے اور ابھی سے نہیں بہت پہلے سے اور وہ بھی مجھ سے محبت کرتی ہے: عادل نے گہری سانس خارج کر کے بتایا۔

ہممم پتہ ہے۔۔۔۔۔ میں تو بس تمہارے بھی منہ سے سنا چاہ رہی تھی: اسنے دانت دکھائے۔

تمہارے بھی سے کیا مطلب: عادل نے آنکھیں چھوٹی کیں۔

مہر مجھے پہلے ہی سب بتا چکی ہے اور وہ بھی بتایا ہے جو تم نہیں جانتے: عروہ سنجیدہ ہوئی۔

ایسا کیا ہے جو میں نہیں جانتا: وہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پھنسا کے ٹیبل پہ رکھ آگے ہوا۔

عائشہ کون ہے: عروہ نے پہلا سوال کیا۔

عائشہ کا ذکر کہاں سے آگیا یہاں: عادل کو سمجھ نا آیا۔

عادل میرے سوال کا جواب دو مجھ سے سوال نہیں کرو: عروہ نے بھنویں سو کیڑی۔
عائشہ میری دوست ہے!!!!۔۔۔۔۔ اسنے ایک کیس میں میری بہت مدد کی تھی بس
جب سے ہی ہم اچھے دوست ہیں اور کچھ نہیں: عادل کو کچھ عجیب لگا عائشہ کا یہاں
ذکر۔

کیا وہ بھی صرف تمہیں دوست مانتی ہے: پر سکون لہجے میں دوسرا سوال کیا۔
ہاں۔۔۔۔۔ لیکن تم یہ سب کیوں پوچھ رہی ہو۔۔۔۔۔ میرے اور مہر کے معاملہ
میں عائشہ کہاں سے آگئی: عادل عائشہ کے بار بار ذکر پر بے زار ہو گیا تھا وہ یہاں مہر
کے بارے میں جاننے آیا تھا اور عروہ عائشہ نامہ لے کے بیٹھ گئی تھی۔
ضروری نہیں جیسا آپ سوچتے ہوں سامنے والا بھی آپ کو ویسا ہی سوچتا ہو۔۔۔۔۔
یہ دیکھو: عروہ نے فون آگے کیا۔۔۔۔۔ وہ یہاں آنے سے پہلے مہر سے ساری
تصویریں لے چکی تھی۔

یہ!!!!!!.....:عادل حیران ہوا اپنی اور عائشہ کی تصویریں دیکھ کے۔۔۔ اس سے کچھ بولا ناگیا۔

عادل تمہیں پتہ ہے یہ تصویریں میرے پاس کیسے آئیں: عروہ نے باغور اسکا چہرہ دیکھا جو حیرت میں ڈوبا ہوا تھا۔

میں نے یہ تصویریں مہر سے لیں ہیں۔۔۔ اسے عائشہ نے خود یہ تصویریں بھیجی تھیں:

اسے خاموش یا کے عروہ نے بات جاری رکھی۔

اور پھر مہر نے خود اپنی آنکھوں سے تمہیں اسکے ساتھ دیکھا
تھا۔-----: عروہ نے مہر کی بتائی ہوئی پوری بات عادل کے
گو شگوزار کی جو بے یقینی کی کیفیت میں تھا۔---

اچھا تبھی مہر کارویہ مجھ سے روڈ ہو گیا تھا: عادل کو مہر کارویا اب سمجھ آیا تھا۔

لیکن اسے مجھے سے بات کرنی چاہیے تھی۔۔۔۔۔ مجھ پر یقین کرنا چاہیے تھا: عادل کو دکھ ہوا۔

عادل اس میں اسکی کوئی غلطی نہیں ہے۔۔۔۔۔ وہ بہت معصوم ہے۔۔۔ جو دیکھا اس پر ہی یقین کر لیا اسنے۔۔۔۔۔ لیکن اسکا دل تمہارے لیے گواہی دے رہا تھا لیکن دل کے آگے دماغ بازی لے گیا اور اسنے دماغ کی سن لی۔۔۔۔۔ وہ تم سے بہت محبت کرتی ہے۔۔۔۔۔ عروہ نے سمجھایا۔

ہمممم تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔۔۔۔۔: عادل نے دھیرے سے کہا۔

عادل میں جانتی ہوں کہ نا غلطی تمہاری ہے نا مہر کی۔۔۔۔۔ جہاں مہر غلط فہمی کا شکار تھی وہیں تم ساری باتوں سے انجان تھے۔۔۔۔۔ اور عادل کم سے کم تمہیں مہر کو تو سچ ہی بتانا چاہیے تھا۔۔۔۔۔ یہ ساری غلط فہمی عائشہ کی پیدا کی ہوئی ہے۔۔۔۔۔ میں نے مہر کی پوری بات سنی تھی اب میں تمہاری پوری بات جاننا چاہتی ہوں کہ اس دن ہوا کیا تھا۔۔۔۔۔ عروہ نے رسالت سے کہا۔

ہممممم: عادل نے سانس بھرا اور بتانا شروع کیا۔



(کچھ ماہ پہلے)

ہیلو: عادل ڈرائیو کر رہا تھا۔ وہ پولیس اسٹیشن سے نکل کر گھر جا رہا تھا مہر کو لینے تاکہ وہ لنچ پر جاسکیں۔۔۔۔ جب راستے میں ہی اسکا فون بج گیا۔

عادل۔۔۔۔ عادل پلیز آپ جلدی اس پتے پر آجائیں کچھ لوگ میرے پیچھے پڑے ہوئے ہیں: دوسری طرف سے کافی ڈری ہوئی آواز آئی اور یہ کہہ کے فون بند ہو گیا۔۔۔ جب کے فون کرنے والے کے چہرے پہ شیطانی مسکراہٹ تھی۔

ہیلو،،، ہیلو عائشہ: عادل نے سائند پر گاڑی روکی۔۔۔ جب میسج ٹون بجی۔۔۔۔ اسنے جلدی سے میسج پڑھا جہاں آڈرس آیا ہوا تھا۔۔۔۔ وہ آبادی سے تھوڑا دور ایک سنسان جگہ کا آڈرس تھا۔۔۔۔

آڈرس پڑھ کے عادل نے جلدی سے گاڑی اسٹاٹ کی اور تیزی سے آگے بھڑھائی۔۔۔ وہ بہت پریشان ہو گیا تھا عائشہ کی آواز سن کے۔۔۔

وہ اس جگہ پر پہنچا تو۔۔۔ اسے سامنے سے کوئی لڑکی بھاگتی ہوئی آتی دیکھائی دی۔۔۔۔ اسنے گاڑی کو بریک لگائی اور تیزی سے گاڑی سے نکلا۔۔۔۔ اسے پہچاننے میں وقت نہیں لگا تھا کہ وہ عائشہ ہے جو اسی کہ طرف بھاگتی ہوئی آرہی ہے۔۔۔۔

عائشہ بھاگتے ہوئے آئی اور سیدھا عادل کے گلے لگ گئی۔۔۔۔ اتنے میں ایک کلیک... کی آواز آئی اور وہ منظر کیمرے میں قید کر گئی جس سے عادل ناواقف تھا عادل بوکھلا گیا تھا اسکے اس طرح اچانک گلے لگنے سے لیکن اسنے اپنا حصار نہیں بنایا تھا۔۔۔ اسنے نرمی سے بازو پکڑ کے خود سے دور کیا۔۔۔۔

کیا ہوا عائشہ تم ٹھیک تو ہونا اور کون تمہارے پیچھے پڑا ہوا ہے بتاؤ مجھے: عادل نے اسکا چہرہ دکھا جو ہاتھوں میں چھوپا ہوا تھا۔۔۔۔

وہ چہرہ ہاتھوں میں چھوپائے رونے کی اداکاری کر رہی تھی جو کمس کم عادل تو نہیں سمجھا تھا۔

وہ ک۔۔۔۔۔ کچھ بدماش لڑکے تھے۔۔۔۔۔ وہ مجھے تن۔۔۔ تنگ کر رہے تھے:
اسنے ہکلاتے ہوئے بتایا۔

تو تم یہاں سنسان جگہ پر اکیلی کیا کر رہی تھیں: عادل نے پوچھا۔
وہ میں اپنی ایک دوست سے ملنے آئی تھی وہ یہی تھوڑا آگے رہتی ہے: اسنے باضاہر
ڈرتے ہوئے کہا۔

تمہاری گاڑی کہاں ہے: عادل نے ایک اور سوال کیا۔

وہ خراب تھی تو میں رکشے میں آئی تھی: وہ پوری تیاری سے آئی تھی تبھی ہر بات کا
جواب موجود تھا۔

اچھا چلو گاڑی میں بیٹھو: عادل نے اسکی حالت کے پیشے نظر کہا جو عادل کو تو ڈری ہوئی
لگ رہی تھی۔

عادل نے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا تو وہ عادل کے کندھے کا سہارا لیتی بیٹھی۔۔۔۔۔

عادل گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی آگے بڑھائی۔

ہم کہاں جا رہے ہیں: عائشہ نے اپنے گھر کا راستہ دیکھتے ہوئے پوچھا۔

تمہیں تمہارے گھر چھوڑنے جا رہا ہوں: عادل نے ایک نظر اسے دیکھا جو پریشان لگ رہی تھی۔

آہ۔۔۔ نہیں میں ابھی گھر نہیں جانا چاہتی۔۔۔ میں ابھی کافی ڈری ہوئی ہوں اگر ایسے گھر گئی تو امی پریشان ہو جائیں گی اور میں انہیں پریشان نہیں کرنا چاہتی۔۔۔ اگر آپ کو برا نہیں لگے تو کیا ہم تھوڑی دیر کے لیے کسی رسٹورینٹ میں بیٹھ سکتے ہیں: عائشہ نے آہستہ آواز میں کہا۔ وہ گھر جا کے اپنا پلین خراب نہیں کرنا چاہتی تھی۔

ہاں کیوں نہیں: عادل نے ہامی بھری اور گاڑی رسٹورینٹ کی جانب موڑ لی۔

وہ رش سے ہٹ کے بیٹھے تھے۔۔۔۔۔ عادل نے عائشہ کے لیے کچھ کھانے کو مانگو الیا تھا۔

میں ایک فون کر کے آیا: عادل نے کہا۔

عادل پلیز آج کے واقعہ کے بارے میں کسی کو نہیں بتائے گا: اسے اٹھتے دیکھ عائشہ نے اسکے ہاتھ پر جلدی سے اپنا ہاتھ رکھا۔۔۔

تم فکر نہیں کرو کسی کو نہیں بتاؤ گا: عادل نے نامحسوس انداز میں اپنا ہاتھ نکالا اور فون ہاتھ میں لیے سائنڈ میں گیا۔۔۔ مہر کو فون کرنے۔۔۔

عادل کے جاتے ہی عائشہ نے اپنا کام کیا اور واپس معصومیت کا لبادہ اوڑ لیا۔۔۔

وہ فون کر کے واپس آیا تو عائشہ سر جھکائے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

کیا ہوا عائشہ۔۔۔ دیکھو ڈرنے یا گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے میں پتہ لگواتا ہوں کے وہ کون لڑ کے تھے: عادل نے نرمی سے کہا۔

نہ۔۔۔ نہیں عادل اسکی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ میں کسی اور مسئلہ میں نہیں پڑنا

چاہتی۔۔۔ اور اگر یہ بات امی کو پتہ چلی تو وہ کتنی پریشان ہو جائیں گی: عائشہ نے

جلدی سے کہا۔

لیکن عائشہ ایسے تو وہ بدماش لڑکے اور بھی لڑکیوں کو تنگ کریں گے اور ویسے بھی میرا کام ہی ایسے لوگوں کو پکڑنا ہے۔۔۔۔: عادی نے سمجھانا چاہا۔۔۔۔

نہیں عادل پلیز آپ ابھی کچھ نہیں کرو گے۔۔۔۔ ہم بعد میں اس معاملے پر بات کریں گے پلیز: عائشہ نے گھبراتے ہوئے کہا۔۔۔۔ اسے پلین فیل ہونے کا ڈر تھا۔۔۔۔ کے اگر عادل نے سب معلومات نکلوالی اور جب اسے یہ پتہ چلے گا کہ وہاں کوئی لڑکے تھے ہی نہیں صرف وہ جھوٹ بول رہی تھی تو سارہ کھیل خراب ہو جانا تھا۔ اچھا ٹھیک ہے تم رلیکس ہو جاؤ: عادل نے اسے گھبراتا دیکھ کہا۔ اگر وہ اسکی گھبراہٹ کی وجہ جان جاتا تو کبھی ناکہتا۔

اتنی دیر میں ویڑنے آ کے کھانا سر و کیا تو عادل کے نانا کرنے پر عائشہ نے اسے بھی کھانا دیا تو اسے مجبوراً کھانا پڑا۔۔۔۔

عائشہ کی نظریں سیڑھیوں پر ہی تھیں وہ مہر کے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔ کچھ دیر بعد اسکا انتظار ختم ہوا اسے مہر سیڑھیوں کے پاس ہی دیکھ گئی تھی۔۔۔۔ اسکی

نظریں مہر کے چہرے پر ہی تھیں جو آنسوؤں سے بھیگ رہا تھا۔۔۔۔۔ اسے تھوڑی دیر کا افسوس تو ہوا لیکن وہ عادل کو حاصل کرنے کے لیے کچھ بھی کر سکتی تھی۔۔۔۔۔ عادل کا فون بجا جو ٹیبل پر ہی رکھا ہوا تھا وہ دیکھ چکی تھی کہ مہر کی کال ہے۔۔۔۔۔ عادل پلینز کسی کو کچھ نہیں بتائے گا: عائشہ نے کہتا کہ وہ فون دیر سے اٹھائے۔۔۔۔۔

!!!! اسنے ہاں میں سر ہلاتے کال ریسپونڈ کی

ہیلو مہر سب خیریت ہے: عادل نے فکر مندی سے پوچھا۔

کہاں ہیں آپ: مہر نے پوچھا۔

میں نے بتایا تھا نا کہ میں کسی کام سے جا رہا ہوں: عادل نے نرمی سے کہا۔۔۔۔۔

اوکے: اک لفظی جواب دے کے اسنے فون رکھ دیا۔۔۔۔۔ تو عادل نے ایک نظر فون کو

دیکھ کھانے کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔۔۔ وہ جلد سے جلد گھر جانا چاہتا تھا۔۔۔۔۔

کھانا کھا کے انہوں نے واپسی کی رہ لی۔۔۔ اسنے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے اوپر دیکھا تو
مہر نظر آئی جو انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔ وہ اسے جلانے کے لیے اور اپنے پلین کی
کامیابی پر مسکراتی ہوئی گاڑی میں بیٹھی۔۔۔۔۔ یہ جانے بغیر کے اس معصوم کے دل
پر کیا گزر رہی ہو گی۔۔۔۔۔

صاحب: عائشہ نے اپنی پرانی ٹون میں کہا لیکن آواز آہستہ ہی S.P تھینکس۔
رکھی۔۔۔۔۔

یہ تو میرا فرض تھا: عادل نے اچھے دوست کی طرف کہا اور اللہ حافظ کہتا گاڑی
چلا دی۔

پیچھے وہ فاتحانہ مسکراہٹ سجائے گھر میں داخل ہوئی۔



.....(حال)

میں عائشہ کو چھوڑو گا نہیں: عادل کو غصہ آیا۔۔۔۔۔ وہ تو اسے اپنا اچھا دوست سمجھ رہا تھا لیکن اس نے کیا کیا۔۔۔۔۔ اسے عائشہ سے ایسی امید نہیں تھی۔

نہیں عادل ابھی تم کچھ نہیں کرو گے نا تم اسے کچھ کہو گے۔۔۔۔۔ ابھی تو ہمیں گھر میں بات کرنی ہے سب سے وہ بھی جلدی کیوں کے پھوپھا جان بتا رہے تھے کہ ان کو علی کے آئے رشتے میں کوئی برائی نظر نہیں آرہی وہ تو میں نے یہ کہہ کے ٹال دیا کہ ایک بار عادل ساری ڈیٹیلز بھی نکال لے پھر ہم کچھ سوچے گے!!! عروہ نے تحمل سے کہا۔

ہممم تم ٹھیک کہہ رہی ہو لیکن ہم کرے گے کیا: عادل نے پیشانی مسلی۔۔۔۔۔

تم کچھ نہیں کرو گے کروں گی تو اب میں بس تم شادی کی تیاریاں شروع کرو: عروہ نے مسکراتے ہو کہا۔

اور تمہیں لگتا ہے کہ سب مان جائیں گے: عادل نے اسے دیکھا جو پر سکون لگ رہی تھی۔۔۔

بلکل سب کو منانا تو میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے: عروہ نے چٹکی بجائی۔۔۔۔۔ تو عادل اسکا کونفیڈنٹ دیکھتا مسکرا دیا۔۔۔

کیا تم مجھے ایک اور آئسکریم کھلانا چاہتے ہو: عروہ نے اشتیاق سے کہا۔
نہیں بلکل نہیں: عادل نے انکار کیا۔

تو پھر بیٹھے کیوں ہو چلو۔۔۔۔۔ ویسے اگر اپنی پیاری سی بھابھی کو ایک آئسکریم اور کھلا دو کے تو کچھ جائے گا نہیں تمہارہ۔۔۔: عروہ نے ناک چڑائی۔

اچھا بھابھی جی دلا دیتا ہوں آپ کو ایک اور آئسکریم کیا یاد رکھیں گی کے کس سخی دیور سے پالہ پڑا ہے: عادل اب کافی رلیکس ہو گیا تھا عروہ سے بات کر کے۔۔۔۔۔ اور یہ جانکے کے مہر صرف ایک غلط فہمی کا شکار تھی۔۔۔۔۔ لیکن عادل کو یہ بات بھی اچھی نہیں لگی تھی کے مہر نے اس سے یہ سب باتیں شر کیوں نہیں کیں!! اگر وہ اسے سب بتاتی تو بات یہاں تک نا پہنچتی۔۔۔۔۔ لیکن اسنے سوچ لینا تھا کے اس کی سزا تو وہ اسے دے دے کے رہے گا۔۔۔

بھا بھی جی تو بس عاقل کے منہ سے ہی اچھا لگتا ہے تم تو مجھے عروہ ہی کہا کرو: عروہ نے سچائی سے کہا تو وہ بھی مسکراتا ہوا آسکریم لینے چل دیا۔۔۔

آسکریم عروہ کو دے کے وہ گاڑی میں آگے بیٹھے اور گھر روانہ ہوئے۔



ماموں جان چائے کیسی بنی ہے: حیا نے عالم صاحب سے پوچھا۔

میری بیٹی نے بنائی ہے تو اچھی ہی بنی ہوگی نابیٹا: انہوں نے مسکرا کے کہا تو وہ بھی کھل اٹھی۔۔۔

جی۔۔۔ تبھی میں بولوں اتنی بد ذائقہ چائے کیوں بنی ہے: احد جسے چائے بہت اچھی لگی تھی اور مزے سے پی رہا تھا۔۔۔ جب پتہ چلا کہ چائے حیا نے بنائی ہے تو برائی کرنا اپنا فرض سمجھا۔

او تو تمہیں آدھا کپ پینے کے بعد بد ذائقہ لگی ہے: حیا نے طنز کیا۔۔۔

تو وہ میں سمجھا امی نے بنائی ہے اس لیے انکا دل رکھنے کے لیے پی رہا تھا مجھے کیا پتہ تھا
کے یہ تم نے بنائی ہے: احد نے صفائی دی۔

ممائی جان دیکھ رہی ہیں آپ اسے: حیا نے نورین بیگم سے شکایت کی جو وہیں چائے پی
رہی تھیں۔

بیٹا آپ اسے چھوڑو یہ تو پاگل ہے۔۔۔۔۔ آپ نے تو بہت مزے کی چائے بنائی ہے:
انہوں نے دل سے تعریف کی۔

امی آپ مجھے اس کی وجہ سے پاگل بول رہی ہیں: احد تو اپنی ماں کو خود کو پاگل کہنے پر
صدے میں ہی چلا گیا تھا۔۔۔۔۔

اونہ۔۔۔۔۔ ممائی جان پھر تو میں روز آ کے آپ کو اپنے ہاتھ کی چائے پلاؤ گی: حیا نے
احد کو دیکھ منہ چڑایا اور نورین بیگم کے کندھے پر سر رکھے کہا۔

تو ایک کام کرتے ہیں نابیٹا جی آپ کو ہم ہمیشہ کے لیے اپنے پاس لے آتے ہیں: عالم صاحب نے اسکی معصوم شکل دیکھ کہا۔ جب کے انکی بات سمجھ نورین بیگم مسکرا دیں۔

کیوں نہیں ماموں جان ضرور: حیا نے انکی بات کو مطلب سمجھے بغیر احد کو چڑانے کے لیے کہا۔

کوئی ضرورت نہیں ہے اس چڑیل کو یہاں لانے کی میں زور اسکی شکل دیکھ اپنا دن نہیں خراب کرنا چاہتا: احد نے فوراً انکی بات کی نفی کی۔

برخودار تم سے پوچھ کون رہا ہے: عالم صاحب نے کہا تو ہال میں حیا کا زور دار قہقہہ گونجے۔۔۔

بے عزتی مبارک ہو: حیا نے دل جلی مسکراہٹ سے کہا تو وہ اسے گھوتا ہوا اٹھ گیا۔
دیکھ لوں گا: وہ دھمکی دینا نہیں بھولا تھا۔
شوق سے: اسنے کندھے اچکائے۔۔۔

اور پھر وہ عالم صاحب اور نورین بیگم سے باتوں میں مصروف ہو گئی۔

شہاب میں سوچ رہی ہوں کیوں ناہم گھر پر سب کی دعوت رکھ لیتے ہیں۔۔۔۔۔
دیکھیں نا اتنے دن ہو گئے ہیں سب اکٹھے نہیں ہوئے اسی بہانے سب ایک دوسرے
سے مل بھی لیں گے: عروہ جو بیڈ پر بیٹھی فون یوز کر رہی تھی صوفے پہ بیٹھے شہاب
سے بولی۔

ہممم ٹھیک ہے: شہاب جو اپنے کام میں مصروف تھا مختصر سا جواب دیا۔

کل ہفتہ ہے اور پرسوں اتوار تو ہم اتوار کی رکھتے ہیں: عروہ نے بتایا۔

جو تمہیں اچھا لگے: شہاب نے مسکراہٹ پاس کی۔

ٹھیک ہے میں صبح ہی تائی امی سے بات کر کے سب کو فون کر دوں گی: عروہ نے کہا۔

ہممم: شہاب نے مصروف انداز میں بس اتنا ہی کہا۔

آپ کو سونا نہیں ہے: عروہ نے اسے لیپ ٹاپ پر جھکے دیکھ کہا۔

بس تھوڑا سا کام رہ گیا ہے پھر سوتا ہوں جب تک تم سو جاؤ: شہاب نے کچھ ٹائپ کرتے ہوئے کہا۔

آپ کو پتہ تو ہے مجھے اب آپ کے بغیر نیند نہیں آتی: عروہ نے بے چارگی سے کہا۔
شہاب نے اسکی شکل دیکھی جو چھوٹے بچوں کی طرف معصوم سے منہ بنائی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اسے ٹوٹ کے پیار آیا۔

اسنے ایک نظر لپٹاپ کو دیکھا اور ایک نظر اپنی کیوٹ سی بیوی کو جو آنکھیں پٹپٹائے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

اسنے لپٹاپ بند کیا اور اٹھ کے بیڈ پر آیا۔۔۔

کیا ہوا آپ کا کام ہو گیا: اسنے معصومیت کی انتہا کی۔

افففف یار تم اتنے کیوٹ کیوٹ سی شکلیں بناؤ گی تو مجھے تم پر پیار آئے گا اور جب پیار آئے گا تو میں کام کیسے کر پاؤ گا: شہاب نے لیٹتے ہوئے اسے اپنی طرف کینچھا تو وہ اسکے اوپر آگری۔

مجھے نیند آرہی ہے: عروہ نے نظریں جھکائیں۔

مجھے تو نہیں آرہی: اسنے محبت سے کہہ کے اسکے گال پر لب رکھے۔

پر مجھے تو آرہی ہے نا: اسنے پلکیں اٹھائیں کہا۔

ہممم ٹھیک ہے اگر تم پانچ منٹ میں سو جاتی ہو تو صحیح ہے ورنہ پھر مجھ سے شکایت نہیں کرنا: شہاب نے اسکی ناک دبائی اور اسکا سر اپنے سینے پر رکھ حصار قائم کیا۔

تو وہ بھی اسکی دھمکی سے ڈر۔۔۔۔۔ مسکراتے ہوئے سونے کی کوشش کرنے لگی۔



تائی امی کب آئیں گے تایا ابو: عروہ یہی سوال کوئی دسویں بار پوچھ چکی تھی۔ اسنے کل دعوت کی اجازت تو ناشتے کے وقت ہی لے لی تھی اب اسے واصف صاحب اور زینب بیگم سے آگے کی بات کرنی تھی۔۔۔۔۔ واصف صاحب کچھ دیر کے لیے آفس گئے تھے۔۔۔۔۔ لیکن عروہ کو صبر نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ وہ جلد از جلد بات کرنا چاہتی تھی۔

بیٹا آجائیں گے: اور زینب بیگم ہر بار یہی جواب دیتیں۔۔۔

پتہ نہیں کب آئیں گے میں نے فون بھی کرا تھا کہہ رہے تھے بس تھوڑی دیر میں آرہا ہوں اور اب تو فون کرے ہوئے بھی آدھا گھنٹا ہو گیا ہے: گھنٹوں پر کہنیاں رکھ ہاتھوں کے پیالے میں منہ رکھا۔

بیٹا ایسی کیا ضروری بات ہے جو آپ بات کرنے کے لیے اتنی بے چین ہیں: زینب بیگم جو اسکے پاس ہی بیٹھی تھیں اسکے چہرے کو دیکھا جو بار بار دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی۔

تایا ابو آجائیں پھر ساتھ ہی بتاتی ہوں۔۔۔۔ بہت ضروری بات ہے: عروہ نے رازداری سے کہا۔

ہاں بھئی کوئی بے صبری سے ہمارا انتظار کر رہا ہے: واصف صاحب جو اندر آرہے تھے اسکی بات سن چکے تھے۔

شکر اللہ کا۔۔۔۔۔ آپ آئے تو: اسنے دونوں ہاتھ منہ پر پھیرے اور اٹھ کے انکے پاس گئی۔

تو آپ ہمارا انتظار کیوں کر رہی تھیں: وہ اسے اپنے ساتھ لے کے بیٹھے۔۔۔

پہلے آپ فریش ہو جائیں پھر بتاتی ہوں: عروہ نے کہا۔

ارے ہم تو ایک دم فریش ہیں آپ بتائیں کیا بات کرنی ہے آپ کو: وہ اسے دیکھتے ہوئے بولے۔

تایا ابو، تائی امی ہمیں ناب عادل کی شادی کے بارے میں بھی سوچنا چاہیے: اسنے دونوں کو مخاطب کیا۔

وہ تو ٹھیک ہے بیٹا لیکن کوئی اچھی لڑکی بھی تو ملے: زینب بیگم نے مسئلہ بتایا۔

اوہو بس اچھی لڑکی کا مسئلہ ہے۔۔۔۔۔ تو وہ میں ابھی حل کر دیتی ہوں۔۔۔۔۔:

عروہ نے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔

کیا مطلب آپ کی نظر میں کوئی لڑکی ہے: زینب بیگم نے پوچھا۔

جی اور اس لڑکی کو آپ لوگ بھی جانتے ہیں: اسنے مسکراتے ہوئے کہا۔ تو دونوں نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

مہر: اسنے چہکتے ہوئے کہا۔

لیکن مدثر تو مہر کے آئے ہوئے رشتے پر غور کر رہا ہے: واصف صاحب کو عروہ کی بات اچھی لگی تھی۔

تو کون سا ابھی رشتہ پکا ہو گیا ہے اور اگر رشتہ پکا بھی ہو جاتا تو کون سا منگنی ہوئی تھی اور اگر منگنی ہو بھی جاتی تو کیا ہوا منگنی تو توڑ بھی سکتی تھی۔۔۔ لیکن ابھی تو ایسا کچھ نہیں ہوا تو ہم پھوپھا جان سے بات کر سکتے ہیں: عروہ نے تفصیل سے وضاحت دی۔ ہمم ٹھیک کہا آپ نے بیٹا: واصف صاحب اسکی بات سنتے مسکرائے۔

تائی امی آپ کو تو کوئی اعتراض نہیں ہے نا: عروہ نے خاموش بیٹھی زینب بیگم سے پوچھا۔

نہیں بیٹا مجھے کیوں اعتراض ہو گا مہر بہت اچھی بچی ہے مجھے وہ پسند ہے: زینب بیگم نے پیار سے کہا۔

جی بالکل وہ بہت اچھی ہے لیکن مجھ سے کم: عروہ نے ادا سے کہا تو وہ دونوں مسکرا دیئے۔

اچھا تایا ابو آپ ہاتھ منہ دھولیں میں کھانا لگواتی ہوں: عروہ نے کہا تو وہ اسکے سر پر ہاتھ رکھتے اٹھ گئے تو وہ بھی مسکراتی کچن میں چل دی۔



ہیلو کیا کر رہے ہیں: دانیال کے فون اٹھاتے ہی مسکان نے پوچھا۔

آرام کر رہا ہوں: دانیال نے شرارت سے جواب دیا۔

آپ آفس کام کرنے جاتے ہیں یا آرام کرنے: مسکان نے حیرت سے پوچھا۔

آرام کرنے: وہ مسکرایا۔

اچھا خیر میں نے یہ بتانے کے لیے فون کیا ہے کے عروہ کا فون آیا تھا کل بتایا ابو کے گھر ڈنر پر جانا ہے: مسکان نے بتایا۔

تو یہ بات تو تم میرے گھر آنے پر بھی بتا سکتی تھیں: اسنے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے کہا۔

ہممم بتا تو سکتی تھی لیکن میں نے سوچا ابھی بتا دیتی ہوں اور یاد بھی دلا دیتی ہوں کے میری چاکلیٹ ختم ہو چکی ہیں تو وہ لیتے آئے گا: مسکان مدے پر آئی۔

او تو اس لیے فون کیا۔۔۔ میں بھی سوچو آج میری یاد کیسے آگئی بیگم صاحبہ کو: دانیال نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

ایسی بات نہیں ہے: مسکان نے جلدی سے صفائی دی۔

تمہیں اپنے شوہر کو یادنا کرنے کے جرم میں سزا ملے گی: وہ شرارت سے بولا۔

کیسی سزا: مسکان منمنائی۔

وہ میں گھر آگے بتاؤ گا بس تم رات کو تیار رہنا سزا برداشت کرنے کے لیے: دانیال
نے گبھیر لہجہ میں معنی خیزی سے کہا۔۔۔ تو اسکی بات کا مطلب سمجھ مسکان شرم سے
سرخ پڑی۔

بائے: مسکان نے جلدی سے کہا اور اسکی سنے بغیر فون رکھ دیا۔۔۔
اففف: ادھر دانیال بند فون دیکھ دلکشی سے مسکرایا۔
❀ ❀ ❀

بجو آپ۔۔۔۔ آئے آئے: احد جولان میں بیٹھا فرینچ فرائز کھا رہا تھا عروہ کو آتا دیکھ
خوشی سے اٹھا۔

میں آچکی ہوں اور تم کو کوئی کام وام بھی ہے یا سارا دن بس بیٹھ کے کھاتے ہی رہتے
ہو: عروہ نے گلاس لی اور ساتھ فرینچ فرائز کی پلیٹ چھین لی۔
بجو آپ تو آتے ہی شروع ہو گئیں: احد نے برا سامنہ بنایا۔

اچھا بس بس ایسے عجیب و غریب سے منہ نہیں بناؤ یہ بتاؤ امی کہاں ہیں: عروہ نے
ادھر ادھر دیکھتے ہوئے فریج فرائز منہ میں رکھا۔

وہ کمرے میں ہیں اپنے: احد نے شرافت سے جواب دیا۔

ہممم ٹھیک ہے میں امی کے کمرے میں جا رہی ہوں تم میرے لیے چائے بنا کے لاؤ اور
ہاں آلو کے سمو سے بھی لے آنا: عروہ اسے آرڈر دیتی شانے بے نیازی سے اندر بڑھ
گئی۔۔۔

پیچھے احد صدمے میں کھڑا رہ گیا۔۔۔۔۔

کیا اب چائے میں بناؤ گا۔۔۔۔۔ اففف اب تو بچو نے کہہ دیا ہے بنانی تو پڑے گی: وہ
خود سے بڑبڑاتا ہوا سمو سے لینے گھر سے باہر نکل گیا۔



امی کیا میں اندر آ جاؤ: عروہ نے کمرے کے اندر آ کے پوچھا۔

تم پہلے ہی آچکی ہو: نورین بیگم نے بتایا۔

خیر چھوڑیں آپ یہ بتائیں کے کیسی ہیں اور بابا وہ کیسے ہیں: عروہ نے انکے گلے میں باہیں ڈالیں۔

میں بھی ٹھیک ہوں اور تمہارے بابا بھی ٹھیک ہیں۔۔۔۔۔ تم بتاؤ وہاں سب کیسے ہیں: نورین بیگم نے پیار سے پوچھا۔

کیا بتاؤ امی بالکل بھی مزا نہیں آتا۔۔۔۔۔ اتنی بور ہو جاتی ہوں میں تو کے پوچھوئیں مت۔۔۔۔۔ ایک تو ساس بھی اتنی اچھی ملیں ہیں کے لڑتی ہی نہیں ہیں مجھے سے جو چلو اسی بہانے کوئی انٹرٹین ہو جائے اور نند تو ہے ہی نہیں: عروہ نے مسنویٰ اداسی سے کہا۔

تو بیٹا اللہ کا شکر ادا کرو اتنا اچھا سسرال ملا ہے: نورین بیگم نے اس کے سر پر ہلکی سی چپت رسید کی۔ تو وہ مسکرا دی۔

اچھا تم بیٹھو میں کچھ کھانے کے لیے لاتی ہوں: نورین بیگم اٹھنے لگیں۔

آپ بیٹھی رہیں میں نے احد کو سمو سے اور چائے کا بول دیا ہے وہ لاتا ہی ہو گا: اس نے انہیں واپس بیٹھایا۔

ارے تو میں گھر میں چائے بتا دیتی ہوں باہر سے منگانے کی کیا ضرورت ہے: نورین بیگم نے کہا۔

آپ کو کس نے کہا کہ چائے باہر سے آئے گی صرف سمو سے باہر سے آئے گے اور چائے گھر میں ہی بنے گی احد بتائے گا: عروہ نے مزے سے بتایا۔

کیا۔۔۔۔۔ احد کیسے بنائے گا اسے تو پانی گرم کرنا نہیں آتا چائے کیا خاک بنائے گا۔۔۔۔۔ وہ تو کچن میں جاتے ہی پورا کچن بکھیر دیگا: نورین بیگم نے ماتھے پہ ہاتھ مارا۔ کچھ نہیں ہوتا کرنے دیں اور میری بات سننے کل ہمارے گھر سب نے ڈنر پر آنا ہے۔۔۔۔۔ میں یہیں کہنے آئی ہوں: عروہ نے انہیں اپنے آنے کی وجہ بتائی۔

تو بیٹا فون کر دیتیں: انہوں نے آسان حل بتایا۔

کون سا بہت دور گھر ہے یہ سامنے چار گھر چھوڑ کے تو گھر ہے اس لیے میں خود آگئی۔۔۔

اور میں نے سوچا آپ اکیلی بور ہو رہی ہوں گی تو اسی بہانے آپ کا دل بھی لگ جائے گا: عروہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہاں بور تو ہو جاتی ہوں لیکن اکثر حیا آ جاتی ہے تو اسکے ساتھ دل لگ جاتا ہے: نورین بیگم نے محبت سے حیا کا ذکر کیا۔

یہ تو اچھی بات ہے: عروہ نے خوشی سے کہا۔

مہر کے رشتے کا کیا ہوا تمہارے بابا بتا رہے تھے کہ لڑکے میں کوئی برائی نہیں ہے: نورین بیگم نے پوچھا۔

جی امی وہ تو ٹھیک ہے لیکن اب ان باتوں کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ تایا ابو اور تائی امی مہر کو عادل کے لیے سوچ رہے ہیں۔۔۔۔۔ اور اچھا ہے نا گھر کی بچی گھر میں ہی رہے گی: عروہ نے بڑھوں کی طرح کہا۔

ہاں یہ بہت اچھا ہے۔۔۔۔ اور تمہیں پتہ ہے کہ تمہارے بابا اور میں احد کے لیے حیا کو سوچ رہے ہیں: نورین بیگم نے عطلاح دی۔

اچھا یہ تو اچھی بات ہے لیکن کیا احد مان جائے گا اور حیا کیا وہ مانے گی کیونکہ ان دونوں کا تو چھتیس کا آکرٹا ہے: عروہ نے پریشانی سے کہا۔

وہ مان جائے گا تم فکر نہیں کرو: نورین بیگم نے تسلی دی۔

کون مان جائے گا: احد جو چائے اور سمو سے لے کے آیا تھا انکی آخری بات سن کے بولا۔

تم اور کون: عروہ نے آنکھیں گھومائیں۔

مجھے کیوں منانا ہے: احد کو سمجھنا آیا۔

جب وقت آئے گا پتہ چل جائے گا۔۔۔۔ خیر شکر ہے تم کھانے کے لیے لے تو آئے

ورنہ مجھے تو لگا تھا کہ میں انتظار میں ہی بوڑھی ہو جاؤ گی: عروہ نے گرم سمو سے منہ

کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

بجو پہلے آپ چائے پی کے بتائیں کیسی بنی ہے: احد نے اسکا منہ میں جاتا سمو سے والا ہاتھ روک سمو سے لے کے چائے کا کپ ہاتھ میں تھمایا۔

یہ کیا بد تمیزی ہے۔۔۔۔ میں بعد میں بھی تو بتا سکتی تھی نے: عروہ کو گرما گرم سمو سے نا کھانے پر غصہ آیا۔

غصہ بعد میں پہلے چائے پیئیں اور امی آپ بھی پی کے بتائیں کیسی بنی ہے: اسنے نورین بیگم کو کپ دیا۔

جیسی۔۔۔۔ یہ کیا بنایا ہے: عروہ نے ایک گھونٹ ہی بھرا تھا کہ سارہ منہ جل اٹھا۔ نورین بیگم نے عروہ کو دیکھ منہ تک جاتا کپ واپس رکھ دیا۔

مصالحہ چائے بنائی ہے کیا اچھی نہیں لگی: احد نے معصومیت سے پوچھا۔

اچھی۔۔۔۔۔ اگر اس میں چاول، گوشت، نمک، تیل ڈال دو نا تو یہ بریانی بن جائے گی: عروہ نے گھورا۔

سوری بجو پہلی بار بنائی تھی ناتو جو جو سمجھ آیا سب ڈال دیا: احد کے کہنے پر عروہ نے آنکھیں بڑی کر کے اسے دیکھا۔

اچھا تم بیٹھو میں دوسری بنا کے لاتی ہو: نورین بیگم عروہ کو شروع ہوتے دیکھ اٹھنے لگیں۔

نہیں رہنے دیں میں سمو سے ہی کھالوں گی۔۔۔ آپ بس میرے پاس بیٹھ جائیں: عروہ نے انہیں منا کیا اور احد کو گھورتے ہوئے واپس سمو سے اٹھالیا۔ اور ان سے ادھر ادھر کی باتوں میں مصروف ہو گئی۔



عادل کب سے فون ہاتھ میں لیئے شش و پنج میں مبتلا تھا کہ وہ مہر کو فون کرے یا نہیں۔۔۔

مہر میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ تم مجھے ایک ناکردہ گناہ کی سزا دیتی رہی ہو۔۔۔۔۔
شکوہ کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔

پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا تمہیں مجھ پر یقین نہیں تھا جو ایک بار بھی مجھ سے بات نہیں کی مجھے میرا قصور نہیں بتایا۔۔۔ اگر مجھے بتاتی تو میں اپنی صفائی میں کچھ بول تو پاتا۔۔۔ لیکن تم نے موقع ہی نہیں دیا۔۔۔

لیکن تم فکر نہیں کرو میں اپنے سارے حصاب برابر کرو گا: عادل نے فون ٹیبل پر رکھا اور کام کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔۔ لیکن سوچوں کا تسلسل مہر ہی تھی۔

وہ اب شادی تک اسے کوئی بات نا کرنے کا ارادہ کر چکا تھا۔

شہاب یاد سے جلدی آجائے گا: عروہ اسے سی او ف کرنے آئی تھی۔

او کے: شہاب نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھول گاڑی میں بیٹھا۔

!!!!!! وہ ابھی گاڑی آگے بڑھاتا کہ عروہ نے ونڈو سے چھنک کے کہا۔۔۔

شہاب آپ-----ہاں مجھے پتہ ہے آج دعوت ہے گھر میں۔۔۔۔۔میں یاد

سے جلدی گھر آ جاؤ گا۔۔۔ تو کیا آب میں جا سکتا ہوں: وہ اسکی بات کاٹ کے

بولا۔۔۔ شہاب جب سے اٹھا تھا عروہ ہر تھوڑی دیر بعد اسے جلدی آنے کا بول رہی تھی اب تو شہاب کو اسکا کہا جملہ بھی یاد ہو گیا تھا۔

اچھا اچھا تو غصہ کیوں ہو رہے ہیں۔۔۔ جائیں دیر ہو رہی ہے آپ کو: عروہ نے مسکرا کے اسے جانے کا اشارہ کیا تو وہ سر جھٹکتا گاڑی آگے بڑھاتا نکل گیا۔۔۔ تو وہ بھی اندر بڑھ گئی۔



دن ڈھلتا گیا اور ایک خوبصورت خوشیوں سے بھری رات کا آغاز ہوا۔۔۔ آج کی رات دو لوگوں کے لیے خوشخبری لائی تھی۔۔۔ دو محبت کرنے والوں کو ملانے آئی۔۔۔

واصف صاحب کے گھر اس وقت سب کھانے کی میز پر بیٹھے کھانے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔۔۔ کھانے کی دوران مہر کہ نظریں بار بار عادل پر جا رہی تھیں لیکن اسنے ایک بار بھی نظر اسکی طرف نہیں اٹھائی تھی۔۔۔ ایک تو وہ پہلے ہی عروہ کے

سوچ بتانے کی وجہ سے خود سے شرمندہ تھی کے اسنے عادل کو غلط سمجھا اور دوسری طرف عادل کا اسے نظر انداز کرنا اسے اور تکلیف دے رہا تھا۔۔۔

ہنسی مزاق کے ساتھ سب کھانے سے فارغ ہو کے سب ہال میں بیٹھے چائے پیتے پیتے خوش گپوں میں مصروف تھے جب واصف صاحب نے مدثر صاحب اور شاہین بیگم کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

مجھے تم دونوں سے کچھ ضروری بات کرنی ہے: انہیں نے مدثر صاحب اور شاہین بیگم سے کہا۔

جی بولیں بھائی کیا بات ہے: شاہین بیگم اپنے بھائی کی طرف متوجہ ہوئیں۔

مدثر میں تم سے کچھ مانگنا چاہتا ہوں: واصف صاحب نے بات کا آغاز کیا۔ تو سب ہی انکی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔۔

آپ کو مانگنے کی کیا ضرورت ہے بھائی میرا جو کچھ ہے سب آپ کا ہی ہے۔۔۔۔

میرے والدین تو بچپن میں ہی مجھے اس دنیا کی بھیڑ میں چھوڑ گئے تھے جب آپ کے

والد نے مجھے اپنا بیٹا بنایا۔۔۔ آپ نے ہمیشہ سگے بھائیوں سے بڑھ کے مجھے پیار دیا۔۔۔۔۔ عالم جیسا بھائی اور بہترین دوست ملا۔۔۔۔۔ اور اس سے بڑھ کر آپ نے مجھے اپنی بہن دی جس نے میری زندگی جنت بنا دی: مدثر صاحب نے نم آنکھوں سے مسکرا کے کہا۔

مدثر تم ہمیشہ ہی ہمیں عزیز رہو گے لیکن آج میں تم سے تمہاری عزیز چیز مانگ رہا ہوں: واصف صاحب نے انکا کندھا تھپتھپایا۔

آپ حکم کریں بھائی: انہوں نے مؤدب انداز میں کہا۔

مدثر شاہین میں تم سے تمہاری مہر کو مانگتا ہوں اپنے عادل کے لیے: واصف صاحب نے کہا

تو سب ہی یہ بات سن کے خوش ہوئے جب کے مہر تو حیرت میں ڈوب گئی عروہ نے اسے یہ تو بتایا ہی نہیں تھا کہ واصف صاحب آج ہی یہ بات کرنے والے ہیں مہر نے نظر سامنے بیٹھے عادل پر کی جولا پرواہ سا بیٹھا ہوا فون یوز کر رہا تھا۔۔۔

بھائی صاحب یہ آپ۔۔۔۔۔: مدثر صاحب سے خوشی کے بانٹ بولا نہیں گیا۔۔۔
لیکن بھائی جو رشتہ آیا ہے مہر کے لیے انہیں کیا کہیں گے: شاہین بیگم خوش تھیں لیکن
انہیں دوسری پریشانی بھی تھی۔

پھوپھو جان ایسے رشتے تو بہت آتے ہیں اور ویسے بھی صرف رشتہ آیا تھا۔۔۔۔۔ ہم
نے نا کوئی پکا کیا تھا اور نا انہیں کوئی یقین دلا یا ہے کہ ہم ہاں ہی کریں گے: عروہ نے
انہیں کہا۔

بچی ٹھیک کہہ رہی ہے شاہین۔۔۔۔۔ تمہیں پریشان ہونے کی بالکل ضرورت نہیں
ہے۔۔۔۔۔ مجھے عادل سے اچھا ہمسفر میری بیٹی کے لیے اور کوئی نہیں لگ رہا: مدثر
صاحب نے عروہ کی بات سے اتفاق کیا۔

تو پھر ہم یہ رشتہ پکا سمجھیں: عروہ نے جوش سے پوچھا۔

ہاں بالکل آپ یہ رشتہ پکا سمجھیں: مدثر صاحب نے اسی کے انداز میں کہا تو سب کے
چہروں پر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔۔۔۔۔

مہر بیٹا آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے نا: مدثر صاحب نے خاموش نظریں جھکائے
بیٹھی مہر سے پوچھا تو وہ آہستہ سے نامیں سر ہلا گئی۔۔۔

چلو بھئی لڑکی تو راضی ہے کیا آپ راضی ہیں عادل بھائی: مسکان نے شرارت سے
پوچھا۔

مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے: عادل کا جواب سن کے ساتھ بیٹھے عاکل نے کس کے گلے
لگایا۔

مدثر اس خوشی کے موقع پر میں بھی تم سے کچھ مانگنا چاہتا ہوں: نورین بیگم کے اشارہ
کرنے پر عالم صاحب نے اپنی بات شروع کی۔
بولو یار کیا چاہئے تمہیں: مدثر صاحب نے پوچھا۔

مجھے حیا بیٹی چاہیں احد کے لیے: عالم صاحب نے بہت مان سے کہا۔ تو شاہین بیگم کی
آنکھیں نم ہوئیں وہ اپنی بیٹوں کے لیے اتنے اچھے رشتے دیکھ مطمئن ہوئیں۔۔۔۔۔
جب کے احد اور حیا کو 440 ولٹ کا جھٹکا لگا۔۔۔۔۔

ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے: شاہین بیگم نے کیا تو احد اور حیا نے ایک جھٹکے سے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔۔

کیا اااااااااا: دونوں نے بیک وقت کہا۔ تو سب انکی طرف متوجہ ہوئے۔

میری شادی وہ بھی اس اونٹ سے: حیا نے صدمہ سے چور لہجہ میں کہا۔

مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے تم جیسی چڑیل سے شادی کرنے کا: احد نے دبدو کہا۔

بس بہت ہوا آخر مسئلہ کیا ہے تم دونوں کو شادی کرنے سے: عروہ نے دونوں کو چپ کرواتے گھورتے ہوئے پوچھا۔ باقی سب کے لئے انکی لڑائی نئی نہیں تھی لیکن انہیں یہ امید نہیں تھی کہ وہ سب کے سامنے منا کر دیں گے۔

بجو کوئی ایک وجہ ہو تو بتاؤنا: حیا نے معصومیت سے کہا۔

سیم بجو کوئی ایک وجہ ہو تو میں بھی بتاؤنا: احد نے حیا کو گھورتے ہوئے کہا۔

عالم صاحب اور مدثر صاحب نے عروہ کی طرف دیکھ التجا کی کے اب وہی کچھ کرتے
کیوں کے دونوں کے والدین کو کوئی اعتراض نہیں تھا۔۔۔۔۔ لیکن بچے تھے کے مان
ہی نہیں رہے تھی۔۔۔۔۔ عروہ نے انہیں آنکھوں سے تسلی دی اور دونوں سے
سوال کیا۔

حیا پہلے تم بتاؤ کے تمہیں کیا مسئلہ ہے لیکن اس سے پہلے تم دونوں میری بات کان
گھول کے سن لو اگر وجہ قابل قبول ہوئی تو ہی یہ رشتہ نہیں ہو گا اور اگر ایسی کوئی وجہ
نہیں ہوئی رشتے سے انکار کی تو تم لوگ چپ چاپ مان جاؤ کے۔۔۔۔۔ مجھ
گئے!!!! عروہ نے آگاہ کیا۔

چلو حیا بتاؤ تمہاری کیا وجہ ہے: عروہ نے حیا سے سوال کیا۔
بجو یہ مجھے بہت تنگ کرتا ہے: حیا نے وجہ بتائی۔

یہ کوئی وجہ نہیں ہوئی دوسری بناؤ: عروہ نے لا پرواہی سے کہا۔
یہ مجھ سے بد تمیزی بھی کرتا ہے: حیا نے ایک اور کمزور سے وجہ پیش کی۔

اور تم تو جیسے مجھ سے بہت ادب سے بات کرتی ہونا: احد نے جلدی سے کہا۔
احد تمہیں بعد میں موقع ملے گا ابھی چپ رہو۔۔۔۔۔ اور حیابد تمیزی کی بات ہے تو
تم بھی کوئی کم نہیں ہو شادی کے بعد سارے بدلے لے لے نا: عروہ نے یہ وجہ بھی
ہوا میں اڑائی۔

بجو یہ بے زور گار ہے: حیا نے اپنے تحت مضبوط وجہ بتائی۔ تو سب ہی زیرے لب
مسکرا اٹھے۔۔۔

تو ابھی میں پڑھ رہا ہوں ایک بار پڑھائی مکمل ہو جائے تو میں بھی کمانے لگ جاؤ گا:
احد اس الزام پر تڑپ اٹھا۔

ہممم اس بار احد ٹھیک ہے حیا وہ ابھی پڑھ رہا ہے۔۔۔۔۔ جیسے ہی اس کا یہ آخری سال ختم
ہو گا وہ بابا کا بزنس جوائن کر لے گا۔۔۔۔۔ اس کے علاوہ کوئی وجہ انکار کی: عروہ
نے اس بار نرمی سے پوچھا۔ تو وہ سر جھکائے نا میں سر ہلا گئی۔۔۔۔۔

اب احد تمہاری باری تم بتاؤ: عروہ اب احد کی طرف گھومی۔۔۔۔۔ جب کے سب اس لمحے کو مسکرا کے انجوائے کر رہے تھے۔

بجوا اسکی زبان بہت لمبی ہے ہر بات پر مجھ سے زبان چلاتی ہے: احد نے پہلی وجہ بیان کی۔

چھوٹی تو تمہاری زبان بھی نہیں ہے: عروہ نے بے زاریت سے کہا۔

یہ مجھے اونٹ کہتی ہے: احد نے بے بسی سے ایک اور وجہ بتائی۔

تم بھی چڑیل کہتے ہو تو اس حساب سے "حساب برابر ہوا"!!!! عروہ نے آرام سے دوسری وجہ بھی رد کی۔

بجویہ۔۔۔۔۔ یہ۔۔۔۔۔ مجھے: احد کو سمجھ نا آئی کے آخر وہ ایسی کون سی وجہ بتائے کے شادی سے انکار ہو جائے۔

بس بہت ہوا تم لوگوں کی یہ بچکانا وجوہات کوئی معنی نہیں رکھتی۔۔۔۔۔ یہ وجوہات بالکل بھی ایسی نہیں ہیں کے شادی سے انکار کیا جائے تو اب ہماری ڈیل کے مطابق تم

دونوں کو اس رشتے سے کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔۔۔۔۔ کیوں ٹھیک کہانا میں نے: عروہ نے دونوں سے پوچھا تو دونوں نے بے بسی سے ہاں میں سر ہلا دیا۔

چلیں جی بابا اور پھوپھا جان لڑکا لڑکی راضی ہیں: عروہ نے فاتحانہ مسکراہٹ سے کہا تو وہ بھی اسکی سمجھداری پر مسکرا دیئے۔

مبارک ہو آپ سب کو: شہاب نے سب کو مبارکباد دی تو سب نے ایک دوسرے کو مبارکبادی پیش کی۔

واہ بھئی میرے ساتھ والے اور مجھ سے چھوٹے سب کے رشتے ہو رہے ہیں اور کسی کو میرا خیال نہیں آرہا: عاقل نے ناراضگی سے کہا۔

تو بھائی تو بھی کوئی لڑکی بتا دے تیری بھی ابھی بات کر دیتے ہیں: دانیال نے بھی حصہ ڈالا۔

عروہ جانتی ہے لڑکی کو: عاقل نے کہا تو سب نے ایک ساتھ عروہ کو دیکھا تو وہ کڑبڑا گئی۔

آپ سب مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں: عروہ سب کو ٹیڑی نظروں سے دیکھا۔
عروہ تم نے کیا رشتے کرانے کا بزنس شروع کر دیا ہے: مسکان نے تجسس سے پوچھا۔
ایسا ہی سمجھ لو: اسنے آنکھیں گھومائیں۔

عروہ بیٹا کون ہے وہ لڑکی: زینب بیگم نے پریشانی ہوئی کے پتہ نہیں عاکل نے کس
لڑکی کو پسند کیا ہے۔

وہ لڑکی میری دوست سحر ہے: عروہ نے سکون سے بتایا۔

او اچھا وہ تو بہت اچھی بچی ہے: زینب بیگم مطمئن ہوئی کے عاکل نے اچھی لڑکی پسند کی
ہے۔

تو ماما پھر کیا خیال ہے کب چل رہی ہیں رشتہ لے کے: عاکل نے بے صبری سے
پوچھا۔

برخوردار بہت جلدی ہے: واصف صاحب نے ابھروا چکائے کہا۔

جلدی تو پوچھے ہیں نہیں تایا ابو اگر اسکا بس چلتا تو پہلے ہی رشتہ لے کے پہنچ جاتا اور انکار لے کے واپس آ جاتا: عروہ نے مزہ سے کہا۔

کیا مطلب: شہاب نے نا سچھی سے پوچھا۔

مطلب یہ کہ۔۔۔۔۔۔ کچھ،، کچھ مطلب نہیں ہے بس ایسے ہی بول رہی ہے:

عاکل نے منت بھری نظروں سے دیکھ التجا کی۔

ہاں میں تو ایسے ہی بول رہی تھی آپ لوگ بتائیں کہ رشتہ لے کے کب جائیں گے
سحر کے گھر: عروہ نے اس پر ترس کھاتے بات گھومائی۔

ایک دودن میں چلتے ہی: واصف صاحب نے کہا تو اسنے ہاں میں سر ہلایا۔

عاکل کا بھی ہو جائے پھر میں ان دونوں کی بھی جلد ہی شادی کر دوں گا: واصف صاحب نے مسکرا کے کہا۔

ہمم آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں بھائی صاحب: عالم صاحب نے ہاں میں ہاں ملائی۔

آج کا دن سب کے لیے خوشی لے کے آیا تھا۔۔۔ سب کی منزلیں آسان ہو گئی
تھیں۔۔۔ سب خوش اور مطمئن تھے۔۔۔۔۔



مہربیڈ پر لیٹی ہوئی آج کے دن کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔۔۔۔ اسے یقین نہیں
آ رہا تھا کہ اتنی جلدی اتنی آسانی سے سب کچھ ہو جائے گا اسنے سوچا بھی نہیں
تھا۔۔۔۔۔ لیکن عادل کا نظر انداز کرنا اسے بہت چبھا تھا۔۔۔
اسنے فون اٹھایا اور عادل کا نمبر ڈائل کر کے کان سے لگایا۔۔۔
بیل جا رہی تھی لیکن وہ فون نہیں اٹھا رہا تھا۔۔۔۔۔ اسنے ایک بار پھر کوشش کی لیکن
جواب نہ ارد۔۔۔۔۔

اسنے بے دلی سے فون سائڈ میں رکھا اور عادل کی ناراضگی کے بارے میں سوچنے لگی
۔۔۔۔۔ وہ جانتی تھی وہ اسے ناراض ہے اور اسکا ناراض ہونا بنتا بھی تھا۔۔۔

ابھی تو اسے اپنی غلطی کی بھی صفائی دینی تھی۔۔۔۔ جو وہ عادل کے ساتھ کرتی آئی ہے اسکے جواب بھی دینے تھے۔۔۔۔ عادل کو سوچتے ہوئے کب اسکی آنکھ لگ گئی اسے پتہ ہی نہیں چلا۔



اسنے مہر کا فون خود نہیں اٹھایا تھا وہ اسے اپنی ناراضگی کا احساس دلانا چاہتا تھا۔۔۔۔ اسے اسکی غلطی بتانی تھی۔۔۔۔

وہ مہر کی تصویر سینے سے لگائے آنکھیں موند گیا۔۔

تم صرف میری ہو مہر۔۔۔۔۔ میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں میں خود بھی نہیں جانتا۔۔۔۔ میری زندگی تمہارے بن ادھوری ہے مہر جلدی سے میری زندگی میں آ کے اسے محبت کے رنگوں سے بھر دو۔۔۔۔۔

!!!! وہ آنکھیں بند کیئے مسکراتے ہوئے خیالوں میں اس سے گویا ہوا



بیگم صاحبہ آج تو بہت خوش لگ رہی ہیں آپ: شہاب نے اسے مسکراتے ہوئے
جو لری اتارتے دیکھا پوچھا۔

کیوں ناخوش ہوں آج دن ہی اتنی خوشی کا ہے!!!! سب کے رشتے پکے ہوئے ہیں:
عروہ نے شیشے سے بیڈ پر لیٹ شہاب کو دیکھ مسکرا کے کہا۔
ہممم یہ تو ہے۔۔۔۔۔ ویسے تمہیں بھی بہت ثواب ملے گا دیکھا جائے تو سب کے رشتے
تم نے ہی کرائے ہیں: شہاب مسکرایا۔
وہ تو ملے گا میں نے پیار کرنے والوں کو جو ملایا ہے: عروہ نے فخر سے کہا۔
پیار کرنے والوں کو: شہاب چونکا۔

ہاں عادل اور مہر کو وہ دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔۔۔ اور اب عاکل
اور سحر کو بھی ملا دوں گی ویسے سحر عاکل سے محبت تو نہیں کرتی لیکن عاکل تو کرتا ہے

ناتوا سکا ہی ثواب مل جائے گا: وہ شہاب کے پاس آتی اسکے کندھے پر سر رکھے لیٹ گئی۔

تو محترمہ کو سب کا پتہ ہے اور اپنے شوہر کا پتہ ہے کہ وہ آپ سے کتنی محبت کرتا ہے: شہاب اسکا سر تکیہ پر رکھ اسکے اوپر آیا۔

میرے شوہر نے مجھے کبھی بتایا ہی نہیں: وہ اسکے بالوں سے چھیڑ چھاڑ کرتے ہوئے منہ بنا کے بولی۔۔۔۔

ہممم تو آج میں اپنی بیوی کو اپنے عمل سے بتاؤ گا کہ وہ میرے لیئے کیا ہے: وہ اسے بولنے کا موقع دئے بغیر اس پر جھکا اور جھکتا ہی جلا گیا۔۔۔۔۔

عروہ نے خاموشی سے خود کو اسکے حوالے کر دیا۔۔۔۔۔ وہ اپنے ہر عمل سے اسے بتا رہا تھا کہ وہ اسکے لیئے کتنی خاص ہے۔۔۔۔۔ وہ اسکی زندگی میں کیا معنی رکھتی ہے۔۔۔۔۔

سب ناشتے میں مصروف تھے۔۔۔۔۔ عادل جلدی پولیس اسٹیشن چلا گیا تھا۔۔۔۔۔
باقی سب ناشتہ کر رہے تھے جب عاکل نے واصف صاحب کو مخاطب کیا۔
بابا آج آپ لوگ جارہے ہیں نا: عاکل نے ناشتہ کرتے واصف صاحب سے پوچھا۔
کہاں جانا ہے: وہ انجان بنے۔۔۔۔۔
سحر کے گھر میرا رشتہ لے کے: عاکل حیران ہوا کہ وہ اتنی جلدی بھول گئے۔
ہا ہا مجھے سب پتہ ہے تم تھوڑا صبر رکھو ہم ایک آت دن میں جاتے ہیں: انہوں نے
اسکی بے صبری دیکھ کہا۔
نہیں بابا آپ لوگ آج ہی جائیں گے: عاکل بضد ہوا۔
عاکل بابا بول تو رہے ہیں کہ کچھ دن تک جائیں گے: شہاب نے سمجھایا۔
بھائی آپ نے تو شادی کر لی اب پلیز ہماری بھی جلدی کروادیں: اسنے بیچاری سی شکل
بنائی۔

بہت ہی بے شرم ہوتے جا رہے ہو بیٹا آپ تو: زینب بیگم نے گھورا۔

تائی امی وہ پہلے سے ہی بے شرم ہے: عروہ نے بتانا ضروری سمجھا۔

بابا آپ بتائیں جائے گے نا آج: عاکل نے سب کو انگور کرتے ہوئے واصف صاحب سے پوچھا۔

اچھا ٹھیک ہے ہم چلے جائیں گے آج، بیگم میں آپ، عروہ اور شہاب چلے گے شام میں: واصف صاحب نے پہلے عاکل کو جواب دے کے ان سب کو آگاہ کیا۔

بابا میں تو نہیں جاسکوں گا آج میری بہت اہم میٹنگ ہے: شہاب نے انکار کیا۔

میٹنگ میں دیکھ لوں گا بھائی آپ بھی ساتھ چلے جائیں: عاکل نے جلدی سے کہا۔

اچھا ٹھیک ہے پھر میں شام میں جلدی آ جاؤ گا: شہاب نے اٹھتے ہوئے کہا۔ تو واصف صاحب نے ہاں میں سر ہلایا۔

اللہ حافظ اور تم جلدی آ جانا: شہاب عاکل کو کہتا باہر نکل گیا۔

باقی سب اپنے ناشتے کی طرف متوجہ ہوئے۔



وہ سب اس وقت سحر کے گھر موجود تھے

واصف صاحب اور شہاب دانش صاحب (سحر کے بابا) کے ساتھ باتیں کر رہے تھے۔۔۔۔۔ جب کے سحر زینب بیگم اور عروہ کے ساتھ بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔

سامنے ٹیبل پر لوازمات رکھے ہوئے تھے۔۔۔

تھوڑی دیر ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد واصل صاحب اصل بات کی طرف آئے۔

دانش صاحب میں یہاں ایک ضروری بات کرنے آیا ہوں: انہوں نے بات کا آغاز کیا۔

جی بولیں: دانش صاحب نے مسکرا کے کہا۔

جب کے سحر نے اپنے ساتھ بیٹھی عروہ کو کہنی ماری اور آنکھوں سے اشارے میں پوچھا کہ کون سی ضروری بات اور بدلے میں عروہ نے آنکھوں سے صبر کرنے کا اشارہ کیا۔۔۔

آپ میرے بیٹے عاکل سے تو ملے ہوں گے نا: انہوں نے کہا۔
جی میں ملا ہوں شادی میں ماشاء اللہ بہت اچھا بچہ ہے: انہوں نے دل سے تعریف کی۔
سحر کے کان عاکل کا نام سن کے کھڑے ہوئے۔۔۔۔۔
بس میں اپنے بیٹے عاکل کا رشتہ آپ کی بیٹی کے لیے لایا ہوں: واصف صاحب نے اپنی بات کہی۔

آپ۔۔۔۔۔: دانش صاحب کو سمجھ نا آیا کہ کیا جواب دیں انہوں نے تو سوچا ہی نہیں تھا کہ ایسی کوئی بات ہوگی۔۔۔۔۔ جب کے سحر یہ بات سن کے اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔

انکل اگر آپ کو عاقل کے مطابق کوئی چھان بین کروانی ہے تو بیشک کروالیں لیکن ہم بہت ماں سے یہاں آئے ہیں انکار نہیں کرے گا: شہاب نے کہا۔

شہاب بیٹا مجھے عاقل پر یقین ہے۔۔۔۔ میں جب پہلی بار اسے ملا تھا وہ مجھے تب بھی بہت شریف بچہ لگا تھا۔۔۔۔ وہ تو عالم کا بھتیجا بھی ہے میری عالم سے اچھی بات چیت ہے سحر اور عروہ کی دوستی بھی بہت اچھی ہے وہ وہاں آتی جاتی رہتی ہے۔۔۔۔ اور آپ عالم کے بھائی ہیں جب عالم اور اسکے بچے اتنے اچھے ہیں تو آپ لوگ بھی اچھے ہی ہوں گے۔۔۔۔۔ مجھے اس رشتے سے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن آخری فیصلہ سحر کا ہو گا وہ جو بولے گی میں ہوئی کہوں گا: دانش صاحب نے تفصیل سے جواب دیا۔

تو دیر کس بات کی ہے انکل لڑکی بھی یہیں موجود ہے آپ اس سے پوچھ لیں: عروہ نے مزہ سے کہا تو وہ مسکراتے ہوئے اٹھ کے سحر کے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

سحر بیٹا: وہ اسے آواز لگاتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔۔۔۔

وہ جو کنفیوز سی بیٹھی تھی ان کی آواز پر دروازے کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ جواب اسی
کی طرف آرہے تھے۔

بیٹا تم سن تو چکی ہو کے وہ لوگ کیوں آئے ہیں۔۔۔۔۔ لیکن میں نے ابھی انہیں کوئی جواب نہیں دیا تمہارا جو بھی فیصلہ ہے تم مجھے بتادو میں تمہارے ہر فیصلہ کا احترام کرو گا۔

لیکن بیٹا سوچ سمجھ کے جواب دینا مجھے تو عاقل میں کوئی برائی نظر نہیں آتی گھر بار بھی اچھا ہے باقی تمہاری مرضی ہے: انہوں نے پیار سے کہا۔

بابا مجھے شادی نہیں کرنی۔۔۔۔۔ عاقل سے تو کیا کسی سے بھی نہیں کرنی۔۔۔۔۔ میں
آپ کو چھوڑ کے کہی نہیں جاؤ گی: سحر نرم آنکھوں سے انکے سینے سے لگی۔

بیٹا شادی تو ایک نا ایک دن کرنی ہی ہے نا اور مجھے عاقل سے اچھا رشتہ اور کوئی نظر نہیں آرہا۔۔۔۔ اور رہی بات مجھے چھوڑ کے جانے کی تو بیٹا یہ تو دنیا کی ریت ہے

ایک نا ایک دن ہر بیٹی کو اپنے باپ کا گھر چھوڑ اپنے شوہر کے گھر جانا ہی ہوتا ہے:
انہوں نے اسے اپنے ساتھ لگائے شفقت سے سمجھایا۔

مگر بابا میرے جانے کے بعد آپ بالکل اکیلے ہو جائے گے پھر آپ کا خیال کون رکھے
گا۔۔۔ اس لیے میں آپ کو چھوڑ کے کبھی بھی کہی نہیں جاؤ گی: وہ سوس سوس
کرتے ہوئے ان سے الگ ہوئی۔

میں اکیلا تو نہیں ہوں گا یہاں تمہاری بہت ساری یادیں ہوں گی تمہاری ماما کی یادیں
ہوں گی ان کے سہارے میں جیوں گا: ان کی آنکھیں بھی نم ہوں گی۔

مگر بابا۔۔۔۔۔ بس بیٹا آپ مجھے اپنا فیصلہ بتاؤ۔۔۔۔۔ آپ کے بابا کو بہت ارماں ہے
آپ کی شادی دھوم دھام سے کرنے کا: انہوں نے اسکی بات کاٹتے پیار سے اسے
کہا۔

مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے بابا: اسنے مسکراتے ہوئے کہا تو دانش صاحب نے اسکے
ماتھے پر بوسہ دیا۔۔۔۔۔

مجھے یقین ہے میری بیٹی وہاں بہت خوش رہے گی: وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتے نم آنکھوں صاف کرتے ہوئے باہر نکل گئے۔۔۔۔ تو وہ بھی آسودہ سی مسکرا دی۔



تو کیا کہا اسنے انکل: ان کے وہاں آتے ہی عروہ نے بے صبری سے پوچھا۔
مبارک ہو آپ سب کو سحر کو کوئی اعتراض نہیں ہے: دانش صاحب نے کہا تو واصف صاحب کھڑے ہوتے ہوئے ان کے گلے لگ گئے۔۔۔۔
شہاب بھی مسکراتا ہوا ان کے گلے لگا۔
میں سحر کو لے کے آتی ہوں: عروہ خوشی سے چہکتی ہوئی زینب بیگم کے گلے لگتی سحر کے کمرے کی طرف بھاگی۔۔
عروہ سحر کو لائی تو زینب بیگم نے اسے اپنے پاس بیٹھا کے اسکا ہاتھ چومتے اسے ڈھیر ساری دعائیں دیں۔۔۔

انکے اتنے پیار پر اسکی آنکھیں نم ہوئیں۔۔۔۔ آج اسے اپنی ماں کی کمی بہت محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔ اگر آج وہ زندہ ہوتی تو بہت خوش ہوتیں۔۔۔۔

تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد انہوں نے جانے کی اجازت چائی اور انہیں اپنے گھر آنے کی دعوت دی۔۔۔۔ اور کہا کہ جب وہ آئے گے تو تب ہی شادی کی بات بھی کر لیں گے۔۔۔۔



عاکل تم نے زمین گھس دی ہے: عادل نے عاکل کے مسلسل بے چینی سے چکر کاٹنے پر چوٹ کی۔

یار وہ لوگ ابھی تک آئے کیوں نہیں: عاکل نے اسکی بات اگنور کر اپنی کہی۔

آجائیں گے صبر رکھو۔۔۔۔ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے: عادل نے رمونٹ سے چینل چینج کرتے ہوئے کہا۔

ہاں چاہے اتنی دیر میں پھل سڑ جائے: اسنے جل کے کہا۔

آگئے: ابھی عادل کچھ کہتا کے باہر سے گاڑی کے ہارن کی آواز آئی تو وہ جلدی سے باہر کی طرف مڑا۔

آگئے آپ لوگ: ان کو اندر آتے دیکھ عاقل نے خوشی سے پوچھا۔

آگئے ہیں تبھی نظر آرہے ہیں نا: عروہ نے سیریس انداز میں کہا۔

نہیں میرا مطلب ہے کے کیا بات ہوئی: عاقل نے بے چینی سے پوچھا۔

مت پوچھو یار تمہیں اچھا نہیں لگے گا سن کے: شہاب نے افسوس سے سر ہلایا۔

شہاب کی بات سن کے عادل نے چونک کے عروہ کی طرف دیکھا جیسے پوچھنا چاہ رہا ہو

کہ سب ٹھیک ہے نا۔۔۔۔۔ عروہ نے عادل کا سوال سمجھ اسے مسکراہٹ دبا کے آنکھ

ماری تو وہ بات سمجھتا ہوا مسکراتے ہوئے سیدھا ہوا۔۔۔

کیا مطلب بھائی: عاقل کو کچھ گڑبڑ لگی۔

بیٹا انہوں نے انکار کر دیا ہے: واصف صاحب نے مسنوی اداسی سے اسکا کندھا
تھپتھپایا۔

کیا ایسے کیسے وہ انکار کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔ آخر مجھ میں کمی کیا ہے۔۔۔۔۔ ہنڈ سم ہو،
پڑھا لگا ہو، اچھا کما تا ہوں، اپنا گھر بار ہے۔۔۔ اور سب سے بڑھ کر انکی بیٹی سے پیار
کرتا ہوں اور کیا چاہیں انہیں: عاکل تو ایسا تھا جیسے ابھی رو دیگا۔۔۔۔۔
سب کو اسکی شکل دیکھ اپنی ہنسی کنٹرول کرنا مشکل لگی تو سب ایک ساتھ قہقہہ لگا اٹھے۔
آپ سب ہنس کیوں رہیں ہیں یہاں میری جان پر بنی ہے: عاکل کچھ زیادہ ہی جزباتی
ہو رہا تھا۔

بیٹا یہ سب تمہیں پریشان کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ تم پریشان نہیں ہو انہوں نے ہاں ہی
کی ہے بھلا کوئی میرے بیٹے کو انکار کر سکتا ہے: زینب بیگم کو اس پر ترس آیا تو اسے بتا
دیا۔

کیا واقعی ماما: عاکل کو اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔۔۔۔۔

ہاں بھئی تو کیا اب تمہیں لکھ کے دیں: عروہ نے طنز کیا۔

ماما میں بہت خوش ہوں لیکن بابا بھائی مجھے آپ سے یہ امید نہیں تھی کہ آپ دونوں ایسا مزاق کریں گے: اسنے نروٹھے پن سے کہا۔

ارے بھئی ہماری بیٹی نے کہا تھا تو ہمیں کرنا پڑا: واصف صاحب نے سکون سے کہا۔
مجھے پتہ تھا یہ سب اسکا ہی آئیڈیا ہوگا: عاکل نے یقین سے کہا۔

خیر دار جو مجھ سے بد تمیزی کی تو ورنہ ابھی انکل کو فون کر کے انکار کروادوں گی: عروہ نے انگلی اٹھا کے دھمکی دی۔

سوری بھابھی جی غلطی ہو گئی لیکن پلیز ایسا نہیں کرے گا: اسنے گویا منت کی۔

اونہہ ڈرپوک: عروہ نے ناک چڑائی۔

اچھا جاؤ اب آرام کرو سب لوگ: واصف صاحب کہتے ہوئے اٹھ کے اپنے کمرے میں چل دئے تو وہ سب بھی باری باری اپنے کمروں کی طرف بڑھ گئے۔



مسکان گیس واٹ کے کیا ہوا ہے: عروہ نے مسکان کو بتانے کے لئے فون کیا تھا۔

کیا ہوا ہے: مسکان صوفے پر آلتی پالتی مار کے بیٹھی۔

عاکل اور سحر کا رشتہ ہوا ہے: عروہ کے خوش سے بتایا۔

کیا واقعی اتنی جلدی ہو گیا: مسکان کے چہرے پر خوشی دیکھ اسکے ساتھ بیٹھے مووی دیکھتے دانیال نے اشارے سے بات پوچھی تو مسکان نے بعد میں بتانے کا بول کے چوپ کروا دیا۔

ہاں ہم آج ہی رشتہ پکا کر کے آئے ہیں۔۔۔۔۔ یار کتنا مزہ آئے گا ناشادی میں۔۔۔۔۔ میں تو ٹھیک سے اپنی شادی بھی انجوائے نہیں کر پائی تھی اب عادل اور عاکل کی شادی کھل کے انجوائے کرو گی،۔۔۔۔۔: وہ آیکسائیڈ ڈھوئی۔۔۔۔۔

ساتھ بیٹھا شہاب اسکی ایکسائیڈ منت دیکھ گہرا مسکرایا۔

ہاں یہ تو ہے اور میں تو ساڑی پہنوں گی اور تم: مسکان نے دلچسپی سے پوچھا۔
میں بھی یہی سوچ سہی تھی: عروہ نے اپنی سوچ بتائی اور پران دونوں کی ناختم ہونے
والی گفتگو شروع ہو گئیں۔

اور بیچارے انکے شوہر حضرات ان کا منہ تکتے رہ گئے۔۔۔
تقریباً ایک گھنٹے بعد عروہ نے فون رکھا تو شہاب کو خود کو گھورتے ہوئے پایا۔
کیا ہوا: عروہ نے لبوں پر زبان پھیری۔

بہت جلدی نہیں بات ختم ہو گئی: شہاب نے طنز کیا۔
ہیں نا مجھے بھی یہی لگ رہا ہے ابھی تو آدھی باتیں رہ گئی ہیں: عروہ نے مسکراہٹ ضبط
کرتے ہوئے کہا۔

ہمم ٹھیک ہے یہ لو فون اور کرتی رہو کسی ناکسی سے باتیں میں تو سو رہا ہوں: شہاب نے
ناراضگی سے فون اسکے ہاتھ میں تھمایا اور دوسری طرف کروٹ کر کے لیٹ گیا۔

عروہ نے مسکرا کے اسکی پشت دیکھ اس پر پیچھے سے اپنا حصار بنائے اپنی تھوڑی اسنے کندھے پر رکھ اسکے ساتھ لیٹی۔

دور ہو جاؤ مجھ سے میں سو رہا ہوں: وہ خفگی سے بولا۔

تو میں بھی سو رہی ہوں: وہ معصوم بنی۔

نہیں جاؤ اور فون پر بات کرو: اسکے ناراضگی سے کہنے پر عروہ کو ہنسی آئی لیکن وہ لب دبا کے روک گئی۔

اچھا سوری: اسنے کان میں سرگوشی کی۔

نہیں چاہیئے: اسنے باضاہر سیریس کہا تھا لیکن اندر سے وہ خوش ہو رہا تھا کہ اسکی بیوی اسے منارہی ہے۔

پلیز نامان جائے۔۔۔۔۔ اچھا میں آپ کے ہوتے ہوئے کبھی اتنی لمبی بات نہیں کرو گی آپ کے پیچے کر لوں گی: عروہ نے کہتے ساتھ اپنے لب اسکے گال پر رکھے تو شہاب ایک جھٹکے میں مڑا۔

مجھے یقین نہیں آرہا تمہاری بات پر۔۔۔۔ ایک کس یہاں بھی کرو پھر یقین آئے گا:
شہاب نے دوسرا گال آگے کیا۔

اب آپ زیادہ ہی فری ہو رہے ہیں: وہ منہ بنا کے بولی۔

تمہارے ساتھ فری ہونے کا حق ہے مجھے: شہاب نے خمار آلود لہجہ میں کہا۔

شہاب مجھے نیند آرہی ہے: اسکے بدلتے لہجہ سے گھبراتی وہ اسے دور ہونے کی کوشش کرنے لگی۔

پہلے کس کر کے شروع تم نے کیا تھا اب ختم میں کرو گا: وہ کہتا ہوا اسے سمجھنے کا موقع دئے بغیر اسکے لبوں پر جھوکا۔۔۔

عروہ نے اسے دور کرنے کی کوشش کی لیکن جب اسکی کوشش ناکام ہوئی تو اسکی گردن کے گرد حصار قائم کئے خود کو اسکے حوالے کرتی آنکھیں موند لیں۔



اور کر لیتیں باتیں: دانیال عام سے لہجہ میں بولا۔

نہیں باقی کی بعد میں کر لوں گی: مسکان نے گویا احسان کیا۔

پر نظر پڑتے ہی کہا۔ T.V: ارے آپ نے مووی روک کیوں دی

ہم نے ساتھ دیکھنی تھی: دانیال نے یاد کرایا۔

اوہ ہاں: مسکان نے مووی پلے کی اور اسکے کندھے پر سر ٹھکایا تو وہ اسکے گرد اپنا حصار بنا گیا۔

یار تمہیں بھی اسکی طرح رومنٹک ہونا چاہیے: تھوڑی دیر بعد دانیال نے مووی میں رومنٹک سین دیکھتے ہوئے مسکان سے کہا۔

لیکن کوئی جواب ناپا کے اسنے سر جھکا کے اسکا چہرہ دیکھا تو وہ سوچکی تھی۔

بند کیا اور آہستہ سے اسے اپنی باہوں میں بھرے بیڈ پر لا کے لیٹایا اور T.V اسنے خود دوسری طرف سے آگے اپنے جگہ پر لیٹ اسے اپنے حصار میں لے کے خود بھی مسکرا کے آنکھیں بند کر گیا۔۔۔۔۔

اور کچھ دیر بعد خوابوں کی وادیوں میں گھو گیا جہاں وہ اور اسکی ہمسفر تھی۔

عاکل اور سحر کا رشتہ ہوئے پانچ دن گزر چکے تھے۔۔۔۔۔ آج واصف صاحب نے سب کو اپنے گھر بلایا تھا شادی کی بات کرنے۔۔۔۔۔

اس وقت عالم صاحب، مدثر صاحب، دانش صاحب، واصف صاحب کے گھر موجود۔۔۔۔۔ ڈرائنگ روم میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔۔۔۔۔ باقی سب اپنے اپنے کاموں پر گئے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

زینب بیگم اور عروہ کچن میں کام کر رہی تھیں۔۔۔۔۔

ہاں بھی تو کیا سوچا ہے آپ لوگوں نے۔۔۔۔۔: واصف صاحب نے بات کی شروعات کی۔۔۔۔۔

واصف صاحب میں اگلے مہینے بزنس کے سلسلے میں باہر جا رہا ہوں اور مجھے یہ بھی نہیں پتہ کہ وہاں کتنا ٹائم لگ جائے۔۔۔۔۔ پہلے تو میں سحر کو بھی اپنے ساتھ لے کے جا رہا تھا لیکن اب جب اس کا رشتہ ہو گیا ہے تو میں چاہتا ہوں کہ اس کی زمینداری کسی مضبوط ہاتھوں میں سوپ کے پھر سکون سے چلا جاؤ۔۔۔: دانش صاحب رسائیت سے بولے۔۔۔

ہممم اور تم نے کیا سوچا ہے مدثر: واصل صاحب اب مدثر صاحب سے مخاطب ہوئے۔

بھائی صاحب میری بیٹی اب آپ کی امانت ہے آپ جب چاہیں اپنی امانت لے سکتے ہیں: وہ مسکرائے۔

ہممم تم کیا کہتے ہو عالم: انہوں نے ان سے مشورہ مانگا۔

جیسا آپ کو ٹھیک لگے بھائی۔۔۔۔۔ لیکن مدثر میں چاہتا ہوں کہ حیا اور احد کا نکاح کر دیا جائے شادی جب حیا بیٹی کی پڑھائی مکمل ہو جائے گی اسکے بعد کر لیں گے کیوں کیا

بولتے تم: عالم صاحب نے بڑھے بھائی کو کہہ کے اپنا خیال مدثر صاحب کے سامنے رکھا۔

مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے: وہ انکی بات سے متفق ہوئے۔۔۔

ٹھیک ہے پھر۔۔۔۔۔ جیسے کے دانش صاحب کو باہر جانا ہے اور مدثر تمہیں بھی کوئی اعتراض نہیں ہے تو ہم جلدی کی ہی کوئی تاریخ رکھ لیتے ہیں: واصف صاحب نے کہہ۔

بھائی دانش صاحب اگلے مہینے باہر جانے والے ہیں تو مجھے لگتا ہے کہ۔۔۔۔۔ پندرہ دن بعد کی کوئی تاریخ رکھنی چاہیے تاکہ وہ سکون سے شادی نمٹا کے جاسکیں۔: عالم صاحب نے رائے دی۔

عالم تمہاری بات ٹھیک بھی ٹھیک ہے اور آپ لوگ کیا کہتے ہیں: انہوں نے انکی رائے بھی جانتی چاہی۔

عالم کی بات ٹھیک ہے: مدثر صاحب نے کہا۔

اور مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں ہے: دانش صاحب کو بھی انکی بات اچھی لگی تھی۔

ٹھیک ہے پھر 15 دن بعد 23 تاریخ ہے تو اس دن ہم مہندی رکھتے ہی۔ اور حیا بیٹی کا نکاح بھی اسی دن ہو گا اور ہم 24 کو مدثر کے گھر بارات لے کے جائیں گے اور 25 کو دانش کے گھر۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے: انہوں نے فون پر کلینڈر کھول تاریخ دیکھتے ہوئے تاریخیں رکھیں اور سب کی رضامندی چاہی۔

جی ٹھیک ہے: ان تینوں نے مسکرا کے انکے فیصلے کا احترام کیا۔

تھوڑی دیر بیٹھے کے بعد ان سب نے اپنے گھر کی رہ لی۔



کیا بابا آپ وہاں آپ کی شادی کی بات کرنے گئے تھے تو پھر میری شادی کہا سے آگئی: حیا کو جب اپنے نکاح کا پتہ چلا تو وہ صدمے میں چلی گئی۔

بیٹا شادی کہاں ابھی تو بس نکاح کریں گے شادی تو آپ کی پڑھائی مکمل ہونے کے بعد ہو گی: انہوں نے پیار سے سمجھایا۔

پر بابا مجھے ابھی نکاح بھی نہیں کرنا ورنہ وہ اونٹ مجھ پر ابھی سے حکم چلانے لگ جائے گا: حیا کو نیا ڈر لا حق ہوا۔

حیا تمیز سے وہ تمہارا ہونے والا شوہر ہے: شاہین بیگم جو اتنی دیر سے اسکی بکواس سن رہی تھی آخر کار بول اٹھیں۔

ہونے والا!!!! ہو اتو نہیں ہے نا: حیا نے آگاہ کیا۔

اب تو میں نے زبان دے دی ہے لیکن اگر میری بیٹی نہیں چاہتی تو میں انکار کر دوں گا: وہ سمجھ گئے تھے کہ انکی بیٹی اتنی آسانی سے نہیں ماننے والی۔

نہیں بابا اب آپ نے ہاں کر دی ہے تو میں نکاح کے لیے تیار ہوں: وہ اپنے بابا کو کسی کے سامنے شرمندہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔

شکریہ میرا بچہ: انہوں نے محبت سے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

مہر بیٹا آپ لوگ بھی کل سے ہی تیاریاں شروع کر دو۔۔۔ شادی میں دن بہت کم رہتے ہیں: انہوں نے خاموش بیٹھی ہوئے مہر کو دیکھ کہا تو وہ ہاں میں سر ہلا گئی۔

کیا ہوا بیٹا آپ اتنی خاموش کیوں ہو: انہوں نے اسکی خاموشی نوٹ کرتے ہوئے پوچھا۔

ہونا کیا ہے رخصت ہو کے جا رہی ہیں اسلئے اموشنل ہو رہی ہیں: مہر کی جگہ حیا نے شرارت سے جواب دیا لیکن آنکھوں میں نمی گھلنے لگی تھی۔

بیٹا آپ نے کون سا دور جانا ہے جب بھی دل کرے آ جانا ملنے: مدثر صاحب بھی اموشنل ہوئے۔

مہراٹھ کے اپنے بابا کے پاس بیٹھی اور انکے سینے سے لگے رو دی۔۔۔۔۔ چاہیں بیٹیاں کتنی بھی قریب ہی شادی ہو کے کیوں نا جائیں لیکن حقیقت میں تو وہ پرانی... ہو جاتی ہیں

مہر کو رو تا دیکھ شاہین بیگم کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے۔۔۔۔۔ حیا بھی مدثر صاحب سے لپٹ گئی۔۔۔۔۔ اسکی ایک ہی تو بہن تھی وہ بھی چلی جائے گی تو وہ بالکل اکیلی ہو جائے گی یہ سوچ کے اسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔۔۔۔۔

بس بیٹا رونا نہیں ہے۔۔۔۔۔ اللہ تمہیں ہمیشہ خوش و آباد رکھے: انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دعا دی۔۔۔۔۔

آپنی مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے اس سے پہلے سب آپکو دلہن والا پروٹوکول دیں آپ میرے لیے آج بریانی بنا دیں: حیا نے ماحول کو ہلکا کرنے کے لیے بات بدلی۔ ٹھیک ہے: مہر مسکراتے ہوئے آنکھیں صاف کرتی آٹھ گئی۔

میں بھی آتی ہوں آپ کے ساتھ دونوں مل کے بنائیں گے تو جلدی بن جائے گی: حیا کہتی اس کے پیچھے ہولی۔

بیٹیاں کتنی جلدی بڑی ہو جاتی ہیں پتہ ہی نہیں چلتا: مدثر صاحب نم آنکھوں سے مسکرائے۔

ہمم۔۔۔۔۔ اچھا وہ مسسز رحمان کا فون آیا تھا تو میں نے انہیں انکار کر دیا: شاہیں بیگم نے بتایا۔

ہاں مجھے بھی آیا تھا رحمان صاحب کا فون وہ وجہ جاننا چاہتے تھے انکار کی۔۔۔۔۔ لیکن فکر کی کوئی بات نہیں ہے میں نے انہیں سمجھا دیا تھا: انہوں نے سکون سے جواب دیا

ہممم: وہ پر سکون ہوئیں۔



بابا یہ آپ کیا بول رہے ہیں اتنی جلدی شادی: سحر تو حیران ہی رہ گئی تھی۔ بیٹا بتایا تو ہے کے میں باہر جا رہا ہوں اور وہاں کتنا ٹائم لگے میں خود بھی نہیں جانتا۔۔۔ اور وہ لوگ بہت اچھے ہیں تم وہاں بہت خوش رہو گی بیٹا مجھے پورا یقین ہے: انہوں نے آرام سے سمجھایا۔

بابا آپ کون سا وہاں ہمیشہ کے لئے شفٹ ہو رہے تھے جب واپس آتے تب شادی کر لیتے: وہ جھنجھلائی۔

ابھی شادی کرنے میں مسئلہ کیا ہے: انہوں نے وجہ جاننی چاہی۔

میں آپ کو چھوڑ کے اتنی جلدی نہیں جانا چاہتی: اسنے ڈبڈو بائی آنکھوں سے انہی دیکھا۔

بیٹا شادی تو کل بھی کرنی تھی اگر آج ہو جائے تو اس میں کوئی مسئلہ نہیں ہے: انہوں نے مثال دی۔

بابا میں آب کے بغیر کیسے رہوں گی: آنسو آنکھوں سے باہر لڑک گئے۔

نا بیٹا رونا نہیں ہے۔۔۔۔۔ مجھے یقین ہے میری بیٹی وہاں رہ لے گی اور سب کے دل میں اپنا مقام بھی بنا لے گی: اسکے آنسو صاف کیے اپنے سینے سے لگایا۔۔۔۔۔ تو وہ بھی باپ کی آگوش میں اپنے آنسو روکنا پائی۔۔۔۔۔

بابا آج اگر ماما ہوتی تو کتنا خوش ہوتی نا۔۔۔۔۔ میری شادی کی ساری تیاریاں خود کرتیں۔۔۔۔۔ اپنی بیٹی کو دلہن بناتیں: ماں کو یاد کر آنسو میں روانی آئی۔

آپکی ماما اوپر سے آپکو خوشی سے دیکھ رہیں ہیں۔۔۔۔۔ وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ ہی ہیں: وہ اسکے بال سہلاتے ہوئے نم آواز میں بولے۔

آپکو پتہ ہے جب آپ پیدا ہوئی تھی تو آپکی ماما نے پورے ہسپتال، پورے محلے، پورے خاندان میں میٹھائی بٹوائی تھی: وہ پرانے دن یاد کرتے مسکرائے تھے۔۔۔۔ اور باتیں بتائیں ناما ماما کی: وہ انہیں دیکھتی ہوئی آہستہ سے بولی تو وہ بھی اسے اسکی ماں کی باتیں بتانے لگے۔۔۔۔۔

وہ جب بھی اداس ہوتی تھی یا اپنی ماں کو بہت شدت سے یاد کرتی تھی تو اپنے بابا سے ان کی باتیں سن لیتی تھی جس سے اسے یہ حساس ہوتا تھا کہ اسکی ماں اسکے پاس ہے۔۔۔۔۔



بابا آپ سچ میں نکاح پکا کر آئے: احد نے بے یقینی سے پوچھا۔

تم تو ایسے حیران ہو رہے ہو جیسے میں نے کوئی انہونی بات کر دی ہو: وہ سکون سے بولے۔

پہلے مجھے کمانا تو شروع کرنے دیتے۔۔۔۔۔ اب تو وہ مجھے خوب تانے مارے گی
بے روزگاری کے: احد کو اپنا دکھ یاد آیا۔

جب تک شادی ہوگی تب تک تم کمانے لگ جاؤ گے پھر نہیں مارے گی: نورین بیگم
چائے کی ٹرے لیے وہاں آتی ہوئی بولیں۔

لیکن!!!!!!۔۔۔۔۔ چلیں ٹھیک ہے جیسی آپ لوگوں کی مرضی: احد کچھ سوچ
کے خاموش ہو گیا۔

حیامیڈم ایک بار نکاح ہو جانے دو پھر دیکھو میں کرتا کیا ہوں: احد پر اسرار سا
مسکرایا۔

اسکی مسکراہٹ بتا رہی تھی کہ حیا بچنے والی نہیں ہے۔



عاکل کو جب سے پتہ چلا تھا وہ تو خوشی سے پھولے نہیں سمارہا تھا۔۔۔۔ اسکا دل تو بھنگڑے ڈالنے کا چاہ رہا تھا لیکن سب کے سامنے تھوڑی سی شرم کرتے ہوئے وہ خود کو باز رکھے ہوئے تھا۔

جب کے خوش تو عادل بھی تھا لیکن وہ عاکل جیسی حرکتیں نہیں کر رہا تھا۔۔۔۔ مہر کو سوچتے وہ بڈ دن گزرنے کا انتظار کر رہا تھا کہ کب یہ دن گزریں اور کب وہ اسکی ملکیت میں آئے۔۔۔۔



شادی کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں کاڈ بانٹے جارہے تھے ہر کوئی۔۔۔ کوئی نا کوئی کام میں مصروف تھا۔۔۔۔

عادل نے جان بوج کے اپنے ایک دوست کے ہاتھ عائشہ کے گھر کاڈ بھجوا دیا تھا۔۔۔۔۔ وہ خود عائشہ کا سامنا کر کے کچھ غلط نہیں کرنا چاہتا۔۔۔۔ اسلیئے کاڈ بھی کسی اور کے ہاتھوں بھیجا تھا۔۔۔۔۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ شادی میں آئے اور دیکھے کہ

جسے وہ الگ کرنا چاہتی تھی جس وجہ سے اس نے یہ ساری چالیں چلی تھیں ساری پلیننگ
کی تھی وہ سب بے کار تھی۔۔۔۔

عائشہ نے اندر آ کے کاڈ کھولا تو نام پڑھ کے ساکت رہ گئی۔۔۔۔۔ اسے یقین نہیں آیا کہ مہر اتنا سب ہو جانے کے بعد کیسی اس پر یقین کر سکتی ہے۔۔۔۔۔ وہ عادل کو کسی اور کا سوچ کے غم و غصہ سے سرخ ہوئی۔۔۔۔۔ اسنے سیکنڈ کی بھی دیر کئے بغیر عادل کو فون کیا۔۔۔۔۔

عادل جو اپنے کیمین میں بیٹھا کسی کیس کے بارے میں سوچ رہا تھا عائشہ کی کال آتے دیکھ۔۔۔۔۔ ضبط سے کال کاٹ گیا۔۔۔۔۔ پر دل تو کر رہا تھا کہ کال اٹھا کے اسے کھری کھری سنا دے۔۔۔۔۔

عائشہ بھی ڈھیٹ سا بت ہوئی تھی جو کال پر کال کرے جا رہی تھی۔۔۔۔۔ عادل کو کال نا اٹھا تا دیکھ اسنے میسج کیا۔

عادل جو فون سامنے رکھے فون کو گھور رہا تھا۔۔۔ مسیج بیل بجاتے ہی فون اٹھا کے دیکھا۔۔۔

عادل اگر تم اگلے 20 منٹ میں میرے گھر نہیں آئے تو میں وہاں آ کے سب کے سامنے جو بات کروں گی اس سے تمہاری ریپوٹیشن خراب ہو جائے گی۔۔۔۔۔:

عائشہ کا مسیج پڑھ کے اسکے ماتھے پر بے شمار بل آئے۔۔۔۔۔

اسنے فورن فون عروہ کو لگایا جو دوسری بیل پر ہی اٹھالیا گیا۔

ہاں بولو عادل: عروہ کی مصروف سی آواز آئی۔

عادل کو اپنی ریپوٹیشن بہت پیاری تھی وہ عائشہ پر اب یقین نہیں کر سکتا تھا اور وہ عائشہ سے اس بار اکیلے ملنے کی غلطی ہرگز نہیں کرنا چاہتا تھا اس لیے عروہ کے پوچھتے ہی ساری بات بتادی۔

ہممم ٹھیک ہے تم مجھے گھر سے پک کر لو: عروہ نے کہہ کے فون رکھ دیا تو وہ بھی اپنی کنپٹیاں مسلتا ہوا اٹھ گیا۔



وہ عروہ کو لے کے عائشہ کے گھر آیا تو عروہ نے گاڑی اسکے گھر سے تھوڑی دور رکوائی۔۔۔۔۔ گاڑی روکتے ہی وہ اترنے لگا تو عروہ نے اسے روک دیا کہ وہ اسے اکیلے بات کرے گی۔۔۔۔۔ عادل بھی نہیں چاہتا تھا کہ وہ عائشہ کے منہ لگے اسلئے وہی گاڑی میں ہی بیٹھا رہا۔

عروہ نے دروازہ بجایا تو ایک منٹ سے بھی پہلے دروازہ کھل گیا۔
عائشہ جو دروازے کے باہر ہی ٹھہل رہی تھی دروازہ بجاتے ہی فورن کھول دیا۔۔۔۔۔
آپ کون: دروازے پر کسی انجان لڑکی کو کھڑے دیکھ پوچھا۔
میں عروہ ہوں عادل کی کزن اور بھابھی: عروہ نے اپنا تعارف کرویا۔
عادل کی بھابھی: عائشہ حیران ہوئی اسے یہاں دیکھ کے۔
ہاں!!!! کیا میں اندر آسکتی ہوں: عروہ نے اجازت چاہی۔۔۔۔۔ تو وہ اسے اندر آنے کا راستہ دیتی سائنڈ پر ہوئی۔۔۔۔۔

عائشہ اسے لئے لائینچ میں بیٹھی۔۔۔۔۔ تو عروہ نے بات شروع کی۔

آپ کے گھر پر کوئی نہیں ہے کیا۔۔۔۔۔

امی ابو کسی کام سے گئے ہوئے ہیں۔۔۔ اس وقت بس میں ہی ہوں: عائشہ نے کھڑی

دیکھتے ہوئے بتایا وہ بے زار ہوئی لگ رہی تھی کیوں کے بیس منٹ سے اوپر کا ٹائم

ہو گیا تھا اور عادل ابھی تک نہیں آیا تھا۔

عادل کا انتظار بے کار میں وہ نہیں آئے گا: عروہ نے اسکی بے زار شکل دیکھتے ہوئے

سنجیدگی سے بتایا۔

کیا مطلب ہے تمہارا: وہ چونکی اسکی بات پر۔

میری بات کا مطلب چھوڑو اور یہ بتاؤ کیا ملا تمہیں یہ سب کر کے: عروہ نے سخت لہجہ

میں پوچھا۔

کیا کیا میں نے: وہ انجان بنی۔

انجان مت بنو۔۔۔۔۔ کیوں کیں تم نے مہر اور عادل کے بیچ غلط فہمیاں پیدا۔۔۔۔۔
کیا ایسا کرنے سے عادل تمہیں مل گیا: عروہ نے ابھرو سکیٹر کے پوچھا۔
جب تمہیں سب پتہ ہے تو کیوں پوچھ رہی ہو ہاں۔۔۔۔۔: عائشہ غصہ سے
غرائی۔

تمہارے منہ سے سنا چاہتی ہوں: اسکے برعکس عروہ نے تحمل سے کہا۔
ہاں میں نے کیا ہے سب کچھ کیونکہ میں عادل سے محبت کرتی ہوں۔۔۔۔۔ اسے
حاصل کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔ اپنا بنانا چاہتی ہوں اور بنا کے بھی رہوں گی۔۔۔۔۔
لیکن اس مہر نے پتہ نہیں کیا جادو کر دیا ہے کہ وہ مجھے صرف دوست سمجھتا تھا: اسکے
لہجے میں غم غصہ دکھایا تھا۔

عائشہ لیکن عادل تم سے محبت نہیں کرتا۔۔۔۔۔ اگر تم اسے زبردستی حاصل بھی کر
لو گی تو کیا تم ایک ایسے شخص کے ساتھ زندگی گزر سکو گی جو تم سے محبت ہی نہیں کرتا

بلکہ کسی اور سے محبت کرتا ایسا کر کے تو تم اسے خود سے نفرت کرنے پر مجبور کر دو گی۔۔۔۔۔

اس طرح تین جانیں برباد ہو جائیں گی،۔۔۔۔۔ عائشہ میں یہ نہیں بول رہی کے تمہارے جذبات سچے نہیں ہیں لیکن محبت محبوب کو تکلیف دینے کا نام نہیں ہے بلکہ محبوب کی خوشی میں خوش ہونے کا نام ہے۔۔۔۔۔ اور عادل کی خوشی صرف مہر ہے تم نہیں!!!!!! کیا تم عادل کو خوش نہیں دیکھنا چاہتیں؟: عروہ نے نرم لہجے میں اسے سمجھایا۔۔۔

مگر میں عادل سے۔۔۔۔۔: عائشہ نے بات ادھوری چھوڑی۔۔۔۔۔ اسے کہی نا کہی عروہ کی باتیں ٹھیک لگی تھیں۔

عائشہ محبت کے بغیر زندگی گزارنا بہت مشکل ہوتا ہے۔۔۔۔۔ اور جس شخص سے آپ محبت کرتے ہو اور وہ آپ کے سامنے ہوتے ہوئے بھی آپ سے محبت نا کرے تو

زندگی کانٹوں پر کھڑی ہے۔۔۔۔۔ کیوں کہ محبت زندگی ہے۔۔۔ اگر زندگی سے محبت نکل جائے تو زندگی بے رونق ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔

اگر تم عادل کو حاصل بھی کر لوں گی تو تمہیں صرف نفرت ملے گی اور کسی کی نفرت کے ساتھ ہم پوری زندگی نہیں گزار سکتے: عروہ اسے کہتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

عائشہ خاموش سے اسکی ساری باتیں سن رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھی کہاد عادل کی نفرت برداشت کر پائے گی کیا وہ اپنی ہی محبت کو اپنے سے نفرت کرتے دیکھ پائے گی۔۔۔۔۔ نہیں کبھی نہیں۔۔۔۔۔

عائشہ میری ایک بات یاد رکھنا اس محبت میں تمہیں کچھ نہیں ملے گا لیکن اس کے چکر میں تم اچھا دوست نہیں کھو دیا۔۔۔۔۔: عروہ کہہ کے روکی نہیں تھی سیدھے گھر سے باہر نکل گئی تھی۔

عائشہ کتنی ہی دیر عروہ کی باتوں کو سوچتی رہی وہ عادل سے محبت کرتی تھی اسے اسکی خوشی عزیز تھی جو مہر کے ساتھ تھی۔۔۔۔۔ وہ سمجھ گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ خود غرض ہو گئی

تھی صرف اپنا سوچنے لگی تھی لیکن اب عروہ نے اسکی آنکھیں کھولی تھیں۔۔۔۔۔ وہ عادل کو پا نہیں سکتی تو کیا ہوا لیکن ایک دوست کی طرف تو رہ سکتی ہے۔۔۔۔۔ اب وہ تھوڑی پر سکون ہوئی تھی۔۔

شادی کی تیاریوں میں دن پلک جھپکتے ہی گزر گئے تھے۔۔۔۔۔ دوپہر میں احد اور حیا کا نکاح ہونا تھا جس میں بس گھر والے ہی شامل تھے اور پھر رات میں مہر کی مہندی۔۔۔۔۔ عالم صاحب اپنے بیٹی دامادوں کے ساتھ مدثر صاحب کے گھر کے لیے روانہ ہو گئے تھے۔۔۔۔۔

وہ شیشے کے سامنے بیٹھی سفید اور لال رنگ کی کامدار فراک پہنے، سرخ رنگ دوپٹہ لیے لائٹ سی جو لری اور میک آپ میں وہ کانچ کی گڑیا لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

چلو لڑکے والے آگئے: وہ کنفیوز سی اپنی انگلیاں مڑوڑ رہی تھی جب مہر اسے لینے آئی۔۔۔۔۔ مہر نے آگے بڑھ کے اس کے چہرے پر کھونکھٹ کیا پھر دونوں نیچھے چل دیں۔۔۔۔۔

نکاح کا انتظام باہر لان میں کیا گیا تھا۔۔۔ دسمبر کے آخر کے دنوں کی وجہ سے موسم نہیں خوشگوار تھا!!!! احد سفید کرتا پا جامہ پہنے، ہاتھ میں واچ پہنے، بالوں کو جیل سے سیٹ کئے اسٹیج پر بیٹھا شہزادہ لگ رہا تھا۔۔۔۔

احد کی نظر جیسے ہی سامنے حیا کے کھونکھٹ کے پیچھے چھپے چہرے پر گئی تو وہ گہرا مسکرایا۔۔۔۔

حیا کو اسٹیج پر لا کے احد کے سامنے بیٹھایا گیا۔۔۔۔۔ دونوں کے درمیان پھولوں کا پردہ حائل تھا۔۔۔۔۔

مولوی صاحب نے نکاح شروع کرنے کی اجازت چاہی تو مدثر صاحب نے اجازت دی۔۔۔۔

حیا مدثر ولد مدثر شاہ آپ کو احد عالم ولد عالم جہان سے حق مہر ایک لاکھ سکہ رائج الوقت کیا آپ کو قبول ہے؟؟؟؟

قبول ہے: وہ جو کہتی تھی میں اپنے نکاح پر نہیں دوں گی آج پہلی ہاں میں ہی رودی تھی۔۔۔

مولوی صاحب کے دوبار اور پوچھنے پر اس نے نکاح قبول کیا۔۔۔ ساتھ کھڑی مہرنے آنسو صاف کرتے ہوئے بہن کو اپنے ساتھ لگایا۔۔۔

احد عالم ولد عالم جہان آپ کو حیا مدثر ولد مدثر شاہ سے حق مہر ایک لاکھ سکھ رائج الوقت کیا آپ کو قبول ہے: مولوی صاحب نے احد کی طرف رخ کیا۔

قبول ہے: احد نے کھونکھٹ میں قید حیا کے چہرے پر نظریں جمائے جواب دیا۔۔۔

مولوی صاحب کے پوچھنے پر اس نے دوبار اپنی رضامندی دی تو ہر طرف مبارکبادی کا شورا اٹھا۔۔۔

مبارک ہو میرے بھائی اب تم بھی نکاح شدہ ہو گئے: اسکے پیچھے کھڑے دانیال نے چھیڑا تو اس نے مسکراتے پر اکتفا کیا۔

چلو دہے میاہ کھونکھٹ اٹھاؤ: بیچ سے پھولوں کا پردہ ہٹا تو عروہ نے حکمیاہ کہا۔۔۔

بجور ہنے دیں نافضول میں لوگ ڈر جائیں گے: احد نے شرارت سے کہا۔

کھونکھٹ میں چھپی حیا کا دل کیا اٹھ کے اسکا سر پھاڑ دے لیکن اپنے تازہ تازہ نکاح کا سوچتے خاموش ہو گئی۔

احد بری بات: شہاب نے گھورا تو وہ ایک دم سیدھا ہوتے اٹھ کھڑا ہوا۔

جیسے ہی کھونکھٹ اٹھایا نظر نظریں جھکائے بیٹھی حیا پر گئی تو احد کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔۔۔۔

چلو بس اب پیچھے ہو جاؤ: مسکان نے احد کو ساند کرتے ہوئے حیا کو اٹھا کے احد کی جگہ بیٹھایا تو وہ بھی برا سامنہ بناتا ہوا حیا کے برابر میں بیٹھ گیا۔۔۔۔

اسکے بیٹھتے ہی حیا نے تھوڑا فاصلہ بنایا تو احد مسکراہٹ دباتا اور اسکی طرف

سرکا۔۔۔۔ ٹوسیٹر صوفے پر حیا کی طرف جگہ ختم ہوئی تو اسنے گھور کے احد کو دیکھا۔

اب تو تمہارا ہی ہوں جب چاہے دیکھ لینا لیکن ابھی تو سامنے دیکھو سب دیکھ رہے ہیں:
احد نے شوخ لہجہ میں کہا تو حیا نے دانت پیستے ہوئے سامنے نظریں کیں۔

شاہین بیگم نے اسے سختی سے کہا تھا اپنا منہ بند رکھنے کے لیے اس لیے وہ کچھ نہیں بول
رہی تھی۔

احد ایسے ہی حیا کو چھیڑتا رہا اور وہ بچاری بس گھور ہی سکی۔۔۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب واپسی کے لیے روانہ تاکے سحر کے گھر مہندی پر جا سکیں جو
آج شام میں رکھی گئی تھی۔۔۔ پھر رات میں یہاں بھی آنا تھا۔۔۔



سحر تیار ہوئے اپنی ماں کی تصویر ہاتھ میں لئے بیٹھی ہوئی تھی!!!! وہ پیلے رنگ کے
لہنگے میں پھولوں کے زیورات پہنے بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔

ہیلو دیورانی صاحبہ کیسی ہو: وہ جو اپنے ہی خیالوں میں مگن تھی عروہ کی آواز پر چونکی۔

تم کب آئیں: وہ اٹھتے ہوئے بولی۔

خالی میں نہیں سب آگئے ہیں اور میں آپ کو لینے آئی ہوں: عروہ آگے بڑھی۔۔۔ تو وہ سرہاں میں ہلاتی اسکے ساتھ باہر نکل گئی۔

مہندی میں زیادہ لوگ نہیں تھے چن لوگ سحر والوں کی طرف کے تھے اور واصف صاحب اپنے بھائی بہن کی فیملیز کے ہمراہ آئے تھے۔۔۔۔۔ عاکل کب سے بے چینی سے سحر کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔ وہ پیلے رنگ کی شلوار قمیض میں بہت خوب رو لگ رہا تھا۔۔۔ لیکن اسے زیادہ انتظار کرنا پڑا کیونکہ سامنے سے وہ پری پیکر عروہ کی ہمراہی میں آتے ہوئے نظر آئی۔

وہ جیسے جیسے قدم بڑھاتی عاکل کی طرف بڑھ رہی تھی عاکل کو وہ قدم اپنے دل میں اترتے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔۔۔ سحر کو عادل کے برابر والے سنگل صوفے پر بیٹھا۔۔۔ عاکل کی نظر اسے ہٹنے سے انکاری تھیں۔۔۔ جب کے عاکل کی نظروں سے گھبراتی وہ اپنی انگلیاں مڑوڑ رہی تھی۔

بیٹاجی رسم کی طرف دھیان دو: زہنب بیگم کی اپنے دائیں جانب سے اتنی آواز پر وہ ہوش میں آیا۔۔۔

سوری: اسنے خفت سے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

سب سے پہلے زینب بیگم اور واصف صاحب نے رسم کی اسکے بعد باری باری سب نے کی۔۔۔

بہت پیاری لگ رہی ہو: عاکل نے سرگوشی کی تو سحر نے مسکراتے ہوئے سر نیچھے جھکا لیا۔

بتاؤ گی نہیں میں کیسا لگ رہا ہوں: عاکل نے شوخی سے پوچھا۔

اچھے لگ رہے ہیں لیکن مجھے سے کم: وہ اترا کے بولی۔

ہممم وہ تو ہے وہ دلکشی سے مسکرایا۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ لوگ رخصت ہوئے تو سحر کو اسکے کمرے میں بھیج دیا آرام کرنے۔



آسماں پر چاند اپنے ستاروں کی ہمراہی میں آہوتا ب سے چمک رہا تھا۔۔۔ فضاء میں پھولوں کی خوشبو مہک رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ تیار سی بالکونی میں کھڑی عادل لوگوں کے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔۔ چہرے سے مسکراہٹ جدا نہیں ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ اسے یہ وقت ایک خواب جیسا لگ رہا تھا۔۔۔

وہ آسمان کی طرف منہ کیئے چاند کو دیکھ رہی تھی جب اسے شور سنائی دیا۔۔۔۔۔ اس نے نیچے دیکھا جہاں اسکی مہندی آگئی تھی۔

مہر کی نظر عادل پر گئی جو شہزادوں سی آن بان لیئے اندر آرہا تھا۔۔۔۔۔ عادل کی نظر غیر ارادائی طور پر اوپر اٹھی تو وہ دشمن جان ہری فراک جو کوٹنوں سے نیچے آرہی تھی۔۔۔۔۔ چوڑی دار باچامہ۔۔۔۔۔ پھولوں سے سچی کوئی پھول ہی رگ رہی تھی۔۔۔۔۔ نگاہیں دو سے چار ہوئی تو مہر نے شرماتے ہوئے نظریں جھکا گئی۔

عادل نے بے تاثر چہرے سے اسے دیکھ نگاہیں سامنے کر لیں۔۔۔۔۔ مہر نے اسکا نظر انداز کرنا شد د سے محسوس کیا تھا۔

آپی چلیں سب آگئے ہیں: حیا کے بلانے پر وہ خود کونار مل کرتی نیچھے بڑھ گئی۔

مہر کو لا کے عادل کے برابر والے صوفے پر بیٹھایا گیا۔۔۔۔۔ رسم شروع ہو کے ختم ہو گئی۔۔۔۔۔ اور مہر عادل کے بولنے کا انتظار کرتی رہی۔۔۔۔۔ وہ سب سے بات کر رہا تھا ہنس رہا تھا مسکرا رہا تھا لیکن ایک بار بھی اسنے مہر سے بات نہیں کی تھی۔۔۔۔۔ مہر جانتی تھی وہ ناراض ہے لیکن اس سے اسکی ناراضگی برداشت نہیں ہو رہی تھی اور ناہمت ہو رہی تھی خود سے بات کرنے کی۔۔۔۔۔ وہ رونے پر ضبط کئے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ عادل جانتا تھا اسکے معصوم دل کو لیکن اسے اسکی غلطی کی سزا بھی دینی تھی اسلیے انجان بنا بیٹھا رہا۔

محفل اختتام کو پہنچی۔۔۔ سب جا رہے تھے۔۔۔ وہ جو آس لئے بیٹھی تھی کے جاتے ہوئے ہی اسکے منہ سے دو لفظ سن لے گئی لیکن اسکے خاموشی سے جانے پر دل مسور کے رہ گئی۔۔۔



پانی لا دو زرا: حیا جو مہر کو کمرے میں چھوڑ کے اپنی ہی دو صحن میں اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھی احد کی آواز پر پیچھے مڑ کے دیکھا جو صوفے پر دونوں بازو پھیلائے بیٹھا ہوا اسے آرڑر کر رہا تھا۔ وہ مدثر صاحب کی مدد کے لیے تھوڑی دیر یہی رک گیا تھا۔

تم ابھی تک گئے نہیں: حیا نے حیرت سے پوچھا کیونکہ سب جا چکے تھے۔
شوہر ہوں تمہارا آپ بولا کرو.... اور اب جاؤ پانی لاؤ: احد نے روعب سے کہا۔
سوری میں تھک چکی ہوں خودی جا کے پی لو: حیا نے اسکی پہلی بات انکسور کئے کہا۔

گناہ ملے گا اپنے چن گھنٹے پہلے ہوئے شوہر کی بات نامانے پر: احد اٹھتا ہوا اسکی طرف بڑھا۔

ابھی صرف نکاح ہوا ہے تو زیادہ ضرورت نہیں ہے مجھ پر شوہروں والا روعب جمانے کی سمجھے: وہ تن کے بولی۔

مسسز احد۔۔۔۔ شاید آپ کو پتہ نہیں ہے کہ شادی نکاح سے ہی ہوتی ہے،،، نکاح اہم ہوتا ہے باقی رسموں سے: احد کالہجہ پل میں بدلاتھا وہ گہری مسکان لئے گھمبیر لہجہ میں بولتا اسکے قریب ہوا تھا۔

یہ۔۔۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہو دور ہو کے بات کرو: حیا اسکا بدلتا رویہ اور خود سے قریب ہوتے دیکھ بوکھلائی۔

اب تو قریب آنے کا پر مینٹ لائنس ہے میرے پاس: احد نے اسکی کمرے میں ہاتھ ڈالا۔

پاگل ہو گئے ہو دور ہٹو مجھ سے: سب تھکے ہوئے اپنے کمروں میں تھے حیا نے شکر ادا کیا کہ اس وقت کوئی نہیں تھا یہاں۔ وہ تو اسکی اتنی قربت میں لال ہو گئی تھی۔

احد نے جھک کے اسکے گال پر لب رکھے تو اسکی آنکھیں بڑی ہوئیں۔۔۔ سانس جیسے رک گیا۔۔۔ مارے شرم کے اسے اب یہاں کھڑے رہنا مشکل لگ رہا تھا اسنے اپنی پوری جان لگائے اسے پیچھے دھکا دیا۔

وہ جو اس میں کھو گیا تھا اسکے دھکا دینے سے ہوش میں آیا۔۔۔ اسنے اسکی پشت کو دیکھا جو بھاگ کے کمرے میں جا بند ہوئی تھی۔

احد تو بس اسے تنگ کرنا چاہتا تھا لیکن بے خودی میں کچھ اور کر گیا وہ مسکرا ہوا بالوں میں ہاتھ پھیرتا گھر جانے کے لئے نکل گیا۔

حیا نے کمرے میں آ کے کہرے کہرے سانس لئے خود کو نارمل کیا۔ احد کی حرکت کا سوچ ہاتھ کال پر گیا تو ایک شرمیلی سی مسکراہٹ ہونٹوں پر رینگ گئی۔۔۔



آج وہ دن آہی گیا تھا جس کا بے صبری سے عادل کو انتظار تھا۔۔۔ آج وہ ہمیشہ کے لیے اسکی ہونے والی تھی۔۔۔

وہ بارات لئے ہال میں داخل ہوا تو حیانے اسکا راستہ روکا۔۔۔

چلیں عادل بھائی نکالیں نیک: وہ ہاتھ آگے کئے بولی۔

ارے آپ بھائی کو اندر جانے دیں ہم آپ کو نیک دے دیں گے: احد نے آنکھ ماری تو اسنے سٹپٹاتے ہوئے نظریں بند لیں۔

عادل نے خاموشی سے نیک اسکی ہتھیلی پر رکھا تو اسنے راستہ چھوڑا۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد ایجاب و قبول کا مرحلہ طے ہوا۔۔۔۔ اور دو دل ایک ہو گئے۔۔۔۔ دو محبت کرنے والے مل گئے۔۔۔۔

مہراپنے ماما بابا کی ہمراہی میں عادل تک پہنچی۔۔۔۔ عادل نے ہاتھ بڑھا کے اسے اسٹیج پر چڑنے میں مدد دی تو سب نے ہوٹنگ کی۔۔۔

عادل بلیک شروانی پہنے جب کے مہر ڈیپ ریڈ لہنگے میں دلہن بنی اسکے برابر میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ دونوں پر فیکٹ لگ رہے تھے۔۔۔۔۔

مہر نے چور نظر سے عادل کو دیکھا جو پہلے تو مسکرا رہا تھا پر سامنے دیکھتا ایک دم سنجیدہ ہو گیا۔۔۔ مہر نے اسکی نظروں کے تاقب میں دیکھا تو چہرے پر غصہ نمایا ہوا۔۔۔

شادی بہت بہت مبارک ہو: عائشہ نے مسکرا کے مبارکباد دی۔

کیوں آئی ہو یہاں: عادل سے جب برداشت ناہوا تو بول پڑا۔۔۔ جب کے مہر خاموش رہی۔

میں جانتی ہوں غلطی میری ہے اور میں اپنے کئے پر بہت شرمندہ ہوں۔۔۔ میں خود غرض ہو گئی تھی لیکن میں اب سمجھ گئی ہو کے محبت میں زبردست نہیں ہوتی محبت تو جیتی جاتی ہے پائی جاتی ہے۔۔۔۔ اور میں اس کے چکر میں اپنے اچھے دوست کو نہیں گھوسکتی.... ہو سکے تو مجھے تم دونوں معاف کر دینا: عائشہ نے شرمندگی سے کہا۔

کوئی بات نہیں ہم نے آپکو معاف کیا!!! ہیں نا عادل؟: مہر نے کھولے دل سے کہا اور
ساتھ عادل کی بھی رائے جانی۔

ہممم بلکل: عادل کو اچھا لگا تھا کہ وہ اپنی غلطی سمجھ گئی تھی اور اس پر شرمندہ بھی تھی۔۔۔

شکریہ !!! اب میں چلتی ہوں: عائشہ نے تشکر سے کہا۔

کھانا کھا کے جائے گا: مہر نے روکنا چاہا۔

اگر میں کھانا کھانے روکی تو میری فلائٹ مس ہو جائے گی۔۔۔ دور اصل میں دبئی
 جارہی ہوں وہاں میری بہت اچھی جو ب لگی ہے اس لیے مجھے اب جانا ہو گا: عائشہ نے
 نارکنے کی وجہ بتائی۔

بہت اچھی بات ہے یہ تو مبارک ہوں تمہیں: عادل نے دل سے کہا۔

تھینکس۔۔۔ تم دونوں بھی ہمیشہ خوش رہو: عائشہ مہر سے ملتی واپسی کے لئے روانہ ہو گئی۔

کھانے کے بعد رخصتی کا شور اٹھا تو حیا اپنی بہن کے گلے لگے رو دی مہر بھی اپنے آنسو روک ناپائی۔۔۔ قرآن کے سائے میں اسے اسکی نئی منزل کی طرف روانہ کیا۔



مہر کو کچھ رسموں کے بعد کمرے میں بھیج دیا گیا تھا۔۔۔ عادل جب اپنے کمرے کی طرف آیا تو دروازے پر عروہ کو کھڑا پایا۔۔۔

تم یہاں کیوں کھڑی ہو: عادل نے ایک انبر واچکائے سوال کیا۔
پیسے: عروہ نے ہاتھ سامنے کیا۔

یہ لو: عادل کو اس وقت اندر جانے کی جلدی تھی۔۔۔

یہ کیا کیا بھائی تو نے سارے پیسے دے دیئے: عاقل نے پیچھے سے آتے ہوئے کہا۔

تم جاؤ اور تم بھی کل موٹی رقم لے کے آنا: عروہ عادل کو جانے کا کہہ کے عاکل کو باور کرواتی۔۔۔ اسکی سنے بغیر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ تو وہ بھی سر جھٹکتا اپنے کمرے کی طرف روانہ ہو گیا۔

عادل دل میں پکا ارادہ کر کے آیا تھا کہ کچھ بھی ہو جائے آج نہیں مانے کا لیکن کمرے میں قدم رکھتے ہی پورے حق سے اپنے بستر پر بیٹھی اس دشمن جان کے چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ ٹھٹک کر رکا۔۔۔ وہ میسر ایز سا اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔۔۔۔۔ وہ قدم قدم بڑھتا اسکے قریب آرہا تھا اور بیڈ پر نظریں جھکائے بیٹھی مہر کی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ رہی تھیں۔۔۔ دل کی دھڑکنیں کانوں میں سنائی دے رہی تھیں۔۔۔

عادل اسکے قریب بیٹھتا نظریں اسکے چہرے پر جمائے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے اپنی طرف کھینچا تو وہ کٹی ڈور کی طرح اسکے سینے سے آ لگی۔۔۔

پتہ ہے میں سوچ کے آیا تھا کہ تمہیں اپنی محبت پر شک کرنے کی سزا دوں گا لیکن تمہارا یہ روپ دیکھ کے دل بے ایمان ہو رہا ہے۔۔۔ تم بتاؤ کیا کیا جائے: عادل نے اسکا مہندی سے سجا ہاتھ چوما۔۔۔ تو وہ اسکی قربت پر حیا سے سرخ پڑی۔

معاف کر دیں مجھے مجھ سے غلطی ہو گئی۔۔۔ آئی ایم سوری عادل: مہر نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔

عادل کو ان آنکھوں میں اپنا دل ڈھبتا ہوا محسوس ہوا۔

اتنے پیار سے بولو گی تو کون کبخت معاف نہیں کرے گا: عادل نے جمار آلود لہجہ میں کہتے اسکی نم آنکھوں پر بوسہ دیا۔۔۔

مہر کبھی میری محبت پر شک نہیں کرنا میری پہلی اور آخری محبت صرف تم ہو!!۔۔: اسنے شدید سے گالوں پر لب رکھے۔

تمہارے علاوہ میں نے نا کبھی کسی کا سوچا ہے نا سوچوں گا: وہ تھوڑی پر لب رکھے بولا تو اسنے اسکے کندھوں پر گرفت مضبوط کی۔

میں وعدہ کرتا ہوں کبھی تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا ہر قدم پر تمہارے ساتھ رہوں گا: وہ پیشانی پر محبت سے بھرا لمس چھوڑتا اس پر چھانے لگا تو مہر بھی اسکی پناہوں میں سکون محسوس کر اپنا آپ اسے سونپ گئی۔۔۔۔

باہر افق پر چمکتا چاند دو دلوں کے ملن پر مسکرا دیا۔

اسکی آنکھ کھولی تو نظر اپنے سینے پر سر رکھے سوئی اپنی زندگی پر گئی۔۔۔ جو سوتے ہوئے معصوم بچی لگ رہی تھی۔۔۔

نئی زندگی کی پہلی صبح مبارک ہو: وہ اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتے بولا۔

مہر نے اپنے بالوں میں کچھ چلتا محسوس کر تھوڑی سی آنکھیں کھول مسکرا کے اسے دیکھا۔

اٹھ جاؤ صبح ہو گئی ہے: عادل نے اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے جگایا۔

سونے دیں نا آپ نے رات میں بھی سونے نہیں دیا تھا: وہ نیند کے جمار میں بولی۔

اچھا!!! میں نے کیسے نہیں سونے دیا تھا: عادل نے مسکراہٹ دبائے پوچھا۔

آپ نے۔۔۔۔۔: وہ کیا کہنے والی تھی یاد آنے پر چپ ہوتی جلدی سے اسکے پاس سے اٹھنے لگی۔

ارے پہلے بتاؤ تو میں نے کیسے سونے نہیں دیا تھا: عادل نے اسکا ہاتھ پکڑتے شرارت سے پوچھا۔

عادل پلینز: وہ رات کا منظر یاد کر شرم سے لال ہوتی اپنا ہاتھ چھڑوانے لگی۔

اچھا بابا کچھ نہیں پوچھتا جاؤ فرش ہو جاؤ: عادل نے اسکا ہاتھ ہونٹوں سے لگا کے چھوڑ دیا۔۔۔ تو وہ بھی راہے فرار پا کے تیزی سے واشروم میں گھس گئی۔۔۔ پیچھے وہ اسکی تیزی دیکھ مسکرا دیا۔



عاکل کی بارات نکلنے کو تیار تھی سب مہمان آگئے تھے۔۔۔۔۔ سب گاڑیوں میں بیٹھنے کے لئے باہر نکلے تو ٹھٹک کے روکے۔۔۔۔۔

دانیال یہ کیا ہے: عالم صاحب نے دانیال کو گھوڑے کے پاس کھڑے دیکھ پوچھا۔

انکل یہ عاکل کی سواری ہے: دانیال نے سب کی حیران شکل دیکھ بتایا۔

ارے واہ یار تو لے آیا: عاکل جو براؤن شیروانی پہنے دولہا بنا ہوا تھا آگے آتا بولا۔

عاکل تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے نا گھوڑے پر بارات لے کے جاؤ گے: شہاب نے گھور کے پوچھا۔

بھائی میں اپنی شادی پر کچھ نیا کرنا چاہتا تھا تو میں نے سوچا کیوں نا بارات گھوڑے پر لے کے جائی جائے: عاکل نے جوش سے کہا تو سب نے اسکی سوچ پر نفی میں سر ہلایا۔

اچھا چلو اب دیر ہو رہی ہے شہاب تم سب لیڈیز کو کہو جلدی آئیں: واصف صاحب نے کہا۔ تو شہاب ہاں میں سر ہلاتا گھر میں بڑھ گیا۔۔۔۔

بارات بہت دھوم دھام سے سحر کی چوکھٹ پر پوچھی تو سب لوگ آگے بڑھ بڑھ کے ولے کو گھوڑی چڑے دیکھ حیران ہوئے۔۔۔ کیوں کے آج کے زمانے میں گھوڑی چڑنا شہری لوگوں کے لئے حیرانکن تھا۔۔۔

عاکل گھوڑے سے اتر کے ہال میں داخل ہونے لگا تو عروہ اور مسکان نے راستہ روکا۔۔۔

یہ کیا تم دونوں تو ہمارے ساتھ تھیں: عاکل نے صدمے سے پوچھا۔

تھے!!! لیکن ابھی ہم اپنی بیسٹ فرینڈ کی طرف سے ہیں: عروہ نے بالوں کو ایک ادا سے پیچھے کرا۔

مگر۔۔۔۔۔ اگر مگر کچھ نہیں چلو جلدی سے پیسے نکالو: مسکان نے عاکل کی بات بچ میں کاٹی۔

دے دو عاکل یہ لوگ تمہارا پیچھا ایسے نہیں چھوڑنے والیں: عادل نے اپنے بھائی کے کندھے پر ہاتھ رکھے کہا۔۔۔ عاکل نے بے چارہ سامنے بنائے پیسے دیے۔۔۔ تو وہ خوش ہوتی راستے سے ہٹ گئیں۔۔۔ تو وہ اندر داخل ہوئے۔

ماشاء اللہ بہت پیاری لگ رہی ہے میری بیٹی تو: نورین بیگم نے سرخ لہنگے میں، برائیڈل میک آپ، ہیوی جو لری میں سحر کو دلہن بنادیکھ بے ساختہ کہتے اسکا ماتھا

چوم۔۔۔ نورین بیگم نے شروع سے ہی اسے اپنی بیٹوں کی طرف ٹریٹ کیا تھا وہ ہال
... میں آتے ہی اسکے پاس آگئیں تھیں

سحر کو تو صبح سے ہی اپنی ماں کی بہت یاد آرہی تھی۔۔۔ نورین بیگم کے اتنے پیار پر
کب سے رو کے آنسو بہ نکلے۔

بیٹا بالکل نہیں رونا: انہوں نے آگے بڑھ کے اسکے آنسو صاف کئے۔

چلیں بھئی راستہ دیں مولوی صاحب آرہے ہی: عروہ نے اندر آتے ہوئے کہا۔۔۔
اسکے پیچھے مہر، مسکان، اور حیا بھی اندازہ داخل ہوئیں۔

وہ لوگ سائڈ پر ہوئی تو دانش صاحب مولوی صاحب کے ساتھ اندر داخل
ہوئے۔۔۔ دانش صاحب نے سحر کے سر پر ہاتھ رکھتے نکاح شروع کرنے کی
اجازت دی۔۔۔

مولوی صاحب نے نکاح شروع کیا تو سحر کی آنکھوں میں نئے سرے سے آنسو جما ہونا
شروع ہو گئے۔۔۔ ایجاب و قبول کا مرحلہ طے پایا۔۔۔

سحر کے ناروکنے والے آنسو روا ہوئے۔۔۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے جب بیٹیوں کو اپنے ماں باپ کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔ اسکے پاس باپ تو تھا لیکن ماں نہیں تھی۔۔۔ بیشک باپ نے اسے ماں باپ دونوں کا پیار دیا تھا لیکن ماں تو ماں ہوتی ہے اسکی جگہ کوئی نہیں لے سکتا۔۔۔ بھلے آپ اپنے بچے کو ماں باپ دونوں کا پیار دو لیکن کبھی ایک باپ ماں نہیں بن سکتا اور ایک ماں باپ نہیں بن سکتی۔۔۔ اولاد کو ماں باپ دونوں کے ساتھ کی، پیار کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک بھی ساتھ چھوڑ جائے تو دنیا آدھی ہو جاتی ہے۔۔۔ (اللہ سے دعا ہے کہ وہ سب کے والدین کو عمرے دراز عطا فرمائے!!! آمین □)

دانش صاحب سے اپنی بیٹی کو روتا ہوا دیکھنا گیا تو وہ اسے خوش رہنے کی دعا دیتے آنکھیں صاف کرتے باہر نکل گئے۔۔۔

سحر کو چپ کروا کے اسے عروہ اور مسکان اسٹیج تک لائیں۔۔۔ عاکل نے آگے بڑھ کے اسے چڑھنے میں مدد کی۔

دونوں اسٹیج پر بیٹھے سب کی نظروں کا مرکز بنے ہوئے تھے۔۔۔ عاقل کی گرے آنکھوں میں خوشی صاف چمک رہی تھی۔۔۔ چہرے پر مسکان نے بسیرا کر رکھا تھا۔۔۔ وہ ہر تھوڑی دیر بعد اسکے کان میں معنی خیز سرگوشی کرتا جس سے وہ شرما کے جھکے ہوئے سر کو اور جھکالیتی۔۔۔



احد آپ یہاں کھڑے ہیں چلیں پکچر س بنواتے ہیں: حیا احد کو کافی دیر سے ایک لڑکی سے باتیں کرتے دیکھ رہی تھی جب رہا نا گیا تو احد کے پاس جاتی اسکے بازو میں ہاتھ ڈال کے بولی۔

احد نے حیرت سے اسے دیکھا پھر اپنے بازو میں اسکے ڈلے ہاتھ کو دیکھ اسکی جیلسی سمجھ گہرا مسکرایا۔

آپ کون: سامنے کھڑی لڑکی نے ناگواریت سے حیا کو دیکھا۔

میں انکی وائف: حیا نے دل جلانے والی مسکراہٹ سے کہا۔۔۔ تو وہ لڑکی حسد سے اسی دیکھتی اکسیوز کرتی وہاں سے چلی گئی۔۔۔ اسکے جاتے ہی حیا نے جھٹ سے اپنا ہاتھ احد کے بازو سے نکالا اور چلتی بنی۔۔۔

ارے رو کو تو،،، چلو تصویریں بنوانے چلتے ہیں: احد اسکے پیچھے آتا بولا۔

جاؤ اسی چڑیل کے ساتھ بنواؤ جس کے ساتھ گپے ہانک رہے تھے: حیا ایک دم مڑتے ہوئے غصہ سے بولی تو اسکے ایک دم روکنے پر احد کے چلتے قدموں پر بریک لگی۔

تم جیلس ہو رہی ہو: احد نے خوش ہوتے ہوئے پوچھا اسکو اچھا لگ رہا تھا اسکا خود کے لئے پوزیسو ہونا۔۔۔

نہیں تم کسی بھی لڑکی سے باتیں کرو گے اور میں جیلس بھی نہیں ہوں: وہ صاف گو سے بولی۔

اچھا اب کسی سے بات نہیں کروں گا چلو اسٹیج پر چلیں: احد مسکراتا ہوا اسے لئے اسٹیج کی طرف بڑھ گیا تو وہ بھی منہ بناتی خاموشی سے اسکے ساتھ ہوئی۔



عروہ کافی دیر سے کسی کی نظریں خود پر محسوس کر رہی تھی کھانا کھانے کے درمیان بھی اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی مسلسل اسے دیکھ رہا ہے۔۔۔۔۔ وہ زینب بیگم اور نورین بیگم کے پاس آ کے بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

اسلام و علیکم کیسی ہیں آپ میں جانتی ہوں آپ مجھے پہچانی نہیں ہوں گی۔۔۔ میں سحر کی ممانی ہوں: ابھی اسے بیٹھے تھوڑی دیر بھی نہیں ہوئی تھی کہ ایک عورت ان لوگوں کے پاس آتے اپنا تعارف کروانے لگی۔

وعلیکم اسلام۔۔۔۔۔ آئے بیٹھیں: نورین بیگم نے انہیں بیٹھنے کو جگہ دی۔

یہ آپ کی بیٹی ہے: انہوں نے زینب بیگم سے پوچھا۔

جی یہ میری بیٹی بھی ہے۔۔۔۔۔۔۔ ہاں میں دیکھ رہی تھی کہ یہ آپ کے ساتھ ہی گھوم رہی ہے میں کافی دیر سے انہیں دیکھ رہی تھی: وہ عورت زینب بیگم کی ادھی بات بیچ میں کاٹ اپنی شروع ہو گئیں۔

امی وہ بابار خصتی کا بول رہے ہیں: شہاب نے آ کے اپنی ماں کو وادف صاحب کا پیغام پہنچایا۔

اچھا بیٹا: زینب بیگم نے کہا۔

یہ آپ کا بیٹا ہے ماشاء اللہ آپ کے تو سارے بچے ہی ایک سے بڑھ کے ایک ہیں: اس عورت نے تعریف کی۔۔۔

شکر یہ: وہ مسکرائیں۔

تم کہاں جارہی ہو بیٹھو: عروہ شہاب کے اشارے پر اٹھ رہی تھی جب اس عورت نے اسے واپس بیٹھا دیا تو چار ونا چار اسے بیٹھنا پڑا۔

بہن مجھے نا آپ کی بیٹی بہت پسند آئی ہے اپنے بیٹھے کے لیے۔۔۔۔۔ میرے بیٹا کا اپنا بزنس ہے۔۔۔۔۔ وہ عورت اپنے مقصد کی بات پر آئیں۔۔۔۔۔

انکی باتیں سن وہاں موجود سب نے حیرانی سے انکی بات سنی۔۔۔۔۔ عروہ نے شہاب کا چہرہ دیکھتے اپنی ہنسی دبائی جس کے چہرے سے صاحب ناگواریت جھلک رہی تھی۔

آنٹی آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے یہ میری بیوی ہے: شہاب نے اپنے لہجہ کو نارمل رکھتے ہوئے کہا۔

کیا یہ تمہاری بیوی ہے لیکن یہ تو بہت چھوٹی لگ رہی ہے اس لئے میں سمجھی کے ابھی اسکی شادی نہیں ہوئی ہوگی: وہ عورت تعجب سے بولی۔

کوئی بات نہیں غلط فہمی ہو جاتی ہے: نورین بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ عورت ان سے ہاتھ ملاتے ہوئے وہاں سے آگے بڑھ گئی۔ تو وہ دونوں بھی اٹھ کے رخصتی کے لئے اسٹیج کی طرف چلیں۔

بہت ہنسی نہیں آرہی تمہیں: شہاب نے دانت نکالتی عروہ کو گھورا۔
نہیں میں کہاں ہنس رہی ہوں: وہ ہنسی روکتے ہوئے انجان بنی۔

سب دیکھ رہا ہے مجھے: شہاب نے سر دپن سے کہا۔

اچھا چھوڑنا چلیں رخصتی ہونے والی ہے: عروہ نے اس کا دھیان اسٹیج کی طرف دلایا تو وہ اسکو لئے اسٹیج کی طرف بڑھ گیا۔



اور آخر کار وہ گھڑی آگئی جس میں ایک بیٹی کو اسکے باپ کا آنگن چھوڑاڑ جانا ہوتا

ہے۔۔۔۔

سحر اپنے بابا سے مل کے خوب روئی دانش صاحب کی آنکھیں بھی نم تھیں۔۔۔

سحر بیٹا اپنے سسرال کو سسرال سمجھ کے نہیں بلکہ اپنا گھر سمجھ کے رہنا،،، ساس

سسر کو ماں باپ کا درجہ دینا،،، اگر شوہر سے ناراض ہو جاؤ اور وہ تمہیں منائے تو مان

جانا۔۔۔ کبھی لڑائی جھگڑے کو بڑھنے نہیں دینا!!! انا کو اپنے رشتے کے بچ نہیں

لانا۔۔۔ پیار محبت سے اپنے گھر کو آباد رکنا۔۔۔ مجھے یقین ہے میری بیٹی باپ کی

تربیت کا ہمیشہ مان رکھے گی: دانش صاحب نے اسے اپنے سینے سے لگائے بہت محبت

سے نصیحت کی۔

عاکل مجھے پورا یقین ہے تم میری بیٹی کا خیال رکھو گے: وہ عاکل سے گلے ملے۔

آپ فکر نہیں کریں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں سحر کو کبھی کوئی تکلیف نہیں دوں گا۔۔۔ ہمیشہ خوش رکھوں گا: عاکل مودب انداز میں بولا۔

قرآن کے سائے میں رخصت کئے ایک نئی منزل کی طرف روانہ کیا۔



دانیال اور مسکان اپنے گھر کی طرف روانہ تھے۔۔۔ گاڑی خالی سڑکوں پر تیز اسپید سے چل رہی تھی۔۔۔ گاڑی کی خاموش فضا میں دانیال کی گھمبیر آواز گونجی۔
کیا ہوا تم بہت خاموش خاموش ہو۔۔۔۔۔

مسکان جو بھاگتی ہوئی سڑکوں کو دیکھ رہی تھی اسکی آواز پر گردن موڑ کے اسکی طرف رخ کیا۔

ایسی بات نہیں ہے!!! بس میں تھوڑی تھک گئی ہو اور نیند بھی بہت آرہی ہے: مسکان نے آہستہ سے کہتے اسکے کندھے پر سر رکھا۔

ہممم میں بھی بہت تھک گیا ہوں لیکن میری تھکن کا علاج نیند نہیں ہے بلکہ تم ہو: وہ سر پر بوسہ دیتے بولا۔

لیکن آپ تو اچھے شوہر ہیں نا اس لئے بیوی کی نیند کا خیال کرتے ہوئے مجھے سونے دیں، جب گھر آئے تو اٹھا دیجئے گا!!!!!! مسکان معصومیت سے بولی تو وہ اسکی نیند سے بھری آنکھوں کو دیکھتا ہامی بھر گیا۔

وہ اسکے کندھے پر سر رکھے رکھے ہی آنکھیں بند کر گئی اور جلدی ہی نیند کی وادیوں میں گھو گئی۔۔۔۔



عاکل کو اسکے کچھ دوست گھیرے بیٹھے تھے بہت مشکل سے جان چھڑواتا اپنے کمرے کی طرف آیا تھا۔۔۔ لیکن ہائے رے قسمت سامنے ہی دروازہ روکے مہر اور عروہ دیکھ گئیں۔۔۔۔

یہ غلط بات ہے تم لوگوں نے وہاں بھی مجھے لوٹا اور اب یہاں بھی لوٹ رہی ہو: عاقل
نے دوہائی دی۔۔۔۔

عاقل بہس کا کوئی فائدہ نہیں ہے: عروہ نے آنکھیں کھومائیں۔۔

بلکہ یہ تو تمہارے لئے ہی اچھا ہے جتنی جلدی پیسے نکالو کے اتنی جلدی ہی اندر جاؤ
گے: مہر نے سکون سے کہا۔

یہ لو اور اب راستے سے ہٹ جاؤ: عاقل نے مہر کے ہاتھ پر پیسے رکھے تو دونوں نے اسکا
راستہ چھوڑا ریا۔ تو وہ کمرے میں داخل ہوا۔۔

پیسے آپس میں آدھے آدھے کر کے وہ دونوں بھی اپنے کمرے کی طرف چل دیں۔



عروہ کمرے میں آتے ہی گرنے کے انداز میں بیڈ پر ڈھ گئی۔۔۔ شہاب جو بیڈ پر لیٹا
اسی کا انتظار کر رہا تھا اسے آتے ہی گرتے دیکھ اٹھ بیٹھا۔

کیا ہوا عروہ طبیعت تو ٹھیک ہے: وہ فکر مند ہوا۔

جی میں ٹھیک ہوں بس بہت زیادہ تھک چکی ہوں: وہ تھکے تھکے انداز میں بولی۔

اچھا جاؤ چینج کر لو پھر سو جانا: شہاب نے کہا۔

میری بلکل بھی ہمت نہیں اٹھنے کی میں ایسے ہی سو رہی ہوں: وہ کہتی آنکھیں موند گئی۔

نہیں ایسے تم صحیح سے نہیں سو پاؤ گی جاؤ جلدی سے پہلے چینج کر کے آؤ پھر سونا: شہاب نے سختی سے کہا کیوں کے وہ جانتا تھا اگر آرام سے بولے گا تو وہ نہیں مانے گی۔۔۔ شہاب کے سختی سے کہنے پر وہ مرے مرے قدموں سے کپڑے لیتی واشر و م میں گھس گئی۔۔۔

تھوڑی دیر بعد باہر آئی تو شہاب دن بھر کی مصروفیت اور تھکاوٹ کی وجہ سے سوچکا تھا وہ اپنی جگہ پر آ کے لیٹی آنکھیں بند کر گئی۔۔۔ سارا دن کی تھکاوٹ کی وجہ سے جلد ہی نیند اس پر چھا گئی۔

عاکل کمرے میں داخل ہوا تو سامنے ہی وہ پری پیکر اسکے نام کا ہار سنگھار کئے بیک
گراؤنڈ سے ٹیک لگائے شاید سو گئی تھی۔۔۔۔ عاکل شیروانی اترتا بیڈ پر سوئی اپنی نئی
نویلی دلہن کی طرف بڑھا۔۔۔۔

بیڈ پر اسکے پاس بیٹھ مسکراتی نظروں سے دیکھتا اسکی ناک میں پہنی باریک نتھ کو
انگلیوں کے پاروں سے چھوا تو وہ جس کی عاکل کے انتظار میں آنکھ لگ گئی تھی کسی کا
لمس اور نگاہوں کی تپش خود پر محسوس کر ایک دم آنکھیں کھول گئی۔۔۔۔
عاکل کو اپنے اتنے قریب دیکھ سیدھی ہو کے بیٹھی۔۔۔۔ دل نے اسپید پکری۔۔۔۔
آپ کب آئے: وہ نظریں اٹھا کے بولی تو عاکل اسکی کاجل سے سچی آنکھوں میں کھوسا
گیا۔

جب تم میری نیندیں اڑا کے سو رہیں تھیں تب آیا: عاکل اسکی طرف جھکا۔
سو۔۔۔۔ سوری وہ مجھے پتا ہی نہیں چلا کے کب آنکھ لگ گئی: اسکے قریب آنے پر وہ
گھبراتی اٹک کے بولی۔

ہممم ابھی اپنی نیند پر قابو رکھو کیوں کہ یہ وقت اب میرا ہے: وہ معنی خیزی سے بولا تو اسکی بات کے پیچھے کا مطلب سمجھ شرم سے نظریں جھکا گئی۔

یہ میری طرف سے چھوٹا سا تحفہ: عاقل نے مسکراتے ہوئے اسکا ہاتھ پکڑ سونے کے کنگن پہنائے۔۔۔۔

یہ بہت خوبصورت ہیں: سحر نے دوسرے ہاتھ سے کنگن چھوئے۔

میں کبھی تمہاری آنکھوں میں آنسوؤں کا سبب نہیں بنوں گا۔۔۔ ہمیشہ تمہیں خوش رکھوں گا یہ وعدہ ہے میرا: عاقل نے سحر کی پیشانی پر اپنی محبت کی پہلی مہر ثبت کی۔ میں بھی کوشش کرو گی کہ آپ کو اور گھر والوں کو شکایت کا موقع نادوں: مسکرا کے کہا۔

تمہیں پتہ ہے میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں: عاقل نے سوال کیا تو وہ نامیں سر ہلا گئی۔

آسمان پر جتنے تارے ہیں، سمندر میں جتنا پانی ہے، صحرا میں جتنی ریت ہے، اسے کئی زیادہ محبت مجھے تم سے ہے وہ اسکے چہرے کا ایک ایک نقوش چھو کے دلفریبی سے بولا۔۔۔

وہ اتنے پیارے اظہارِ محبت پر قربان ہوئی۔۔۔ عاقل اسے اپنی محبت کی بارش میں بھیگوتے ہوئے سرشار کرتا چلا گیا اور وہ اس میں بھیگتی ہوئی اپنی باہیں اسکی گردن میں ڈالے سکون سے آنکھیں موند گئی۔

انکی نئی زندگی کی شروعات ہوئی۔ خوشیوں سے بھری زندگی کی۔۔۔



وقت کا کام ہے گزر جانا اور وہ گزر جاتا ہے۔۔۔ اور پیچھے صرف یادیں چھوڑ جاتا ہے۔۔۔

(چار سال بعد)

میم کوئی پیشنٹ آئے ہیں: وہ اپنے سینٹر کے ساتھ کوئی کیس ڈسکس کر رہی تھی جب نرس نے اندر آ کے عطا ح دی۔

کون آیا ہے نام نہیں بتایا انہوں نے: حیا نے پوچھا۔

نہیں میم ارجنٹ میں آئے ہیں وہ کہہ رہے تھے کے آپ سے فون پر بات ہو گئی ہے: اسے تفصیل سے بتایا۔

اچھا میں آتی ہوں: حیا نے نرس سے کہا اور اپنے سینٹر ڈاکٹر سے اسکیوز کرتی اپنے کیمین کی طرف بڑھ گئی۔

حیا کمرے میں داخل ہوئی تو ٹھٹک کے روکی وہ ہمیشہ کی طرح آج پھر آ پہنچا تھا۔ احد پھر سے: اسے آنکھیں بڑی کیں۔

یار یہ مجھ سے سمجھل نہیں رہا تھا بہت رو رہا تھا امی بھی سو رہی تھیں اس لئے میں اسے یہاں لے آیا: احد نے اپنے 7 ماہ کے روتے ہوئے بیٹھے کو رونی صورت بنائے حیا کو پکڑ لیا۔

حیا کی پڑھائی مکمل ہونے کے بعد انکی شادی ہو گئی تھی، وہ ایک کامیاب ڈاکٹر بن گئی تھی اور احد اپنے بابا کا بزنس جوائن کر چکا تھا۔۔۔ انکی شادی کو دو سال ہوئے تھے اور آج انکا سات ماہ کا ایک بیٹا تھا جس کا نام انہوں نے آہان رکھا تھا۔۔۔ آیان کے پانچ ماہ کے ہونے کے بعد حیا نے اپنی جو ب دوبارہ جوائن کر لی تھی۔۔۔ اسنے آہان کی وجہ سے ہی اپنا ڈیوٹی ٹائم بہت کم کر دیا تھا۔۔۔ وہ صبح نو سے ایک بجے تک ڈیوٹی کرتی تھی۔۔۔ جب تک احد آہان کو سمجھاتا تھا پھر حیا کے گھر آنے کے بعد وہ آفس جاتا تھا۔۔۔ لیکن جب آہان اسے سمجھتا نہیں تھا تو وہ اسے حیا کے پاس کسی ناکسی بہانے سے لے آتا۔۔۔ اب تو اسپتال میں سب ہی اسے جان گئے تھے لیکن جو نرس حیا کو بلانے آئی تھی وہ نئی تھی اس لئے اسے پہچان ناسکی۔

احد ابھی مجھے یہاں آئے دو گھنٹے ہوئے ہیں اور اس میں بھی یہ تم سے سمجھلا نہیں: حیا اسے گھورتے ہوئے اپنے بیٹے کو چپ کروانے لگی اور وہ بھی ماں کی گود میں آتے ہی چپ ہو گیا۔

دیکھایہ بھی تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا میری طرح: احد اسکے قریب آیا۔

میرے بیٹے کو مجھ سے محبت ہی اتنی ہے: حیا نے اپنی گود میں موجود اس گول مٹول سے بچے کا گال چوما۔

اور مجھے تم سے: احد نے حیا کا گال چوما تو وہ اسکو گھورنے لگی۔

یار ہر بار اپنی یہ بڑی بڑی آنکھیں دیکھانی ضروری ہیں کیا: احد نروٹھے پن سے بولا۔

تو تم کام ہی ایسے کرتے ہو۔۔۔ اور زر افاصلے پر ہو ہم اپنے کمرے میں نہیں ہیں اسپتال میں ہیں: حیا نے باور کرایا۔

اوکے ڈاکٹر نی صاحبہ: وہ سر کو خم دے کے بولا۔

اچھا لو اسے یہ سو گیا ہے اب دو گھنٹے بعد ہی اٹھے کاجب تک میں آ جاؤ گی اور اب تم

جاؤ: حیا نے آہان کے ماتھے پر پیار کرتے اسے احتیاط سے احد کو دیا۔

نکاح کے دو بول میں بہت طاقت ہوتی ہے جو دو لوگوں کو ایک مضبوط رشتے میں
باندھ دیتا ہے۔۔۔ یہ ایک پاک رشتہ ہے جس میں لوگوں سے زیادہ اللہ کی
مرضا مندی شامل ہوتی ہے تو اس پاک رشتے میں محبت نا ہو یہ تو ممکن ہی نہیں۔۔۔
جو کل تک ایک دوسرے سے شادی نہیں کرنا چاہتے تھے۔۔۔ ایک دوسرے سے
لڑنے مرنے کے لئے تیار رہتے تھے آج ایک دوسرے کے لئے جان دینے کو تیار
تھے۔۔۔ ایک دوسرے سے بے انتہا محبت کرتے تھے۔۔۔



دامش ادھر آؤ نہیں تو میں بہت برا پیش آؤ گی: مسکان تھک چکی تھی تین سالہ
دامش کے پیچھے بھاگتے بھاگتے جولان سے کپڑے گندے کر آیا تھا اور اب چینیج بھی
نہیں کروا رہا تھا۔۔۔ جواب اپنی دادی کے پہلو میں چپ گیا تھا۔

کیا ہوا بیٹا: انہوں نے اسکا تھکا ہوا چہرہ دیکھ پوچھا۔

ماما دیکھیں ناسارے کپڑے گندے کر لئے ہیں اور چینیج بھی نہیں کروا رہا: وہ کپڑے صوفے پر پٹختے ہوئے بولی۔

دامش بری بات بیٹا کو تنگ نہیں کرتے ناجاؤ ماما کے پاس اور کپڑے چینیج کرواؤ: انہوں نے دامش کے بال سہلاتے ہوئے سمجھایا۔

چھوڑ دیں ماما جب بڑے نہیں سمجھتے تو یہ تو پھر بچا ہے یہ ابھی کہاں سمجھے گا: مسکان نے جھنجھلا کے کہا۔

اور کون نہیں سمجھتا؟؟؟: انہوں نے پوچھا۔

آپ کا بیٹا اور کون۔۔۔ دونوں بچوں کے ساتھ وہ بھی بچے بن جاتے ہیں: مسکان نے افسوس سے کہا۔

خبردار بیگم جو آپ نے مجھے یا میرے بچوں کو کچھ کہا: دانیال اپنی تین سالہ بیٹی انابیہ کو گود میں اٹھائے ہال میں داخل ہوا۔۔۔ وہ اسے باہر لے گے گیا تھا جبکہ دامش اس

وقت سو رہا تھا۔۔۔ وہ دونوں جڑوہ تھے اور بلا کے شرارتی بھی ان کے آنے سے گھر میں رونق آگئی تھی۔

میں بھلا آپ لوگوں کی شان میں گستاخی کر سکتی ہوں: مسکان نے چڑکے کہا۔۔۔ وہ دونوں مسکان کو خوب تنگ کرتے تھے اور انکا پورا ساتھ دانیال بھی دیتا تھا جس سے مسکان بہت چڑتی تھی۔

بلکل بھی نہیں کر سکتیں۔۔۔ تم میں اتنی ہمت ہی نہیں ہے: دانیال نے انابیہ کو گود سے اتار اتو وہ دامنش کے پاس بھاگ گئی جو اپنی ماں کو ستانے کے بعد دادی سے کپڑے پہن رہا تھا۔

مسکان دانیال کو ناک چڑاتی کچھ کہے بغیر اٹھ کے کچن میں چل دی۔۔۔ دانیال نے ایک نظر اپنی ماں اور بچوں کو دیکھا جو آپس میں مصروف تھے اور اٹھ کے مسکان کے پیچھے چل دیا۔

میری جان ناراض ہو گئی: دانیال نے مسکان کو پیچھے سے اپنی باہوں میں بھرا تو وہ سٹیٹا کے پیچھے ہٹنے لگی۔۔۔ لیکن دانیال کی گرفت مضبوط تھی۔

دانیال کیا کر رہے ہیں کوئی آجائے گا: مسکان نے اسکی طرف مڑتے ہوئے کچن کے دروازے پر دیکھا۔

کوئی نہیں آئے گا سب بیزی ہیں۔۔۔۔ تم بتاؤ ناراض ہو: دانیال نے مسکرا کے پوچھا۔

میں کیوں ناراض ہو گئی بھلا آپ سے: وہ اسکی شرٹ کے بٹن سے کھیلنے ہوئے بولی۔

تو پھر ایسے اٹھ کے کیوں آگیں: وہ اسکے چہرے پر آئی لٹ کو پیچھے کرتے بولا۔

میں تو بچوں کے لئے کچھ کھانے کو لینے آئی تھی: مسکان نے اسکی آنکھوں میں دیکھاتے ہوئے کہا۔

اپس۔۔۔۔۔ ہی۔ ہی۔ ہی: دانیال اس کے چہرے پر جھکنے ہی لگا تھا کہ پیچھے سے
دونوں بچوں کی آواز پر جھٹکے سے دور ہوا۔۔۔ دونوں نے ہڑبڑا کر دروازے کی
طرف دیکھا تو وہ دونوں کھڑے منہ پر ہاتھ رکھے ہنستے ہوئے باہر بھاگ گئے۔
دیکھا میں نے بولا تھا نا کوئی آجائے کا لیکن نہیں آپ تو میری سنتے ہی نہیں ہیں۔۔۔
اگر بچے کچھ دیکھ لیتے تو کیا اثر پڑتا ان پر: مسکان نے تھوڑے غصہ سے کہا۔
اچھا ہے میرے بچوں کو بھی پتہ چل جاتا کہ ان کے بابا کتنے رومٹک ہیں: دانیال نے
آنکھ دبا کے شرارت سے کہا۔
دانیال پلیز جائے اور مجھے کام کرنے دیں: مسکان نے منت بھر انداز میں کہا۔
پہلے ایک کس کرنے دو پھر چلا جاؤ گا: دانیال نے مصنوعی سنجیدگی سے کہا۔
دانیال۔۔۔۔۔: وہ دانت پیس کے بولی تو دانیال جلدی سے اسکا گال چومتا تیزی سے
باہر بھاگ گیا۔۔۔ وہ نفی میں سر ہلاتی کام میں مصروف ہو گئی۔

ہر گزرتے دن کے ساتھ ان کے پیار میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔۔۔ بچوں سے ان کی
...!!!! نثر ارتوں سے زندگی حسین سے حسین تر ہوتی جا رہی تھی



یار یہ کیا ہے مجھے تمہارے پاس بھی نہیں آنے دے رہا اب: عاکل نے جھنجھلا کے
کہا۔۔۔

تو آپ کو بول کون رہا ہے میرے پاس آنے کا: سحر مسکراتی ہوئے عاطف کو لئے
آگے بڑھ گئی۔۔۔

یار تم میری بیوی پہلے ہو پھر اسکی ماں ہو تو اس حساب سے میرا حق زیادہ ہے تم پر:
عاکل اسکے پیچھے آتا اپنے چھوٹے نواب کو گھور کے بولا جو مزے سے ماں کا ہاتھ
پکڑے اچھلتے کودتے ہوئے کھلونوں کی شوپ میں جا رہا تھا۔۔۔

وہ محض تین سال کا تھا لیکن بہت ہوشیار تھا۔۔۔ وہ جب بھی عاکل کو سحر کے پاس
آتے دیکھتا تو دوسری طرف آ کے سحر کا ہاتھ پکڑ کے بیچ میں دیوار بن جاتا۔۔۔ وہ گھر

میں بھی اپنی ماں کو کسی کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ سب کے ساتھ ساتھ وہ اپنے باپ کو بھی اپنی ماں کے پاس نہیں آنے دیتا تھا۔۔۔

عاکل آپ میرے معصوم بچے سے حساب کتاب کریں گے اب: سحر نے کھلونے دیکھتے ہوئے کہا جو عاطف اسے دیکھا رہا تھا۔

یہ معصوم نہیں ہے مینا ہے پورا: عاکل نے اسے آنکھیں دیکھیں تو بدلے میں وہ بھی اسے آنکھیں دیکھتا اپنی ماں کے پاس گیا جو گھر کے باقی بچوں کے لئے بھی کھلونے دیکھ رہی تھی۔

ماما بھوت (بھوک): وہ اپنی تو تلی زبان میں پیٹ پر ہاتھ رکھے اپنی ماں سے مخاطب ہوا۔

او میرے بیٹے کو بھوک لگ رہی ہے چلو ہم چل کے کچھ کھاتے ہیں۔۔۔۔ عاکل آپ ان کھلونوں کی پیمٹ کر کے آجائے گا: عاطف کو کہتے اپنی گود میں اٹھایا اور پھر

عاکل کو بولتی شوپ سے باہر نکل گئی۔۔۔ پیچھے بیچارہ عاکل منہ بنائے پیمینٹ کرتا انکے پیچھے ہولیا۔۔۔

فوڈ کوڈ پہنچ کر عاکل نے عاطف کی پسند کے چپس اور آئسکریم لیں اور اپنی ٹیبل کی طرف آیا جہاں اسکی بیوی اور چھوٹے نواب اسکا انتظار کر رہے تھے۔۔۔ ہستے مسکراتے زندگی بہت خوبصورت ہو گئی تھی۔۔۔ اور دور گھڑی خوشیاں انکی منتظر تھیں۔



عادل آج لیٹ گھر آیا تھا۔۔۔ اسے پتہ تھا اسکی شریک حیات اور اسکی ننی سی جان اس وقت کیا کر رہے ہوں گے۔۔۔ وہ آہستہ سے دروازہ کھولتا کمرے میں داخل ہوا تو کمرہ ناٹ بلب کی ہلکی سی روشنی میں نہایا ہوا تھا۔۔۔ اسنے پہلے ہی فون کر کے بتا دیا تھا کہ وہ آج دیر سے گھر آئے گا اس لئے وہ دونوں سکون سے سو رہی تھیں۔۔۔

وہ اپنا نائٹ ڈریس لیتا شاہر لے نے چلا گیا۔۔۔ تھوڑی دیر بعد باہر آیا تو ایک نظر اپنی معصوم بیوی کو دیکھا اور دوسری نظر اپنی دو سال کی بیٹی کو جو سوتے ہوئے چھوٹی سی پری لگ رہی تھی۔۔۔ تبھی انہوں نے اس کا نام پری ہی رکھا تھا۔

وہ اپنے بال صاف کر کے بیڈ پر آیا اور آرام سے اپنی نئی پری کو اٹھا کے اپنے سینے پر لیٹا لیا۔۔۔ پری نیند میں تھوڑا سا کھسمسائی اور عادل کے داڑھی کے بال اپنی چھوٹی سی مٹھی میں پکڑ لئے۔۔۔ عادل نے مسکرا کے اس کے سر پر بوسہ دیا پھر ہاتھ بڑھا کے مہر کو اپنے پاس آہستہ سے کھینچا۔

مہر کسی کی گرفت خود پر محسوس کرتے پٹ سے آنکھیں گھول گئی۔۔۔ اپنے ساتھ لیٹے عادل کو دیکھا تو سکون کا سانس لیا۔

آپ آگئے۔۔۔ کھانا کھائیں گے۔۔۔ کھانا لاؤ: مہر نے فکر مندی سے پوچھا۔۔۔ وہ اسکی فکر پر مسکرا دیا۔

نہیں میں کھا کے آیا ہوں تم پریشان نہیں ہو اور سو جاؤ: عادل نے اسکی پیشانی پر لب رکھے تو وہ مسکراتے ہوئے ہولے سے آنکھیں بند کر گئی۔۔۔۔۔ عادل اپنی قل کائنات کو دیکھتے ہوئے خود بھی آنکھیں موند گیا۔۔۔

اگر مہر عادل کی جان تھی تو پری عادل کا دل۔۔۔ وہ لوگ ایک دوسرے کے بغیر ادھورہ تھے۔۔۔



شہاب بیڈ پر بیٹھا ڈیڑھ سال کی عروش کے بالوں میں انگلیاں چلاتا اس کو سولا رہا تھا جب کے نظریں کبھی نماز پڑھتی عروہ تو کبھی اپنی نئی سی جان پر تھیں جو بالکل عروہ کی کاپی تھی۔۔۔۔ ڈیڑھ سال کی عمر میں اسکے بال کندھے سے تھوڑے نیچھے تک آتے تھے۔۔۔ اس نے لمبے بال اپنی ماں سے چرائے تھے۔۔۔

ایک کپ کافی ملے گی: عروہ کو نماز ادا کر کے اٹھتا دیکھ بولا۔

جی: عروہ مسکرا کے کہتی کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔۔۔ کچھ دیر بعد کافی کا مگ لئے کمرے میں داخل ہوئی تو شہاب کمرے میں موجود نہیں تھا اس نے نظریں گھومائی تو بالکونی کا گلاس ڈور کھلا ہوا تھا وہ سمجھ گئی شہاب وہاں ہے۔۔۔

آپ کی کافی: عروہ نے اسکی طرف مگ بڑھایا۔۔۔

وہ عروہ کی آواز سے اپنی سوچوں سے باہر آیا اور مسکرا کے اس کے ہاتھ سے کافی لی۔ کیا سوچ رہے تھے: عروہ وہی اس کے پاس کھڑی ہوئی۔

یہی کے زندگی کتنی حسین ہو گئی ہے تمہارے سنگ۔۔۔۔۔ میں نے تو کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ میری زندگی میں ایسی لڑکی آئے گی جو مجھ سے بچپن سے پیار کرتی ہو گی۔۔۔ میں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت محسوس کرتا ہوں کہ مجھے تم جیسی جیون ساتھ ملی۔۔۔ تھینکیو میری زندگی میں آنے کے لیے،، تھینکیو مجھے اتنی پیاری بیٹی دینے کے لئے۔۔۔ میری دنیا مکمل کرنے کے لئے: شہاب نے عروہ کے گرد اپنا حصار بنایا تو وہ آسودہ سی مسکراتی اس کے کندھے پر سر رکھ گئی۔

میں نے سچے دل سے آپ کو پانے کی دعا کی تھی اور اس مالک نے میری دعا سنی۔۔۔
میں اسکا جتنا شکر ادا کروں اتنا کم ہے۔۔۔۔۔: وہ آسمان پر چمکتے آدھے چاند پر نظریں
ٹکائے ہوئی۔

میں بھی ہر روز اپنے رب کا شکر ادا کرتا ہوں کے مجھے تم ملیں: شہاب نے اسکے سر پر
محبت سے بوسہ دیا۔

زندگی میں محبت ہونا بہت ضروری ہے۔۔۔ اگر زندگی میں محبت نا ہو تو زندگی بے
رونق ہو جاتی ہے۔۔۔ میرے لئے تو "محبت زندگی ہے" شہاب: عروہ سکوں سے
آنکھیں موند گئی۔

ما۔۔۔ ما۔۔۔: اندر سے عروش کی رونے کی آواز آئی جو ماں کو پکار رہی تھی۔ وہ دونوں
اسکی طرف متوجہ ہوئے اور کمرے میں قدم بڑھایا۔

عروہ اسکے پاس آتی اسے اپنی باہوں میں بھرے لیٹ گئی۔۔۔ شہاب دونوں کو دیکھتا
مسکرا کے اپنی جگہ پر لیٹ عروہ اور عروش کے گرد حصار قائم کئے سونے لگا۔۔۔
عروہ اسکی باہوں کے حصار میں ہمیشہ کی طرح پرسکون ہوئے آنکھیں بند کر گئی۔۔۔
ایک اچھا ہمسفر ہی زندگی کو خوشیوں سے بھرتا ہے جو محبت کے ساتھ آپ کی عزت و
احترام کرے ہر قدم پر ساتھ کھڑا رہے تو زندگی کی ہر آزمائش با آسانی گزر جاتی ہے
اور زندگی خوشگوار ہو جاتی ہے۔



!!! تسلیم کا نام ہے محبت

”محبت زندگی ہے

محبت انسان اور حیو + ان میں فرق کرتی ہے۔۔۔

پھر چاہے محبت بانٹی جائے، ♥ اس کائنات پہ محبت سب سے خوبصورت جذبہ ہے
! سکھائی جائے، برتی جائے یا اوڑھ لی جائے۔۔۔

!!! ہر رشتے میں محبت لازم ہے

(اختتام)

